خانقاہوں میں درسًا درسًا پڑھانے کے لئے بہت ہی نافع وجامع کتاب

ملفوظات مشائخ نقشبند

جس میں پینتالیس مشائخ نقشبندؒ کے چیدہ چیدہ ملفوظات جمع کئے گئے ہیں جو مشائخ وقت اور سالکین طریقت کے لئے یکساں مفید ہیں

جمع وترتیب

مفتی احسان الحق

فاضل ومتخصص فی علوم الحدیث

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبۃ الحسنی

0332-2177075

کتاب کا نام:------------------ملفوظات مشائخ نقشبند

مرتب:--------------------مفتی احسان الحق

سن اشاعت:------------------

تعداد اشاعت:------------------

ناشر:--------------------مکتبہ الحسنی

برائے رابطہ

مکتبہ الحسنی

0332-2177075

گذارش

مبتدی حضرات سے دست بستہ عرض ہے کہ وہ کتاب سے کماحقہ استفادے کے لئے آخر سے مطالعہ شروع کریں۔ اللہ پاک ہم سب کو اس کتاب سے مستفید فرمائے۔

آمین

انتساب

راقم الحروف اس کتاب کو

شیخ المشائخ حضرت مولانا عبدالغفور المدنی العباسی (متوفی:۱۹۶۹) قدس اللہ سرہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا (متوفی:۱۹۸۲) قدس اللہ سرہ

شیخ المشائخ قاری محمد ابراہیم قادری (متوفی:۱۹۹۶) قدس اللہ سرہ

شیخ المشائخ سید نصیر حسین شاہ (متوفی:۱۹۹۸) قدس اللہ سرہ

شیخ سعید بن ہانی الکحیل الشامی (متوفی:۲۰۱۲) قدس اللہ سرہ

اور

اپنے مشفق ومربی مکرم ومحترم شیخ المشائخ داعی کبیر

حضرت مولانا محمد أمیر علوی

أطال الله بقائه علينا بصحة وعافية

شاگرد رشید

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس اللہ سرہ

کے نام کرتا ہے

اللہ تعالیٰ موصوف کا سایہ ہم پر تادیر عافیت کے ساتھ قائم ودائم رکھے۔ آمین

فہرست

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ

حضرت خواجہ سراج الدین دامانیؒ

حضرت مولانا عنایت اللہ خاں رام پوریؒ

حضرت خواجہ پیر فضل علی قریشیؒ

حضرت خواجہ شمس الدین نقشبندی سید پوریؒ

حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ

حضرت علامہ عبدالشکور فاروقیؒ

حضرت خواجہ غلام حسن سواگؒ

حضرت مولانا نصیر الدین غور غشتویؒ

شیخ المشائخ حضرت مولانا عبدالغفور المدنی العباسیؒ

حضرت خواجہ مولانا عبدالمالک صدیقیؒ

حضرت خواجہ مولانا عبداللہ بہلویؒ

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہؒ

حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹکؒ

حضرت مولانا پیر غلام حبیبؒ

حضرت مولانا سید عبداللہ شاہؒ

حضرت مولانا شاہ محمد احمد پرتاب گڑھیؒ

حضرت مولانا غلام ربانیؒ

شیخ المشائخ حضرت سید نصیر الدین شاہؒ

حضرت مولانا شمس الہادی شاہ منصوریؒ

حضرت مولانا محمد امین اورکزئی شہیدؒ

حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

حضرت شیخ علی احمد نقشبندیؒ

حضرت مولانا سید عبدالوھاب شاہ بخاریؒ

حضرت مولانا عبدالحئی پیر گیروالؒ

حضرت مولانا محمد شیرین المعروف مرغزار باباجیؒ

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد اسفندیار خانؒ

حضرت مولانا محمد امیر علوی زید مجدہ

مقدمہ

الحمدللہ علی اِحسانہ کہ اس نے اپنے برگزیدہ بندوں کے ملفوظات کے جمع وترتیب کی توفیق عطا فرمائی۔

کافی عرصہ سے اکابرین کی سوانح ،ملفوظات ،مکتوبات سے چیدہ چیدہ باتیں اپنے لئے اپنے پاس کاپی میں محفوظ کرنے کا ارادہ تھا مگر کوئی ایسی صورت نہیں بن رہی تھی کہ اپنے اس خیال کو عملی جامہ پہناتا ،اس بار سالانہ چھٹیوں تک یہ ارادہ ملتوی کیا اور ذہن میں اس کی ترتیب کا خاکہ بھی بنایا تو یہ طے کیا کہ: ’’ملفوظات مشائخ نقشبند‘‘ کے نام سے کام کی ابتدا کی جائے ،قدرت کا کرنا ایسا ہوا کہ اس سال ’’کورونا‘‘ وائرس کی وبا سے پورے مملکت خداداد پاکستان کو قرنطینہ بننا پڑا، مدارس میں چھٹیاں اور مساجد بھی اللہ معاف کرے بند کر دی گئیں تو اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اس کام کی ابتدا کی اور ایک معتد بہ حصہ مطالعہ کیا اور اسے تحریر بھی کیا۔

پھر سوچا کہ اِنسان کو اپنی زندگی کا کچھ پتہ نہیں سانس اندر گئی باہر کا پتہ نہیں کہ آئے یا نہیں اگر باہر ہے تو اندر سانس کھینچ سکتا ہے یا نہیں کچھ پتہ نہیں ،اس لئے اسے عام کرنے کا خیال دل میں جاگزیں ہوا، کہ شاید کسی کو کسی ملفوظ سے فائدہ پہنچے اور میرے لئے صدقہ جاریہ کا باعث بنے۔رمضان کی آمد میں چند دن باقی رہ گئے ہیں جو اس جمع کئے ہوئے کام پر نظر ثانی کے لئے رکھ دیئے ہیں۔اللہ رب العزت سے دعا گو ہوں کہ وہ اس کام کو اپنی بار گاہ میں قبول ومنظور فرمائے۔اور راقم الحروف کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔اور ان بزرگان دین کے طفیل راقم الحروف کو نیک وصالح نقشبندیہ مجددیہ نسبت کی حامل اولاد نصیب فرمائے۔آمین۔وما ذلك على الله بعزيز

۲۵/۸/۱۴۴۱ھ۔یوم الاحد

ملفوظات

شيخ الطريقة النقشبندية المجددية

حضرت خواجہ مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ

(متوفی:۲۸/۲/۱۰۳۴۔بمطابق:۳۰/۱۱/۱۶۲۴)

خلیفہ مجاز

حضرت خواجہ باقی باللہ ودیگر قدس اللہ أسرارہم

۱) اللہ تعالی کی بارگاہ میں تمام اشیا سے زیادہ قریب قرآن مجید ہے اور حق تعالی کی صفات میں سب سے زیادہ ظاہر بھی یہی صفت ہے جس کو ظلیت کی گرد بھی نہیں لگی۔قرآن پاک تقدیم وتاخیر کے خس وخاشاک کو محبوبوں کی آنکھ میں ڈال کر اپنی اصالت کے ساتھ عالم ظلال میں جلوہ گر ہوا ہے، یہی وجہ ہے کہ تمام عبادتوں سے افضل عبادت قرآن مجید کی تلاوت ہے اور اس کی شفاعت دوسروں کی شفاعت سے زیادہ مقبول ہے، خواہ ملک مقرب کی شفاعت ہو یا نبی مرسل کی اور وہ نتائج وثمرات جو قرآن مجید کی تلاوت پر مرتب ہوتے ہیں، تفصیل سے باہر ہیں۔بسا اوقات قرآن مجید اپنے تلاوت کرنے والے کو ایسے بلند درجات تک پہنچا دیتا ہے کہ وہاں بال کے گزرنے کی بھی گنجائش نہیں ہوسکتی۔(۱)

۲) نجات کا طریق اور (عذاب الہی سے) خلاصی کا راستہ اعتقادی اور عملی طور پر صاحب شریعت علیہ الصلاۃ والسلام کی متابعت ہے۔استاد وپیر اس لئے پکڑتے ہیں تاکہ وہ شریعت کی طرف رہ نمائی کریں اور ان کی برکت سے شریعت کے اعتقاد وعمل میں آسانی اور سہولت حاصل ہوجائے، نہ یہ کہ مرید جو چاہیں کریں اور جو کچھ چاہیں کھائیں، پیران کے لئے ڈھال بن جائیں گے اور عذاب سے بچالیں گے، کیوں کہ ایسا خیال کرنا ایک نکمی اور بے کار آرزو ہے، وہاں (محشر میں) کوئی شخص اللہ تعالی کی اجازت کے بغیر شفاعت نہ

۱)۔حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص:۵۹۸۔

کر سکے گا اور جب تک عمل پسندیدہ نہ ہوں گے کوئی اس کی شفاعت نہ کرے گا اور عمل پسندیدہ اس وقت ہوں گے ، جب کہ شریعت کے مطابق عمل کیا جائے گا۔شریعت کی متابعت کے ہوتے ہوئے اگر کوئی لغزش اور قصور اس سے سرزد ہوگا تو اس کا تدارک شفاعت سے ہو سکے گا۔(۱)

۳)شریعت کے تین جز ہیں :علم ،عمل ،اخلاص۔

جب تک یہ تینوں جز متحقق نہ ہوں ،شریعت متحقق نہیں ہوتی اور جب شریعت حاصل ہو گئی تو گویا حق تعالی کی رضامندی حاصل ہو گئی جو دنیا وآخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۔۔توبۃ

(اور اللہ تعالی کی رضامندی سب سے بڑھ کر ہے)

پس شریعت دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے اور کوئی ایسا مطلب باقی نہیں رہتا جس کے حاصل کرنے کے لئے شریعت کے سوا کسی کے کامل کرنے میں شریعت کے خادم ہیں ، پس ان دنوں کو حاصل کرنے سے مقصود شریعت کی تکمیل ہے نہ کہ شریعت کے سوا اور کوئی امر ،احوال ومواجید اور علوم ومعارف جو صوفیائے کرامؒ کو اثنائے راہ میں حاصل ہوتے ہیں وہ اصلی مقاصد میں سے نہیں ہیں بل کہ اوہام وخیالات ہیں جن سے طریقت کے اطفال کی تربیت کی جاتی ہے ،ان سب سے گزر کر مقامِ رضا تک پہنچنا چاہئے جو مقامِ جذبہ وسلوک کی نہایت ہے کیوں کہ طریقت وحقیقت کی منزلیں طے کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اخلاق حاصل ہو جائے جو مقام رضا حاصل ہونے کے لئے لازمی وضروری ہے۔(۲)

۴)اس سیر وسلوک سے مقصود مقامِ اخلاص کا حاصل کرنا ہے جو آفاقی وانفسی معبودوں کی فنا پر منحصر ہے اور یہ اخلاص شریعت کے اجزا میں سے ایک جز ہے، کیوں کہ

---

۱)۔حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص:۶۰۷۔

۲)۔حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص:۶۰۸۔۶۰۹۔

شریعت کے تین جز ہیں ،علم ،عمل ،اخلاص۔پس طریقت وحقیقت دونوں شریعت کے تیسرے جز یعنی اخلاص کی تکمیل کے لئے شریعت کے خادم ہیں۔اصل معاملہ تو یہی ہے مگر ہر ایک شخص کی سمجھ یہاں تک نہیں پہنچتی ،اکثر دنیا والوں نے خواب وخیال کے ساتھ آرام کیا ہوا ہے اور اخروٹ ومنقی یعنی ادنی باتوں پر کفایت کی ہوئی ہے ،وہ لوگ شریعت کے کمالات کو کیا جانیں اور حقیقتِ طریقت وحقیقت کو کیا سمجھیں وہ لوگ شریعت کو پوست خیال کرتے ہیں اور حقیقت کو مغز جانتے ہیں ،یہ نہیں جانتے کہ اصل معاملہ کیا ہے ،صوفیہ کی بے مقصد باتوں پر مغرور ہیں اور احوال ومقامات پر فریفتہ ہیں۔(۳)

۵)اہل سنت وجماعت کے علمائے ظاہر اگر چہ بعض اعمال میں قاصر ہیں لیکن اللہ تعالی کی ذات وصفات کے متعلق ان کے درست عقائد کا جمال اس قدر نورانیت رکھتا ہے کہ وہ کوتاہی وکمی اس کے مقابلے میں ہیچ وناچیز دکھائی دیتی ہے اور بعض صوفی ریاضتوں اور مجاہدوں کے باوجود چوں کہ اللہ تعالی کی ذات وصفات کے متعلق اس قدر درست عقیدہ نہیں رکھتے اس لئے وہ جمال ان میں نہیں پایا جاتا۔(۴)

۶)جو چیز دنیا سے تعلق رکھتی ہے اور دنیا کے لئے وسیلہ وذریعہ ہے وہ قبیح ہے اگر چہ بہ ظاہر اچھی دکھائی دے اور حلاوت وطراوت کے ساتھ ظاہر ہو جیسا کہ دنیوی مزخرفات ، یہی وجہ ہے کہ شریعتِ مصفویہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام میں امردوں یعنی بے ریش لڑکوں اور اجنبی عورتوں کے حسن اور دنیاوی زیب وزینت کی طرف رغبت وخواہش سے نظر کرنا منع فرما دیا گیا ہے۔(۵)

۷)میرے مخدوم !اگر واقعات کا کچھ اعتبار ہوتا اور خوابوں پر بھروسہ ہوتا تو

---

۳)۔حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص:۶۱۰۔

۴)۔حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص:۶۱۱۔

۵)۔حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص:۶۱۲۔

مریدوں کو پیروں کی کچھ ضرورت نہ رہتی اور طریقوں میں سے کسی طریق کو لازم پکڑنا لغو و بے فائدہ ہوتا کیوں کہ ہر ایک مرید اپنے واقعات کے موافق عمل کر لیتا اور اپنے خوابوں کے مطابق زندگی بسر کر لیتا خواہ وہ واقعات و منامات پیر کے طریقے کے موافق ہوتے یا نہ ہوتے اور خواہ پیر کے پسند کے ہوتے یا نہ ہوتے، اس تقدیر پر سلسلۂ پیری و مریدی درہم برہم ہو جاتا اور ہر نادان اپنی وضع و طریقے پر مضبوطی سے قائم ہو جاتا، حال آں کہ مرید صادق ہزار ہا واقعات کو پیر کی موجودگی میں آدھے ''جو'' کہ عوض بھی نہیں خریدتا اور طالبِ رشید پیر کی حضوری (موجودگی) کی بہ دولت خوابوں کو پریشان و جھوٹے خواب جانتا ہے اور ان کی طرف کچھ التفات نہیں کرتا۔ شیطان لعین ایک طاقت ور دشمن ہے جب منتہی حضرات اس کے فریب سے امن میں نہیں ہیں اور اس کے مکر سے لرزاں ترساں ہیں تو پھر مبتدیوں اور متوسطوں کا کیا ذکر ہے۔ (۱)

۸) اول عقائد کا درست کرنا ضروری ہے اور جو کچھ تواتر و ضرورت کے طور پر دین کے متعلق معلوم ہوا ہے اس کی تصدیق سے چارہ نہیں ہے، دوسرے ان باتوں کا علم ضروری ہے جن کا متکفل علم فقہ ہے اور تیسرے طریقہ صوفیہ کا سلوک بھی درکار ہے (لیکن) اس غرض کے لئے کہ غیبی صورتیں اور شکلیں مشاہدہ کریں اور انوار و رنگوں کا معائنہ کریں کہ یہ سب لہو و لعب میں داخل ہیں۔ حسی صورتیں اور انوار کیا کم ہیں کہ کوئی شخص ان کو چھوڑ کر ریاضتوں اور مجاہدوں کے ذریعے غیبی صورتوں اور انوار کی ہوس کرے، حال آں کہ یہ (حسی) صورتیں اور انوار اور وہ (غیبی) صورتیں اور انوار دونوں حق تعالی کی مخلوق ہیں اور حق تعالی کے صانع ہونے پر روشن دلیلیں ہیں، سورج و چاند کا نور جو کہ عالم شہادت سے ہے ان انوار سے جو عالمِ مثال میں دیکھیں کئی درجے افضل ہے۔ لیکن چوں کہ یہ (سورج و چاند کے نور کا) دیکھنا دائمی ہے اور خاص و عام سب اس میں شریک ہیں اس لئے اس کو نظر

۱)۔ حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص:۶۱۶۔

اعتبار سے گرا کر غیبی انوار کی ہوس کرتے ہیں، ہاں

آبے کہ رود پیش درت تیرہ نماید

جو پانی تیرے دروازہ کے آگے بہتا ہے وہ تجھے سیاہ نظر آتا ہے۔

بل کہ طریقہ صوفیہ کے سلوک سے مقصود یہ ہے کہ شرعی اعتقادی امور میں یقین حاصل ہو جائے تاکہ استدلال کی تنگی سے نکل کر کشف کے کھلے میدان میں آجائیں اور اجمال سے تفصیل کی طرف حائل ہو جائیں، مثلاً واجب الوجود تعالی وتقدس کا وجود جو پہلے استدلال یا تقلید کے طور پر معلوم ہوا تھا اور اس کا اندازہ کے موافق یقین حاصل ہوا تھا اور جب طریق صوفیہ کا سلوک میسر ہوتا ہے تو یہ استدلال و تقلید، کشف و شہود سے بدل جاتا ہے اور کامل ترین یقین حاصل ہو جاتا ہے، سب اعتقادی امور اسی قیاس پر ہیں اور نیز (طریق صوفیہ کے سلوک سے) مقصود یہ ہے کہ احکام فقہیہ کے ادا کرنے میں آسانی حاصل ہو جائے اور وہ مشکل دور ہو جائے جو نفس کی امارگی سے پیدا ہوتی ہے اور اس فقیر کا یقین یہ ہے کہ طریق صوفیہ حقیقت میں علوم شرعیہ کا خادم ہے نہ کہ شریعت کے خلاف کوئی اور امر، اپنی کتابوں و رسالوں میں اس معنی کی تحقیق کی ہے اور اس غرض کے حاصل ہونے کے لئے طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کا اختیار کرنا تمام طریقوں سے زیادہ مناسب اور بہتر ہے، کیوں کہ ان بزرگوں نے سنت کی متابعت کو لازم پکڑا ہے اور بدعت سے کنارہ کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر ان کو متابعت کی دولت حاصل ہو اور احوال کچھ نہ رکھتے ہوں تو خوش ہیں اور اگر احوال حاصل ہونے کے باوجود متابعت میں فتور و کمی محسوس کریں تو ان احوال کو پسند نہیں کرتے۔ (۲)

۹) کام کا مدار دل پر ہے، اگر دل حق تعالی کے غیر کے ساتھ گرفتار ہے تو خراب و ابتر ہے، محض ظاہری اعمال اور رسمی عبادات سے مقصد حاصل نہیں ہو سکتا، ماسوائے حق کی

۲)۔ حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص:۶۲۲۔۶۲۳۔

طرف توجہ کرنے سے دل کو سلامت رکھنا اور اعمالِ صالحہ جو بدن سے تعلق رکھتے ہیں اور شریعت نے جن کے بجالانے کے لئے حکم کیا ہے دونوں درکار ہیں، بدنی اعمال صالحہ کی بجاآوری کے بغیر دل کی سلامتی کا دعوی کرنا باطل ہے جس طرح اس جہاں میں بدن کے بغیر روح کا ہونا متصور نہیں ہے اسی طرح دل کے احوال بدنی اعمال صالحہ کے بغیر محال ہیں، اس زمانہ میں اکثر ملحد اس قسم کا دعوی کئے بیٹھے ہیں۔ حق تعالی اپنے حبیب ﷺ کے طفیل ہمیں ان کے ایسے برے عقائد سے بچائے۔ (۱)

۱۰) سیر وسلوک اور تزکیہ نفس وتصفیہ قلب سے مقصود یہ ہے کہ باطنی آفات ودلی امراض جن کی نسبت آیہ کریمہ: فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ میں اشارہ کیا گیا ہے دور جائیں، تاکہ ایمان کی حقیقت حاصل ہوجائے اور ان امراض وآفات کے باوجود اگر ایمان ہے تو وہ صرف ظاہری اور رسمی طور پر ہے۔ (۲)

۱۱) نجات کا دارومدار دو اجزا پر ہے: اوامر کا بجالانا اور نواہی سے رک جانا۔

اور ان دونوں جزوں میں سے آخری جز زیادہ عظمت والا ہے جس کو ورع وتقوی سے تعبیر کیا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص کا ذکر عبادت واجتہاد کے ساتھ اور دوسرے شخص کا ذکر ورع وتقوی کے ساتھ کیا گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ: ورع یعنی پرہیزگاری کے برابر کوئی چیز نہیں اور نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مِلَاكُ دِيْنِكُمُ الْوَرَعُ(۳)

تمہارے دین کا مقصود پرہیزگاری ہے

اور فرشتوں پر انسان کی فضیلت اسی جز سے ثابت ہے اور قرب کے درجوں پر ترقی

۱)۔ حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۳۰۔

۲)۔ حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۳۱۔

۳)۔ لم أجده بهذا اللفظ ولكن في الطبراني والمستدرك والبزار: خير دينكم الورع۔

بھی اسی سے ثابت ہوتی ہے، کیوں کہ فرشتے جز اول میں شریک ہیں اور ترقی ان میں مفقود ہے پس ورع وتقوی کے جز کا مدنظر رکھنا اسلام کے اعلی ترین مقاصد اور دین کی اشد ضروریات میں سے ہے اور اس جز کی رعایت جس کا مدار محرمات سے بچنے پر ہے کامل طور پر اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ فضول مباحات سے پرہیز کیا جائے، کیوں کہ مباحات کے اختیار کرنے میں باگ کا ڈھیلا چھوڑنا مشتبہ امور تک پہنچا دیتا ہے اور مشتبہ چیز حرام کے نزدیک ہے، جس چرواہے نے شاہی چراگاہ کے قریب اپنے جانوروں کو چرنے دیا تو قریب ہے کہ وہ جانور اس چراگاہ میں جا پڑے پس کمال تقوی کے حاصل ہونے کے لئے بقدر ضرورت مباحات پر کفایت کرنا ضروری ہے اور وہ بھی اس شرط پر کہ وظائف بندگی (عبادات) کے ادا کرنے کی نیت ہو ورنہ اس قدر بھی وبال ہے اور اس کا قلیل بھی کثیر کا حکم رکھتا ہے، اور چوں کہ فضول مباحات سے پورے طور پر بچنا تمام اوقات میں خاص طور پر اس وقت میں بہت ہی دشوار ہے، اس لئے محرمات سے بچ کر حتی المقدور فضول مباحات کے اختیار کرنے کا دائرہ بہت تنگ کرنا چاہئے اور اس ارتکاب میں ہمیشہ شرمندہ ہونا چاہئے اور مغفرت طلب کرنی چاہئے اور اس کو محرمات میں داخل ہونے کا دروازہ سمجھ کر ہمیشہ حق تعالی کی جناب میں التجا اور گریہ وزاری کرنی چاہئے شاید کہ ندامت واستغفار اور التجا وتضرع فضول مباحات سے بچنے کا ذریعہ ہوجائے اور اس کی آفت سے محفوظ کردے۔ ایک بزرگ کا ارشاد ہے:

انكسار العاصين أحب إلى الله من صولة المطيعين

گناہ گاروں کی عاجزی اللہ تعالی کے نزدیک فرماں برداروں کے دبدبہ سے بہتر ہے۔

اور محرمات سے بچنا بھی دو قسم پر ہے:

ایک وہ قسم ہے جو اللہ تعالی کے حقوق سے تعلق رکھتی ہے۔

اور دوسری وہ ہے جو بندوں کے حقوق سے متعلق ہے۔

اور دوسری قسم کی رعایت ضروری ہے۔ حق تعالیٰ غنی مطلق اور بڑا رحم کرنے والا ہے اور بندے فقرا و محتاج اور بالذات بخیل و کنجوس ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

اگر کسی شخص پر اس کے بھائی کا مال یا کسی اور قسم کا حق ہے تو اس کو چاہئے کہ آج ہی اس سے معاف کرالے، قبل اس کے کہ اس کے پاس دینار و درہم نہ ہوں، اگر اس کا کوئی نیک عمل ہوگا تو اس کے ظلم کے موافق لے کر صاحبِ حق کو دیا جائے گا اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوگی تو صاحبِ حق کی برائیاں لے کر اس کی برائیوں میں زیادہ کردی جائیں گی۔

اور نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟

حاضرین نے عرض کیا: ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہوں نہ اسباب۔

آں حضرت ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے روز نماز، روزہ، زکاۃ سب کچھ لے کر آئے مگر ساتھ ہی اس نے کسی کو گالی دی ہو اور کسی کو تہمت لگائی ہو اور کسی کا مال کھایا ہو اور کسی کا خون گرایا ہو اور کسی کو مارا ہو تو اس کی نیکیوں میں سے ہر حق دار کو اس کے حق کے برابر دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں ان کے حقوق کے برابر نہ ہوئیں بل کہ پہلے ہی ختم ہوگئیں تو ان حق داروں کے گناہ لے کر اس کی برائیوں میں شامل کردیئے جائیں گے پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔(۱)

۱۲) لقمے میں احتیاط رکھیں یہ ٹھیک نہیں ہے کہ جو کچھ جہاں کہیں سے ملے کھالے اور حلال و حرام شرعی کا کچھ لحاظ نہ کرے۔ یہ انسان خود مختار نہیں ہے کہ جو کچھ چاہے کرے بل کہ اس کا ایک مولیٰ (آقا) ہے جس نے اس کو امر و نہی کا مکلف بنایا ہے اور اپنی

۱)۔ حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۳۹۔۶۴۰۔

رضامندی اور نارضامندی کو انبیا کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے ذریعہ ظاہر کردیا ہے، وہ شخص بہت ہی بدبخت ہے جو اپنے آقا کی مرضی کے برخلاف کام کرے اور آقا کی اجازت کے بغیر اس کے ملک و ملک میں تصرف کرے، بڑی شرم کی بات ہے کہ مجازی آقا کی رضامندی کی رعایت کرتے ہیں اور اس بارے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہتے اور مولائے حقیقی نے تاکید اور مبالغے کے ساتھ ناپسندیدہ کاموں سے منع کردیا اور تنبیہ فرمادی ہے، اس کی طرف کچھ توجہ نہیں کرتے۔ غور کرنا چاہئے کہ یہ اسلام ہے یا کفر؟ ابھی کچھ نہیں بگڑا اور ابھی گذشتہ کا تدارک ہوسکتا ہے، حدیث:

التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ (۲)

گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔

قصور کرنے والوں کے لئے بشارت ہے اور اس کے باوجود اگر کوئی شخص گناہ پر اصرار کرے اور اس سے خوش رہے تو وہ منافق ہے اس کا ظاہری اسلام اس کے عذاب و عقاب کو دور نہیں کرے گا۔ زیادہ کیا تاکید و مبالغہ کیا جائے، عاقل کو اشارہ کافی ہے۔(۳)

۱۲) جاننا چاہئے کہ: **مقصود** حق سبحانہ وتعالیٰ ہے اور پیر حق تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے اگر طالب اپنی ہدایت کسی دوسرے شیخ کے پاس دیکھے اور اپنے دل کو اس کی صحبت میں حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ جمع پائے تو جائز ہے کہ طالب پیر کی زندگی میں پیر کی اجازت کے بغیر اس شیخ کے پاس جائے اور اس سے رشد و ہدایت طلب کرے لیکن چاہئے کہ پیر اول کا انکار نہ کرے اور اس کو نیکی کے ساتھ یاد رکھے، خاص کر اس وقت کی پیری مریدی جو محض رسم و عادت کے طور پر رہ گئی ہے، اس وقت کے اکثر پیروں کو اپنی خبر نہیں اور ایمان و کفر میں فرق نہیں کر سکتے تو پھر وہ خدائے تعالیٰ کے متعلق کیا خبر رکھیں گے اور مرید کو کون سا راستہ

۲) سنن ابن ماجہ: کتاب الزھد: باب ذکر التوبۃ: ج: ۲ ص: ۱۴۱۹۔ الرقم: ۴۲۵۰۔

۳)۔ حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۴۴۔۶۴۵۔

دکھائیں گے۔

آگہ از خویشتن چو نیست جنیں
کئے خبر دار داز چناں زچنیں

ایسے مرید پر ہزار افسوس ہے کہ اس طرح کے پیر پر اعتقاد کر کے بیٹھ رہے اور کسی دوسرے کی طرف رجوع نہ کرے اور خدائے تعالی کا راستہ تلاش نہ کرے۔ یہ شیطانی خطرات ہیں جو ناقص پیر کی زندگی کی راہ سے آ کر طالب کو حق تعالی سے ہٹا کر رکھتے ہیں، جہاں ہدایت اور دل جمعی پائی جائے بلا توقف ادھر رجوع کرنا چاہئے اور شیطانی وسوسوں سے پناہ مانگنی چاہئے۔(۱)

۱۳) کچھ شک نہیں کہ ذکر سے اصلی مقصود حق تعالی کی یاد ہے اور اس پر اجر کا طلب کرنا اس کا طفیلی اور تابع ہے اور درود میں اصلی مقصود طلب حاجت ہے، ان دونوں میں بہت فرق ہے۔ پس وہ فیوض جو ذکر کی راہ سے رسول اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو پہنچتے ہیں ان برکات سے کئی گناہ زیادہ ہیں جو درود کی راہ سے پیغمبر علیہ الصلاہ والسلام کو پہنچتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ: ہر ذکر یہ مرتبہ نہیں رکھا اور جو ذکر قبولیت کے لائق ہے وہی اس فضیلت کے ساتھ مخصوص ہے جو ذکر ایسا نہیں ہے درود شریف کو اس پر فضیلت ہے اور برکات کے حاصل ہونے کی درود شریف میں بہت زیادہ امید ہے لیکن جو ذکر طالب کسی کامل شیخ سے اخذ کرتا ہے اور طریقت کے آداب و شرائط کو مد نظر رکھ کر اس پر مداومت کرتا ہے وہ (ذکر) درود شریف پڑھنے سے افضل ہے کیوں کہ یہ ذکر اس ذکر کا وسیلہ ہے جب تک یہ ذکر نہیں کرے گا اس ذکر تک نہیں پہنچے گا۔

یہی وجہ ہے کہ مشائخ طریقت نے مبتدی کے لئے ذکر کرنے کے سوا اور کچھ تجویز نہیں کیا ہے اور اس کے حق میں فرضوں اور سنتوں پر کفایت کی ہے اور نفلی امور سے منع

۱)۔ حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۴۶ ۔ ۶۴۷۔

کرتے ہیں۔(۲)

۱۴) دل کے اطمینان کا طریق اللہ تعالی کا ذکر ہے نہ کہ نظر و استدلال:

پائے استدلالیاں چوبیں بود
پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

کیوں کہ ذکر میں حق تعالی کی پاک بارگاہ کے ساتھ ایک قسم کی مناسبت حاصل ہو جاتی ہے۔

اگرچہ ذاکر کو اس پاک ذات کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں ہے:

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

لیکن ذاکر و مذکور کے درمیان ایک قسم کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے جو محبت کا سبب بن جاتا ہے اور جب محبت غالب ہو گئی تو پھر اطمینان کے سوا کچھ نہیں، جب کام دل کا اطمینان تک پہنچ گیا تو ہمیشہ کی دولت اس کو حاصل ہو گئی:

ذکر گو ذکر تا ترا جان است
پاکیٔ دل ز ذکر رحمن است

پنج وقتی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے اور سنت مؤکدہ کو بجالانے کے بعد اپنے اوقات کو ذکر الہی جل شانہ میں مصروف رکھنا چاہئے اور اس کے سوا کسی چیز میں مشغول نہ ہونا چاہئے، یعنی کھانے، سونے اور آنے جانے میں غافل نہ ہونا چاہئے۔

ذکر کا طریقہ آپ کو سکھایا ہوا ہے اس طریق پر عمل کریں، اگر جمعیت میں خلل معلوم ہو تو پہلے اس خلل کا سبب دریافت کرنا چاہئے اور پھر اس کوتاہی کا تدارک کرنا چاہئے اور بڑی عاجزی وزاری سے حق تعالی کی جناب کی طرف متوجہ ہو کر اس ظلمت کے دور کرنے کی دعا مانگنی چاہئے اور جس شیخ سے ذکر سیکھا ہے اسی کو وسیلہ بنانا چاہئے۔ اور اللہ

۲)۔ حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۴۷۔

تعالیٰ ہر مشکل کو آسان کرنے والا ہے۔(۱)

۱۵) میرے عزیز ذکر کرنا ضروری ہے اس کے ساتھ جو کچھ جمع ہو جائے دولت ونعمت ہے، وصول اِلی اللہ کا مدار ذکر پر رکھا گیا ہے۔ دوسری چیزیں ذکر کے ثمرات ونتائج ہیں۔

نیز آپ نے پوچھا تھا کہ ذکرِ نفی اثبات وضو کی طرح ہے جو نماز کی شرط ہے، جب تک طہارت درست نہ ہو نماز کا شروع کرنا منع ہے، اسی طرح جب تک نفی کا معاملہ انجام تک نہ پہنچ جائے تب تک فرائض وواجبات وسنن کے علاوہ جو کچھ بھی نفلی عبادت کریں سب وبال میں داخل ہے، پہلے اپنے مرض کو دور کرنا چاہئے جو کہ ذکر نفی اثبات پر وابستہ ہے اس کے بعد دوسری عبادات اور نیکیوں میں جو کہ بدن کے لئے صالح (اچھی) غذا کی طرح ہیں، مشغول ہونا چاہئے۔ مرض کے دور ہونے سے پہلے جو غذا بھی کھائیں فاسد ومفسد ہے:

ہر چہ گیرد علتی شود

(اس مکتوب کے آخری حصہ میں والدۂ محمد امین کے لئے تحریر فرماتے ہیں) آخرت کے احوال کو مدنظر رکھ کر دائمی ذکر میں مشغول رہنا چاہئے، یہ کچھ ضروری نہیں کہ ذکر میں لذت تمام پیدا ہو اور چیزیں دکھائی دیں، یہ تو سب کچھ لہو ولعب میں داخل ہے، ذکر میں جس قدر مشقت ہو بہتر ہے پنج وقتی نماز ادا کر کے اوقات کو ذکر الٰہی کے ساتھ آباد رکھے اور ذکر سے لذت حاصل کرنے کے ساتھ بے کار نہ رہے اور آپ کی صحبت کو غنیمت جان کر آپ کی رضا جوئی میں رہے۔(۲)

۱۶) یہ کس قدر بڑی نعمت ہے کہ حق تعالیٰ اپنے بندے کو جوانی میں توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور اس پر استقامت بخشے، کہہ سکتے ہیں کہ تمام دنیا کی نعمتیں اس نعمت کے

۱)۔حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۴۷۔۶۴۸۔

۲)۔حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۴۸۔۶۴۹۔

مقابلے میں ایسی ہیں جیسا کہ دریائے عمیق کے مقابلے میں شبنم کا قطرہ، کیوں کہ وہ نعمت حق تعالیٰ کی رضامندی کا موجب ہے جو کہ تمام دنیوی واخروی نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ أَكْبَرُ

اور اللہ کی رضامندی سب سے بڑی نعمت ہے۔(۳)

۱۷) اے فرزند! فرصت، صحت اور فراغت کو غنیمت جاننا چاہئے، ہمیشہ اپنے اوقات کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھنا چاہئے، جو عمل بھی روشن شریعت کے مطابق کیا جائے ذکر میں داخل ہے۔ اگرچہ وہ خرید وفروخت ہو۔ پس تمام حرکات وسکنات میں احکام شرعیہ کی رعایت کرنی چاہئے تاکہ وہ سب کچھ ذکر ہو جائے، کیوں کہ ذکر سے مراد غفلت کا دور ہونا ہے اور جب تمام افعال میں اوامر ونواہی کو مدنظر رکھا جائے تو ان اوامر ونواہی کا حکم دینے والے (حق تعالیٰ) کی (یاد کی) غفلت سے نجات حاصل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر پر دوام حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ دوام ذکر حضرات خواجگان نقشبندیہ قدس سرہم کی یادداشت سے جدا ہے، کیوں کہ وہ یادداشت صرف باطن تک ہی ہے اور اس دوام ذکر کا اثر ظاہر میں بھی جاری ہے اگرچہ دشوار ہے۔(۴)

۱۸) آپ نے گوشہ نشینی کی خواہش کی تھی ہاں! بے شک گوشہ نشینی صدیقین کی آرزو ہے آپ کو مبارک ہو، آپ عزلت (گوشہ نشینی) اختیار کریں لیکن مسلمانوں کے حقوق کی رعایت ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ آں حضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ۔(۵)

۳)۔حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۴۹۔

۴)۔حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۵۱۔۶۵۲۔

۵)۔صحیح البخاری: کتاب الجنائز: باب الأمر باتباع الجنائز: ج: ۲ ص: ۱۷۔

ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا، بیمار پرسی کرنا، جنازے کے پیچھے چلنا، دعوت کا قبول کرنا اور چھینک کا جواب دینا۔

لیکن دعوت قبول کرنے میں چند شرطیں ہیں:

احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ: اگر طعام مشتبہ ہو یا دعوت کا مکان اور وہاں کا فرش حلال کا نہ ہو یا وہاں ریشمی فرش اور چاندی کے برتن ہوں یا چھت یا دیوار پر جانداروں کی تصویریں ہوں یا باجے یا سماع کی کوئی چیز موجود ہو یا کسی قسم کا لہولعب کا شغل ہو یا غیبت وبہتان اور جھوٹ سننا پڑے، تو ان سب صورتوں میں دعوت کا قبول کرنا منع ہے۔ یہ سب امور اس دعوت کی حرمت اور کراہت کا موجب ہیں اور اسی طرح اگر دعوت کرنے والا ظالم یا فاسق یا مبتدع یا شریر یا تکلف کرنے والا اور فخر ومباہات کا طالب ہے تب بھی یہی حکم ہے۔

شرعۃ الاسلام میں ہے کہ ایسے طعام کی دعوت قبول نہ کریں جو ریا وسمعہ کے لئے تیار کیا گیا ہو۔

محیط میں ہے کہ جس دسترخوان پر لہولعب یا سرود کا سامان ہو یا وہاں لوگ غیبت کرتے ہوں یا شراب پیتے ہوں وہاں بیٹھنا نہیں چاہئے، اگر یہ سب موانع موجود نہ ہوں تو دعوت قبول کرنے سے چارہ نہیں ہے لیکن اس زمانے میں ان موانع کا مفقود ہونا دشوار ہے اور نیز جان لیں کہ:

عزلت از اغیار باید نے زیار

کیوں کہ ہم رازوں کے ساتھ صحبت رکھنا طریقہ عالیہ کی سنت مؤکدہ ہے۔

حضرت نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ: ہمارا طریق صحبت ہے، کیوں کہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت۔

اور صحبت سے مراد طریقت کے موافقین کی صحبت ہے نہ کہ مخالفین طریقت کی

صحبت، کیوں کہ ایک کا دوسرے میں فانی ہونا صحبت کی شرط ہے جو موافقت کے بغیر میسر نہیں ہوتا اور مریض کی عیادت سنت ہے، جب کہ اس بیمار کا کوئی خبر گیر ہو اس کی تیمارداری کرتا ہو ورنہ اس بیمار کی عیادت (بیمار پرسی) واجب ہے، جیسا کہ مشکاۃ کے حاشیے میں کہا ہے اور نماز جنازہ میں حاضر ہونے کے لئے کم از کم چند قدم جنازہ کے پیچھے چلنا چاہئے، تا کہ میت کا حق ادا ہو جائے اور جمعہ وجماعت ونماز پنج گانہ اور نماز عیدین میں حاضر ہونا ضروریات اسلام میں سے ہے کہ جن سے چارہ نہیں ہے اور باقی وقتوں کو تبتل وانقطاع (تنہائی وگوشہ نشینی) میں گزاریں لیکن پہلے نیت کو درست کر لینا چاہئے اور گوشہ نشینی کو دنیا کی کسی غرض سے آلودہ نہ کریں اور حق تعالی کے ذکر کے ساتھ باطنی جمعیت حاصل کرنے اور بے فائدہ وبے کار اشغال سے منہ موڑنے کے سوا عزلت سے اور کچھ مقصود نہ ہو اور نیت کے درست کرنے میں بڑی احتیاط کریں، ایسا نہ ہو کہ اس کے ضمن میں کوئی نفسانی غرض پوشیدہ ہو، اور نیت کے درست کرنے میں (اللہ تعالی کے حضور میں) التجا وتضرع بہت زیادہ کریں اور عاجزی وانکساری اختیار کریں تا کہ نیت کی حقیقت میسر ہو جائے۔ سات استخارے ادا کر کے درست نیت کے ساتھ عزلت اختیار کریں امید ہے کہ اس پر بڑے بڑے فائدے مترتب ہوں گے، باقی حالات کو ملاقات پر موقوف رکھا ہے۔(۱)

۱۹) رنج ومحنت محبت کے لوازم سے ہے، فقر کے اختیار کرنے میں درد وغم ضروری ہے:

غرض از عشق تو ام چاشنیٔ درد وغم است
ورنہ زیر فلک اسباب تنعم چہ کم است

دوست رنج وآوارگی چاہتا ہے تا کہ اس کے غیر سے پورے طور پر انقطاع حاصل ہو جائے، یہاں آرام بے آرامی میں ہے اور ساز سوز میں ہے اور قرار بے قراری میں اور راحت

۱)۔ حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات، ص: ۶۵۴ تا ۶۵۶۔

جراحت یعنی زخمی ہونے میں ہے،اس مقام میں آرام طلب کرنا اپنے آپ کو رنج میں ڈالنا ہے۔اپنے آپ کو ہمہ تن محبوب کے حوالہ کردینا چاہئے اور جو کچھ اس کی طرف سے آئے نہایت خوشی سے قبول کرنا چاہئے اور منہ نہیں بنانا چاہئے،زندگی گزارنے کا طریقہ اسی روش میں ہے،جہاں تک ہوسکے استقامت اختیار کریں ورنہ فتور پیچھے لگا ہوا ہے،آپ کی مشغولی خوب ہوگئی تھی لیکن قوی ہونے (کمال کو پہنچنے) سے پہلے کمزور ہوگئی مگر کچھ غم نہیں اگر اپنے آپ کو ان ترددات سے تھوڑا سا بھی جمع کریں تو پہلے سے بھی بہتر ہوجائے گی۔تفرقے کے ان اسباب کو عین جمعیت کے اسباب جانیں تاکہ اپنا کلام کرسکیں۔(۱)

۲۰)اگرچہ حق تعالی کا فیض خواہ اولاد واموال کی قسم سے ہو اور خواہ ولایت وارشاد کی جنس سے ہو،ہر خاص وعام اور کریم ولئیم پر بلا تفرقہ ہمیشہ وارد ہے لیکن بعض فیوض کے قبول کرنے اور بعض کے قبول نہ کرنے میں فرق اسی طرف سے (یعنی بندہ کی طرف سے) پیدا ہوتا ہے:

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ ..آل عمران

اللہ تعالی نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

موسم گرما کا سورج دھوبی اور کپڑے پر یکساں چمکتا ہے لیکن دھوبی کا چہرہ سیاہ اوراس کا کپڑا سفید ہوجاتا ہے۔یہ عدم قبول حضرت حق تعالی وتقدس کی جناب پاک سے روگردانی کا سبب ہے،روگردانی کرنے کے لئے بدبختی لازم اور نعمت سے محرومی واجب ہے اس جگہ کوئی یہ نہ کہے کہ بہت سے روگرداں ایسے ہیں جو دنیا کی نازونعمت سے ممتاز ہیں اوران کی روگردانی ان کی محرومی کا باعث نہیں ہوئی۔

جاننا چاہئے کہ وہ بدبختی ہے جو استدراج کے طور پر اس کی خرابی کے لئے نعمت کی صورت میں ظاہر کی گئی ہے،تاکہ اس روگردانی وگم راہی میں مستغرق رہے۔اللہ تعالی

۱)۔حضرت مجدد الف ثانی:تعلیمات:ص:۶۵۸۔

فرماتا ہے:

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ ...المؤمنون

کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم جو مال واولاد دیتے رہتے ہیں،یہ ہم ان کے لئے بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں (یہ بات نہیں) بلکہ وہ نہیں سمجھتے۔

پس دنیا کی نازونعمت جو اعراض وروگردانی کے باوجود حاصل ہو عین خرابی ہے اس سے بچنا چاہئے۔(۲)

۲۱)جاننا چاہئے کہ خوارق وکرامات کا ظاہر ہونا ولایت کی شرط نہیں ہے،جس طرح علما خوارق حاصل کرنے کے مکلف نہیں ہیں اسی طرح اولیا بھی خوارق کے ظہور پر مکلف نہیں ہیں،کیوں کہ ولایت سے مراد اللہ جل شانہ کا قرب حاصل کرنا ہے جو ماسوی اللہ کے نسیان کے بعد اللہ تعالی اپنے اولیا کو عطا فرماتا ہے بعض کو یہ قرب عطا فرماتے ہیں اوراس کو غیب کے پیش آمدہ حالات پر کچھ اطلاع نہیں دیتے اور بعض دوسرے لوگوں کو یہ قرب بھی دیتے ہیں اور غیب کی باتوں پر اطلاع بھی بخشتے ہیں اور بعض کو مقام قرب سے کچھ نہیں دیتے لیکن غیبی حالات پر اطلاع بخشتے ہیں،یہ تیسری قم کے لوگ اہل استدراج ہیں اور نفس کی صفائی نے ان کو غائبانہ چیزوں کے کشف میں مبتلا کرکے گم راہی میں ڈال دیا ہے آیۃ کریمہ:

يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰي شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ ...المجادلة

وہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ ہم کچھ ہیں،خبردار یہ لوگ جھوٹے ہیں،ان پر شیطان

۲)۔حضرت مجدد الف ثانی:تعلیمات:ص:۶۵۹۔

نے غلبہ پا کر ان کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر دیا ہے یہی لوگ شیطان کا گروہ ہیں خبردار یہ شیطان کا گروہ خسارہ پانے والے ہیں۔

ان کے حال کے متعلق پتہ دیتی ہے۔ پہلی اور دوسری قسم کے لوگ جو دولتِ قرب سے مشرف ہیں اولیا اللہ ہیں، نہ غائبانہ امور کا کشف ان کی ولایت کو بڑھاتا ہے اور نہ عدم کشف ان کی ولایت کو گھٹاتا ہے ان میں درجاتِ قرب کے اعتبار سے فرق ہے بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس ولی کو غیبی صورتوں کا کشف نہیں ہوتا وہ اس ولی سے افضل و برتر ہوتا ہے جس کو غیبی صورتوں کا کشف ہوتا ہے۔ (۱)

۲۲) جاننا چاہئے کہ پیر وہ ہے جو مرید کو حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف رہ نمائی کرے، یہ بات تعلیم طریقت میں زیادہ ملحوظ اور واضح ہے، کیوں کہ پیر طریقت شریعت کا استاد بھی ہے اور طریقت کا رہ نما بھی، برخلاف پیر خرقہ کے، لہذا پیر تعلیم کے آداب کی رعایت زیادہ کرنی چاہئے اور پیر کہلانے کا زیادہ مستحق یہی ہے، اور اس طریق میں نفس امارہ کے ساتھ ریاضتیں اور مجاہدے یہی ہیں کہ احکام شرعیہ کو بجالائے اور آں حضرت ﷺ کی روشن سنت کی متابعت لازم پکڑے، کیوں کی پیغمبروں کے بھیجنے اور کتابوں کے نازل کرنے سے مقصود نفس امارہ کی خواہشات کو دور کرنا ہے اس لئے کہ وہ اپنے مولیٰ جل شانہ کی دشمنی میں مقرر ہوا ہے، پس نفسانی خواہشوں کا دور ہونا احکام شرعی کے بجالانے پر وابستہ ہے جس قدر شریعت میں راسخ اور ثابت قدم ہوگا اسی قدر نفسانی خواہشات سے زیادہ دور ہوگا پس نفس امارہ پر شریعت کے اوامر ونواہی کے بجالانے سے زیادہ دشوار کوئی چیز نہیں ہے اور صاحب شریعت کی پیروی کے سوا کسی چیز میں اس کی خرابی متصور نہیں ہے وہ ریاضتیں اور مجاہدے جو سنت کی تقلید کے سوا اختیار کریں وہ معتبر نہیں ہیں۔ (۲)

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۶۵۔۶۶۶۔

۲۔ حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۶۶۔۶۶۷۔

۲۳) جاننا چاہئے کہ صحبت کے آداب اور شرائط کو مدنظر رکھنا اس راہ کی ضروریات سے ہے تا کہ افادہ اور استفادہ کا راستہ کھل جائے ورنہ صحبت سے کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوگا اور مجلس سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا (اس لئے) بعض ضروری آداب وشرائط لکھے جاتے ہیں، گوش ہوش سے سننے چاہئیں:

طالب کو چاہئے کہ اپنے دل کو تمام اطراف وجوانب سے ہٹا کر اپنے پیر کی طرف متوجہ کرے اور پیر کی خدمت میں ہوتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر نوافل واذکار میں مشغول نہ ہو اور اس کے حضور میں اس کے سوا کسی اور کی طرف توجہ نہ کرے اور پوری طرح اسی کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا رہے، حتیٰ کہ جب تک وہ امر نہ کرے ذکر میں بھی مشغول نہ ہو اور اس کی خدمت میں رہتے ہوئے نماز فرض وسنت کے سوا کچھ ادا نہ کرے۔

سلطان این وقت کا واقعہ منقول ہے کہ اس کا وزیر اس کے سامنے کھڑا تھا، اسی اثنا میں اتفاقاً وزیر کی نظر اس کے کپڑے پر جا پڑی اور وہ اس کے بند کو اپنے ہاتھ سے درست کرنے لگا۔ اس حال میں جب بادشاہ کی نظر اس وزیر پر پڑی کہ وہ اس کے غیر کی طرف متوجہ ہے، تو جھڑک کر کہا کہ:

میں اس کو برداشت نہیں کر سکتا کہ تو میرا وزیر ہو کر میرے حضور اپنے کپڑے کی بند کی طرف توجہ کرے۔

سوچنا چاہئے کہ جب کمینی دنیا کے وسائل (مثلاً بادشاہ) کے لئے چھوٹے چھوٹے ادب بھی ضروری ہیں تو وصول إلی اللہ کے وسائل (مثلاً پیر) کے لئے ان آداب کی رعایت نہایت ہی کامل طور پر ضروری ہوگی۔

اور جہاں تک ہو سکے ایسی جگہ کھڑا نہ ہو کہ اس کا سایہ پیر کے کپڑے یا سائے پر پڑتا ہو اور اس کی مصلی پر پاؤں نہ رکھے اور اس کے وضو کی جگہ پر طہارت نہ کرے اور اس کے خاص برتنوں کو استعمال نہ کرے اور اس کے حضور میں پانی نہ پیئے، کھانا نہ

کھائے،اور کسی سے گفت گو نہ کرے،بل کہ کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو اور پیر کی غیبت (غیر موجودگی) میں جہاں پیر رہتا ہے اس جگہ کی طرف پاؤں نہ پھیلائے اور تھوک بھی اس طرف نہ پھینکے اور جو کچھ پیر سے صادر ہوا اس کو صواب (جانے)،اگر چہ بہ ظاہر صواب معلوم نہ ہو،وہ جو کچھ کرتا ہے الہام سے کرتا ہے اور اللہ تعالی کے اذن سے کام کرتا ہے،اس تقدیر پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔ اگر چہ بعض صورتوں میں اس کا الہام میں خطا ہونا ممکن ہے،خطائے الہامی خطائے اجتہادی کی مانند ہے اس پر ملامت و اعتراض جائز نہیں،اور چوں کہ اس کو اپنے پیر سے محبت پیدا ہو چکی ہے اس لئے جو کچھ محبوب (پیر) سے صادر ہوتا ہے محب (مرید) کی نظر میں محبوب دکھائی دیتا ہے،پس اعتراض کی گنجائش نہیں رہے گی،کھانے پینے پہننے سونے اور طاعت کرنے کے ہر چھوٹے بڑے کاموں میں پیر ہی کی اقتدا کرنی چاہئے نماز کو بھی اسی طرز پر ادا کرنا چاہئے اور فقہ کو بھی اسی کے عمل سے اخذ کرنا چاہئے

آں را کہ درسرائے نگاریست فارغ است
از باغ و بوستاں و تماشائے لالہ زار

اور اس کی حرکات و سکنات پر کسی قسم کے اعتراض کو دخل نہ دے اگر چہ وہ اعتراض رائی کے دانے جتنا ہو،کیوں کہ اعتراض سے سوائے مایوسی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ بدبخت وہ شخص ہے جو اس بزرگ گروہ کا عیب بیں ہے۔اللہ تعالی ہم کو اس بلائے عظیم سے بچائے اور اپنے پیر سے خوارق و کرامات طلب نہ کرے اگر چہ وہ طلب خطرات اور وساوس کے طریق پر ہو۔کیا آپ نے کبھی سنا ہے کہ کسی مؤمن نے کسی پیغمبر سے معجزہ طلب کیا ہے (یعنی ایسا کبھی نہیں ہوا) معجزہ طلب کرنے والے کافر اور منکر لوگ ہیں:

معجزات از بہر قہر دشمن است
بوئے جنسیت پئے دل بردن است
موجب ایمان نہ باشد معجزات
بوئے جنسیت کند جذب صفات

اگر دل میں کوئی شبہ پیدا ہو تو اس کو بلا توقف عرض کر دے،اگر حل نہ ہو تو اپنی تقصیر سمجھے اور پیر کی طرف کسی قسم کی کوتاہی یا عیب و نقص منسوب نہ کرے اور جو واقعہ بھی ظاہر ہو پیر سے پوشیدہ نہ رکھے اور واقعات کی تعبیر اسی سے دریافت کرے اور جو تعبیر طالب پر ظاہر ہو وہ بھی عرض کر دے اور صواب و خطا کو اسی سے طلب کرے اور اپنے کشفوں پر ہرگز بھروسہ نہ کرے،کیوں کہ اس جہاں میں حق باطل کے ساتھ اور خطا صواب کے ساتھ ملا جلا ہے اور بے ضرورت اور بلا اجازت اس سے جدا نہ ہو کیوں کہ اس کے غیر کو اس کے اوپر اختیار کرنا ارادت کے برخلاف ہے اور اپنی آواز کو اس کی آواز سے بلند نہ کرے اور بلند آواز سے اس کے ساتھ گفت گو نہ کرے کہ بے ادبی میں داخل ہے اور جو فیض و فتوح اس کو پہنچے اس کو اپنے پیر ہی کے ذریعے سمجھے اور اگر واقعے میں دیکھے کہ فیض دوسرے مشائخ سے پہنچا ہے اس کو بھی اپنے پیر ہی سے جانے،اور یہ سمجھے کہ چوں کہ پیر تمام کمالات و فیوض کا جامع ہے،اس لئے پیر کا خاص فیض کی خاص استعداد کے مناسب اس شیخ کے کمال کے موافق جس سے یہ صورت افاضہ ظاہر ہوئی ہے،مرید کو پہنچا ہے اور وہ پیر کے لطائف میں سے ایک لطیفہ ہے جو اس فیض سے مناسبت رکھتا ہے اور اس شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے ابتلا و آزمائش کے باعث مرید نے اس کو دوسرا شیخ خیال کیا ہے اور فیض کو اس کی طرف جانا ہے،یہ بڑا بھاری مغالطہ ہے اللہ تعالی لغزش سے محفوظ رکھے اور سید البشر ﷺ کے طفیل پیر کے اعتقاد اور محبت پر ثابت قدم رکھے۔آمین

غرض الطریق کلہ أدب مثل مشہور ہے۔کوئی بے ادب خدا تک نہیں

پہنچتا، اور اگر مرید بعض آداب بجالانے میں اپنے آپ کو عاجز جانے اور ان کو کما حقہ ادا نہ کر سکے اور کوشش کرنے کے بعد بھی ان سے عہدہ برآ نہ ہو سکے تو معاف ہے لیکن اس کو اپنے قصور کا اقرار کرنا ضروری ہے اور اگر نعوذ باللہ آداب کی رعایت بھی نہ کرے اور اپنے آپ کو قصوروار بھی نہ جانے تو وہ ان بزرگوں کی برکات سے محروم رہتا ہے۔(۱)

۲۴)اس طریقۂ عالیہ کے بعض متاخرین خلفا نے اس طریق میں بھی نئی نئی بدعتیں نکالی ہیں اور ان اکابر کے اصل طریقہ کو چھوڑ دیا ہے ان مریدوں کی ایک جماعت کا اعتقاد ہے کہ ان نئی نکالی ہوئی باتوں سے انہوں نے طریقے کی تکمیل کی ہے ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہے۔

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۞ ۔الکھف

(چھوٹا منہ اور بڑی بات)

بل کہ انہوں نے اس کے خراب اور ضائع کرنے میں کوشش کی ہے۔افسوس ہزار افسوس کہ بعض وہ بدعتیں جو دوسرے سلاسل میں بالکل موجود نہیں ہیں وہ انہوں نے اس طریقۂ عالیہ میں پیدا کر دی ہیں ،نماز تہجد کو جماعت سے ادا کرتے ہیں اور گرد و نواح سے اس وقت لوگ نماز تہجد کے لئے جمع ہو جاتے ہیں اور بڑے اہتمام کے ساتھ اس کو ادا کرتے ہیں اور حال آں کہ یہ عمل مکروہ تحریمی ہے۔

لیکن ان دنوں میں جب کہ وہ نسبتِ شریفہ عنقائے مغرب (یعنی مخفی) ہے اور بالکل پوشیدہ ہوگئی ہے اور اس گروہ میں سے ایک جماعت نے اس دولتِ عظمیٰ کے نہ پانے اور اس نعمت عالیہ کے نہ ملنے سے ہر طرف ہاتھ پاؤں مارے ہیں اور جواہر نفیسہ کو چھوڑ کر چند ٹھیکریوں پر خوش ہوگئے ہیں اور بچوں کی طرح جوز و مویز (اخروٹ و منقی) پر مطمئن ہو کر نہایت بے قراری اور حیرانی سے بزرگوں کے طریق کو چھوڑ کر کبھی ذکر جہر سے تسلی حاصل

ا۔حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص:۲۶۷ تا ۲۶۹۔

کرتے ہیں اور کبھی سماع و رقص سے آرام ڈھونڈتے ہیں اور چوں کہ ان کو خلوت در انجمن حاصل نہیں ہے، اس لئے خلوت کا چلہ اختیار کرتے ہیں اور اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ایسی بدعتوں کو اس نسبت شریفہ کی تکمیل کرنے والی خیال کرتے ہیں اور اس بربادی کو عین آبادی شمار کرتے ہیں۔حق تعالیٰ ان کو انصاف عطا فرمائے اور اس طریقہ کے بزرگوں کے کمالات کی ذرا سی خوشبو ان کی جان کے دماغ تک پہنچائے۔

اس طریق میں مایوس اور خسارہ والا شخص وہ ہے جو اس طریق میں داخل ہو کر اس طریق کے آداب مدنظر نہ رکھے اور نئے نئے امور اس طریق میں پیدا کرے اور اس طریقہ کے برخلاف اپنے واقعات اور خوابوں پر اعتماد کرے اور اس صورت میں طریق کا کیا گناہ ہے وہ اپنے خوابوں اور واقعات کی راہ چلتا ہے اور اپنے اختیار سے کعبہ معظمہ کے راستے سے منہ پھیر کر ترکستان کی طرف جا رہا ہے۔

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی

ایں رہ کہ تو می روی بترکستان است(۲)

۲۵)جاننا چاہئے کہ جب کوئی طالب آپ کے پاس ارادت سے آئے ،اس کو طریقہ سکھانے میں بہت تامل کرنا چاہئے ،ایسا نہ ہو کہ اس امر میں آپ کا استدراج مطلوب ہو اور خرابی منظور ہو،خاص کر جب کسی مرید کے آنے میں کچھ خوشی و سرور پیدا ہو تو چاہئے کہ اس بارے میں التجا و تضرع کا طریق اختیار کر کے کئی استخارے کرے تا کہ یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ اس کو طریقہ سکھانا چاہئے اور استدراج و خرابی مراد نہیں ہے، کیوں کہ حق تعالیٰ کے اذن کے بغیر جائز نہیں، آیت کریمہ:

لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۞ ۔ابراھیم

تا کہ تو لوگوں کو اندھیروں سے نور کی طرف اللہ کے اذن سے نکالے۔

۲)۔حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص:۲۶۸۔۲۶۹۔

اسی معنی پر دلالت کرتی ہے۔

ایک بزرگ فوت ہوگیا، اس کو خطاب ہوا کہ تو وہی ہے جس نے میرے دین میں میرے بندوں پر زرہ پہنی تھی (یعنی شیخ کامل کی اجازت کے بغیر راہِ ارشاد اختیار کی تھی) اس نے کہا: ہاں۔

فرمایا کہ: تو نے میرے بندوں کو میری طرف تفویض کیوں نہ کیا اور اپنے دل سے میری طرف متوجہ کیوں نہ ہوا۔(۱)

۲۶) اکابرِ طریقت قدس سرہم بعض مریدوں کو مقام شیخی تک پہنچنے سے پہلے کسی مصلحت کے پیشِ نظر ایک قسم کی اجازت دے دیتے ہیں اور ایک لحاظ سے تجویز فرماتے ہیں کہ:

طالبوں کو طریقہ سکھائیں اور احوال وواقعات پر اطلاع پائیں، اس قسم کی تجویز واجازت میں شیخِ مقتدا پر لازم ہے کہ اس قسم کے مجاز مریدوں کو اس کام میں بڑی احتیاط برتنے کا امر کرے اور تاکید کے ساتھ غلطی کے مواقع کو ظاہر کردیا کرے اور بار باران کے نقص پر اطلاع دیتا رہے اور مبالغے کے ساتھ ان کے ناقص ہونے کو ظاہر کردے، اس صورت میں اگر شیخ حق بات کے ظاہر کرنے میں سستی کرے تو وہ خائن ہے اور اگر مرید کو وہ باتیں بری معلوم ہوں تو وہ بد قسمت ہے، کیا وہ نہیں جانتا کہ حق تعالی کی رضامندی شیخ کی رضامندی سے وابستہ ہے اور حق تعالی کا غضب شیخ کے غضب پر موقوف ہے، اس پر کیا بلا آپڑی، وہ یہ نہیں سمجھتا کہ ہم سے قطع کرنا اس کو کہاں تک پہنچادے گا اور اگر ہم سے قطع کرے گا تو اور کس شخص سے جاملے گا اور اگر نعوذ باللہ اس قسم کا کوئی امر اس کے دل میں راہ پاگیا تو بلا توقف اس کو کہہ دیں کہ توبہ واستغفار کرے اور حق تعالی کی بارگاہ میں عاجزی وزاری کرے کہ اس ابتلاو فتنہ عظیم میں اس کو مبتلا نہ کرے اور اس خطرناک بلا وآزمائش میں

۱)۔حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص:۶۷۱۔

اس کو گرفتار نہ کرے۔

اے بھائی! حق سبحانہ وتعالی نے آپ کو یہ منصب عطا فرمایا ہے اس نعمت کا شکر پوری طرح ادا کریں اور محافظت کریں کہ کوئی ایسا امر صادر نہ ہو جو مخلوقات کی نفرت کا باعث ہو، کیوں کہ اس میں بڑی خرابی ہے۔ خلق کی نفرت اس ملامتیہ جماعت کے حال کے مناسب ہے جن کا دعوت وشیخی سے کوئی واسطہ نہیں ہے بل کہ ملامت کا مقام شیخی کے مقام کے برخلاف ہے ایسا نہ ہو کہ ان دونوں مقاموں کو آپس میں ملادیں اور عین مشیخت کے مقام میں ملامت کی آرزو کریں کہ یہ بڑے ظلم کی بات ہے اور مریدوں کی نظر میں اپنے آپ کو متجمل (یعنی رعب داب سے آراستہ وپیراستہ) رکھیں اور مریدوں کے ساتھ کثرت سے میل جول اور انس اختیار نہ کریں، کیوں کہ یہ خفت وسبکی کا باعث ہے اور افادہ واستفادے کے منافی ہے اور حدود شرعیہ کی اچھی طرح محافظت کریں، جہاں تک ہوسکے رخصت پر عمل نہ کریں کہ یہ بھی اس طریقۂ عالیہ کے منافی اور سنت سنیہ کی متابعت کے دعوی کے مخالف ہے (آخر میں تحریر فرماتے ہیں) غرض کہ قول وفعل میں اچھی طرح محافظت کریں، کیوں کہ اس زمانے میں اکثر لوگ فتنہ وفساد کے درپے رہتے ہیں، کوئی ایسا کام سرزد نہ ہونے پائے جو اس مقام کے منافی ہو اور جاہل لوگوں کو بزرگوں پر طعن کا موقع مل جائے حق تعالی سے استقامت طلب کرتے رہا کریں۔(۲)

۲۷) اس طریق کا مدار دو اصلوں پر ہے:

ایک یہ کہ: شریعت پر اس حد تک استقامت اختیار کرنا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے آداب کے ترک پر بھی راضی نہ ہونا چاہیے۔

دوسرے یہ کہ شیخ طریقت کی محبت واخلاص پر اس طرح راسخ وثابت قدم ہونا کہ اس پر کسی قسم کے اعتراض کی ہرگز گنجائش نہ رہے، بل کہ اس کے تمام حرکات وسکنات مرید

۲)۔حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص:۶۷۲۔۶۷۳۔

کی نظر میں پسندیدہ ومحبوب دکھائی دیں۔

ان دو اصلوں کے متعلق جو امور ہیں ان میں سے کسی امر میں بھی خلل واقع ہونے سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت سے یہ دونوں اصل درست ہو گئیں تو دنیا وآخرت کی سعادت نقدِ وقت ہے۔

اپنے کام کی فکر کرنی چاہئے، تاکہ جہاں سے ایمان سلامت لے جائیں، اجازت نامہ اور مرید کام نہیں آئیں گے، اپنے کام کے ضمن میں اگر کوئی شخص سچی طلب کے ساتھ آئے تو اس کو طریقہ سکھادیں یہ نہیں کہ تعلیم طریقت کو ہی اصل کام بنالیں اور اپنے معاملے کو اس کے تابع کردیں کہ یہ سراسر ضرر اور خسارہ ہے۔(۱)

۲۸) چاہئے کہ اپنے احوال واعمال منظورِ نظر ہوں اور اپنی حرکت وسکون ملحوظ رہے، ایسا نہ ہو کہ مریدوں کی ترقیاں پیروں کے توقف کا باعث ہوجائیں اور مریدوں کی گرم جوشی ومستعدی مرشدوں کے کارخانے میں سردی وسستی پیدا کردے، اس امر سے بہت ڈرتے رہنا چاہئے اور مریدوں کے احوال ومقامات کو شیر ببر کی طرح جاننا چاہئے اور ان پر فخر وناز نہیں کرنا چاہئے، ایسا نہ ہو کہ اس راستے سے عجب وغرور کا دروازہ کھل جائے بل کہ چاہئے کہ:

اَلْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ

حیا ایمان کا ایک جز ہے۔

کے حکم کے موافق مریدوں کی ترقیاں شرمندگی وخجالت کا باعث ہوں اور طالبوں کی طلب کی گرمی غیرت وعبرت کا موجب ہو، اپنے اعمال کو قاصر اور اپنی نیتوں کو تہمت زدہ سمجھنا چاہئے (تاکہ عجب دور ہو) اور حال وقال کی زبان ھل من مزید (کیا اور بھی ہے) کے کلمہ سے تر رکھنا چاہئے، اگرچہ آپ کے پسندیدہ اطوار وعادات سے یہی امید ہے

۱۔حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۷۳۔ ۶۷۴۔

کہ آپ اسی طرح معاملہ کریں گے لیکن دینی دشمنوں یعنی نفس امارہ اور شیطان لعین کو پیش نظر رکھتے ہوئے تاکید کے طور پر مبالغہ کیا گیا ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ اس کی وجہ سے طالبوں کی توجہ کی سرگرمی میں سردی وسستی واقع ہوجائے، کیوں کہ مقصود ان دونوں حالتوں کا جمع کرنا ہے صرف ایک ہی کی فکر میں لگے رہنا قصور وکمی ہے۔(۲)

۲۹) اکثر مشائخ قدس اللہ اسرارھم نے محاسبے کا طریق اختیار کیا ہے اور وہ رات کو سونے سے ذرا پہلے اپنے روزانہ کے اقوال وافعال وحرکات وسکنات کے دفتر کو ملاحظہ کرتے ہیں اور ہر ایک عمل کی حقیقت میں غور کرتے ہیں اپنے قصوروں اور گناہوں کا توبہ واستغفار اور التجا وتضرع کے ساتھ تدارک کرتے ہیں اور نیک اعمال وافعال کو حق تعالیٰ کی توفیق کی طرف منسوب کرکے حق تعالیٰ کا حمد وشکر بجالاتے ہیں، اور صاحب فتوحات مکیہ قدس سرہ (شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ) جو محاسبہ کرنے والوں میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ: میں اپنے محاسبے میں دوسرے مشائخ سے بڑھ گیا اور میں نے اپنی نیتوں اور خطرات کا بھی محاسبہ کرلیا۔(۳)

۳۰) دل کا ذاکر ہونا اور جذب کا پیدا ہونا ہمارے حضرت خواجہؒ کی لازمی ابتدائی تعلیم کی برکات میں سے ہیں۔(۴)

۲۔حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۷۴۔

۳)۔حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۷۵۔

۴)۔زبدۃ المقامات: ص: ۴۷۔

ملفوظات

حضرت خواجہ عثمان جالندھری قدس اللہ سرہ

(حتمی تاریخ وفات معلوم نہ ہوسکی موصوف ۱۰۳۷ تک حیات تھے)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ باقی باللہ ودیگر قدس اللہ أسرارہم

۱) اے عزیز! اگر تو کسی سے دوستی کرنی چاہتا ہے تو ایسے دوست سے کر، جو ہمیشہ رہنے والا ہو، اس کے سوا کسی سے دوستی کرنے میں آخر کو پشیمانی اٹھانی پڑتی ہے۔(۱)

۲) جاننا چاہئے کہ عاشق جو کچھ دیکھتا ہے، جانتا ہے اور کہتا ہے اور سنتا ہے وہ عین محبوب ہوتا ہے، پس محب اور محبوب اور طالب اور مطلوب ایک ہی ہوتے ہیں، لیکن ہر شخص کی سمجھ یہاں تک پہنچ نہیں سکتی۔(۲)

۳) اے عزیز! جب تو نے اس راہ میں قدم رکھا ہے، تو تجھے مبارک ہو، ثابت قدم رہنا اور عالی ہمتی کو عمل میں لانا اور دل میں ادھر ادھر کی باتوں کا خیال نہ کرنا۔(۳)

۴) اے عزیز! جو انسانوں کی سی ظاہری صورت رکھتا ہے اس کو بھی آدمی تو کہہ سکتے ہیں لیکن مناسب یہی ہے کہ تو صورت کا اعتبار نہ کرے کیوں کہ اعتبار سیرت پر موقوف ہے اگر صورت اور سیرت دونوں نیک ہوں تو دونوں پر اعتبار ہے اگر کسی میں آدمیوں کی سی سیرت پائی جاتی ہے تو آدمی ہے ورنہ حیوان ہے۔(۴)

---

۱)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۲۔

۲)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۴۔

۳)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۵۔

۴)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۷۔

۵) اے عزیز! علم بے عمل اور صورت بے معنی کسی کام نہیں آتی، عمل ہی ایک ایسی چیز ہے جو سالکوں کو بلند مرتبہ پر پہنچاتی ہے۔(۵)

۶) اے عزیز! جب اللہ تعالی کسی کو سعادت مند بنانا چاہتا ہے تو اسے کسی صاحب دل اور صاحب تصرف کے پاس پہنچاتا ہے اور صاحب تصرف کو اس کے پاس لاتا ہے تاکہ اس کو محبت کی شراب کے گھونٹ سے بہرہ مند کرے اور لا الٰہ إلا اللہ کا کلمہ اسم ذات سے اسے ارشاد فرمائے، اس کلمہ کے کہتے ہی اللہ تعالی فرشتوں کو حکم کرتا ہے کہ نیک بختی کی مہر اس کی پیشانی پر لگادو، اور وہ اولیاؤں میں شمار ہوتا ہے۔(۶)

۷) جس طرح بزرگوں کی نصیحت میں فائدہ ہے اسی طرح اضداد اور اغیار اور ناجنسوں کی صحبت میں نقصان ہے۔(۷)

۸) اے عزیز! جلدی کر، اپنے آپ کو خدا کے کسی ایسے پیارے کے پاس پہنچا جو کہ دانا اور کامل ہو، تاکہ تجھے خواب غفلت کی بیماری سے نجات دے، مرشد کامل کے بغیر خواب غفلت سے جاگنا محال ہے۔(۸)

۹) ہمیشہ کا مراقبہ یہ ہے کہ: دل میں خدا کی طرف دیکھتا رہے جو کچھ ہے یہی حضوری اور آگاہی ہے، حضوری اور آگاہی کی علامت پورا ادب ہے اور قضا وقدر کے حکم کو ماننا اور اس پر راضی ہونا ہے۔(۹)

۱۰) اے عزیز! اگر دل کی آنکھ اس بات پر ہو کہ: حق سبحانہ تعالی حاضر ہے تو تمام

---

۵)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۹۔

۶)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۱۱۔

۷)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۱۴۔

۸)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۱۴۔۱۵۔

۹)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۱۶۔

مقصود حاصل ہو جاتے ہیں۔(۱)

۱۱) اگر تو چاہتا ہے کہ حضوری کی دولت حاصل کرے تو لحظہ بہ لحظہ معبود کے ذکر سے تجھے خالی نہیں رہنا چاہئے۔(۲)

۱۲) اے عزیز! صوفی وہ ہے جس کا دل ابراہیمؑ کی طرح سلامت ہو، اور اس کی تسلیم اسماعیلؑ کی سی ہو اور اس کا رنج والم داؤدؑ کا سا ہو، اور اس کا فقر عیسیٰؑ کے فقر کا سا ہو، اور اس کا صبر ایوبؑ کے صبر کی طرح ہو، اور اس کا شوق موسیٰؑ کے شوق کی مانند ہو۔(۳)

۱۳) وہ شخص بہت ہی نیک بخت ہے جو دل وجان سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کرتا ہے اور ایسے شخص کے پاس ہزار بادشاہی ہے اگرچہ اس کے پاس رات کی روٹی بھی نہ ہو۔(۴)

۱۴) نماز کو بڑی کوشش سے ادا کرنا چاہئے اور ادا کرنے میں اپنے آپ کو سب خیالات سے دور رکھنا چاہئے اور دل کی حضوری سے حق سبحانہ تعالیٰ کو حاضر جاننا چاہئے۔(۵)

۱۵) اے بھائی! تو بہت کوشش کر، تا کہ تو انسان بنے، انسان ہونا بڑا بھاری کام ہے، کامل انسان وہ ہے جس میں نفسانی خواہش کسی قسم کی باقی نہ رہی ہو۔(۶)

۱۶) اے عزیز! تجھے لازم ہے کہ: اللہ تعالیٰ کو تمام چیزوں اور تمام محبوبوں سے ترجیح دے کر اسی کو اختیار کرے تا کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھے تمام چیزوں اور آدمیوں سے برگزیدہ بنائے۔(۷)

۱)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۱۶۔
۲)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۱۶۔
۳)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۲۰۔
۴)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۲۱۔
۵)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۲۲۔
۶)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۲۴۔
۷)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۳۰۔

۱۷) اے عزیز! سب سے قطع تعلق کر کے دوست سے مل جا، اس واسطے ہر شخص کو دوستی میں تجھ سے کچھ مطلب ہوگا، مگر اللہ تعالیٰ کی دوستی میں نہیں، اللہ تعالیٰ کی دوستی کی یہ نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں غرق رہے اور اپنے آپ کو جلائے اور درد کے مارے آہیں لے۔(۸)

۱۸) ہمیشہ دل کی طرف دیکھتے رہنا چاہئے، اگر دل کی توجہ غیر کی طرف ہو، تو اس سے منہ پھیر لینا چاہئے اور دل کی توجہ پورے طور پر خدا کی طرف کرنی چاہئے۔(۹)

۱۹) خواہ اہل حق کسی قسم کے شغل میں ہو، استغفار کو اپنا شعار بنائے تا کہ دین سلامت رہے۔(۱۰)

۲۰) اے عزیز! جو کچھ آج کر لو گے کل اس کا عوض تمہیں ملے گا، اور جو کچھ تم کرو، خدا کے لئے کرو نہ کہ بہشت کی آرزو اور دوزخ کے خوف کے لئے، یقین جانو کہ جو کچھ وہ دیتا دلاتا ہے سب اسی کا ملک ہے، تم کون جو دخل دے سکو۔(۱۱)

۲۱) اے عزیز! یہ زندگی کے چند روز جو فرصت کے ہیں، ان میں قیامت کے دن کی رسوائی کے غم میں حسرت کے آنسو گرا، اور عجز و نیاز کو اپنا توشہ بنا، اور درد اور آہ کا ہدیہ لے کر آ۔(۱۲)

۲۲) آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ: بندگی دو چیزوں سے ٹھیک ہو سکتی ہے:

پہلے یہ کہ بندہ وہ چیز یا کام کرے جو خدا کو پسند ہو۔

۸)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۳۰-۳۱۔
۹)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۳۳۔
۱۰)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۳۳۔
۱۱)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۴۳۔
۱۲)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۴۵۔

اور دوسرے یہ کہ جو خدا کرے وہ بندہ پسند کرے۔

پہلی کو عبادت اور دوسری کو عبودیت کہتے ہیں۔

عبادت بندگی کرنے کا نام ہے اور عبودیت بندہ ہونے کا، اور جو شخص ایک گھڑی اللہ تعالی کی عبودیت بجالائے وہ سال بھر کی عبادت سے اچھی ہے۔(۱)

۲۳) اے عزیز! اللہ تعالی کے دوستوں سے دوستی رکھنا ہی خدا کی دوستی ہے پس ان کی دل جوئی عین سعادت ہے، بڑی کوشش اس بات کی کرنی چاہئے کہ کسی طرح ان کا دل ہاتھ میں لایا جائے۔(۲)

۲۴) اے عزیز! جس طرح پر دل کا ہاتھ میں لانا فائدہ مند ہے، اسی طرح دل کا دکھانا نقصان دہ ہے، جہاں تک ہو سکے دل آزاری سے کنارہ کرو۔۔لوگوں کو خاص کر ان دوستوں کی دل آزاری سے پرہیز کرنی چاہئے جو اولیا اللہ ہیں، تاکہ وہ ہلاک اور رسوا نہ ہوں۔(۳)

۲۵) اے عزیز! آپ کو لازم ہے کہ دوستانِ حق کی دوستی کو اختیار کریں، تاکہ دینی اور دنیاوی آفتوں اور مصیبتوں سے بچے رہیں اور ہمیشہ ان کی محبت کے طالب رہیں تاکہ ان کی محبت کے اثر سے آپ مرد خدا بن جائیں۔(۴)

۲۶) یقین جانو کہ: جو شخص اہل حق کے بارے میں طعن کرتے ہیں اور ان کے منکر ہیں، وہ شیطان ہیں، ان سے دور ہی رہنا چاہئے اگر ان سے دور نہ رہیں گے تو تباہی میں

۱)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۵۱۔۵۲۔

۲)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۵۳۔

۳)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۵۴۔

۴)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۵۵۔

مبتلا ہوں گے اور دل سیاہ ہو جائے گا اور انہیں میں شمار ہوں گے۔(۵)

۲۷) آپ ہر وقت بڑی عاجزی کے ساتھ اور دلی رقت سے اپنے مدعا میں مشغول رہا کریں، اس واسطے کہ عبادت کا مغز بھی دعا ہے۔(۶)

۲۸) یہ ذکر حاصل نہیں ہوتا مگر کامل مرشد سے اور کامل مرشد بہت کم یاب ہے اور اگر ہے تو کسی کو معلوم نہیں ہوتا مگر اس شخص کو کہ اللہ تعالی کو اسے راہِ راست پر لانا منظور ہو (۷)

۲۹) ان جان پر کھیل جانے والواں کی نشانی جو واصل حق ہیں یہ ہے کہ: انہیں اللہ تعالی کے سوا کسی اور چیز کی خواہش نہیں اور نہ کسی سے تعلق اور وہ ادھر ادھر کی چیزوں کی پرواہ تک نہیں کرتے، بل کہ تکلیف کو عین آرام خیال کرتے ہیں اور جان دینے کے واسطے پروانہ کی طرح اڑتے پھرتے ہیں انہیں لوگوں کو صاحب ہمت کہتے ہیں۔(۸)

۳۰) جو شخص خلاف شرع ہو وہ فقیر نہیں ہوتا، آپ کو لازم ہے کہ جاہل فقیر سے کنارہ کریں، اگر نہ کریں گے تو آپ بھی جاہل بن جاؤ گے۔(۹)

۳۱) جب طالب کو فنا فی اللہ کا مقام حاصل ہو جائے تو اس کے بعد بقا باللہ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے، اس وقت جو کچھ اس کی زبان یا اس کے ہاتھ سے ہوتا ہے وہ اس کی طرف سے نہیں ہوتا بل کہ اس کی زبان اللہ تعالی کی زبان ہوتی ہے اور اس کا فعل اللہ تعالی کا فعل ہوتا ہے۔(۱۰)

۵)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۵۶۔۵۷۔

۶)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۵۸۔

۷)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۶۰۔

۸)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۶۲۔

۹)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۶۲۔

۱۰)۔چہل مکتوب مترجم: ص:۶۳۔

۳۲)اے عزیز! جو اپنی حقیقت سے باخبر ہے وہ انسان ہے اور جو اپنی حقیقت سے بے خبر ہے وہ حیوان ہے۔(۱)

۳۳)اے عزیز! وقت کو پہچاننے والے بنو اور اسے ضائع نہ کرو، تمہیں واضح رہے کہ دن اور رات میں چناؤ وقت، سحری کا وقت ہے جس وقت کہ گرما گرم آنسو پلکوں سے دامن پر گرتے ہیں اور سرد آہ سینہ سے لبوں تک جوش مارتی ہے اور نفس کی تابع داری سے رخ پھیر کر حقیقی معبود کی اِطاعت کی طرف رخ کیا جاتا ہے اور اپنے عملوں کی کوتاہی سے شرمندہ ہوتا ہے، وہ شخص بہت ہی خوش نصیب ہے جو اس وقت کا مالک ہو سکے اور اس وقت کی برکت سے سارا دن اور ساری رات اس طرح بسر کرتے ہیں جس طرح انہوں نے وقت سحر بسر کیا ہے۔(۲)

۳۴)عاشقانِ الٰہی کے دل سے درد و اندوہ کبھی زائل نہیں ہوا، اور تمام اہل اللہ اس بات پر قائل ہیں کہ جوش و خروش اس وقت تک رہتا ہے کہ موت کا پیالہ نہ چکھا جائے۔۔۔ جس شخص کو ذرہ بھر درد الٰہی نصیب ہے وہ مردوں کے درمیان مرد خدا ہے، درد کی نعمت ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی، بل کہ ہزاروں میں سے کسی ایک کو نصیب ہوتی ہے جو اس کی قدر و قیمت جانتا ہے۔(۳)

۳۵)اے عزیز! لازم ہے کہ ہر کام میں خدا کی طرف رجوع کیا جائے، اور جو مصیبت اور دکھ درد پیش آئے اس کے آگے بیان کیا جائے، اور ہمیشہ اس کے جہاں کو آراستہ کرنے والے جمال کی طرف دیکھتے رہنا چاہئے اور اگر ہزار مصیبت اور رنج

۱)۔چہل مکتوب مترجم:ص:۶۳۔

۲)۔چہل مکتوب مترجم:ص:۶۶۔

۳)۔چہل مکتوب مترجم:ص:۶۷۔

و تکلیف پیش آئے، خاموش ہو رہنا چاہئے اور کسی کے آگے بیان نہیں کرنا چاہئے۔(۴)

۳۶)عاشق کو ہرگز قرار نہیں ہوتا اور اسے سیری حاصل نہیں ہوتی اور نیند اس کی آنکھوں سے نکل جاتی ہے اور پروانے کی طرح جہاں کو آراستہ کرنے والے جمال کے گرداگرد ناچتا پھرتا ہے یہاں تک موت کے شربت کا پیالہ پی لیتا ہے اس کا نام باقی رہ جاتا ہے اور نہ نشان۔۔۔اگرچہ ظاہر میں یہ موت ہے لیکن حقیقت میں عین زندگی ہے۔(۵)

۳۷)اے عزیز! اگر آپ چاہتے ہیں کہ سلامت رہیں تو دو چیزوں پر ہمیشہ عمل کرنا:

اول: توکل۔ دوم: تسلیم۔

جب ان دونوں پر آپ کا عمل درآمد ہوگا تو آپ بازی جیت جائیں گے۔(۶)

۳۸)اگر آپ چاہتے ہیں کہ: آپ بھی خدا کے دوستوں میں شمار ہوں تو چار چیزوں پر ہمیشہ عمل درآمد کرنا۔

اول: پرہیزگاری۔ دوم: قناعت

سوم: صبر چہارم: مطلوب کی کوشش

اور یہ چیزیں حاصل نہیں ہوتیں مگر درویشوں کی صحبت اور ان کی خدمت سے۔(۷)

۳۹)اے عزیز! چند روز زندگی کے جو باقی ہیں وہ طلب حق میں گذارو، اور کوتاہی اور کمی نہ کرو اور دل و جان سے اس کے ساتھ محبت رکھو اور اس سے مل جاؤ کیوں کہ اس کے سوا جو ملاپ ہوگا وہ آپ سے جدا ہو جائے گا مگر اللہ تعالیٰ کی دوستی کا پیوند کبھی نہ جدا ہوگا۔(۸)

۴)۔چہل مکتوب مترجم:ص:۷۰۔

۵)۔چہل مکتوب مترجم:ص:۷۴۔

۶)۔چہل مکتوب مترجم:ص:۷۹۔

۷)۔چہل مکتوب مترجم:ص:۸۸۔

۸)۔چہل مکتوب مترجم:ص:۱۰۲۔

۴۰) پیروہ شخص ہوتا ہے جو رسول کریم ﷺ کے سے اوصاف رکھتا ہو، اور جو کچھ آنحضرت ﷺ کی مرضی ہے اس سے کوئی بات باقی نہ رہ گئی ہو، بل کہ اس نے اپنی تمام خواہشات کو گھٹا دیا ہو، یہاں تک کہ محمدی اوصاف کے سوا اس میں اور کچھ نہ پایا جاتا ہو، اس مقام میں نبوی صفات کے انصاف کے وسیلہ سے صفات الٰہی کا مظہر بن گیا ہو اور انہی تصرفات نے اس کے لائق باطن میں تصرف کیا ہو اور اپنی خواہشات کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے تیار رہے۔(۱)

۴۱) اے عزیز! پورے طور پر کوشش کرو، اور کسی قسم کی کمی نہ کرو، جو وقت تمہیں حاصل ہے اس کی قدر کرو اور امیدوں کو کم کرو اور عاجزی اور زاری سے پیش آؤ اور بے داری میں جاگتے رہو اور توکل کا توشہ اپنے ساتھ لو، اور نیازمندی کا ہدیہ اٹھالو اور درد اور آہ کا تحفہ آگے بھیجو اور وضو کا ہتھیار پہن کر خاموشی کا نیزہ ہاتھ میں لے کر لا إلہ إلا اللہ کی تلوار کمر بند میں لٹکاؤ اور الفقر فخری کا تاج سر پر رکھ کر نفس کے سرکش گھوڑے کو ریاضتوں کے میدان میں دوڑاؤ اور راستی کی لگام ہاتھ سے نہ چھوڑ کر کم کھانے کے کوڑے سے اسے ادب سکھلاؤ اور قناعت کے قابضے کو مضبوط رکھو اگر اس طرز سے راہ وروش رکھو گے تو امید ہے کہ تم کو اصلی وطن میں پہنچا دے گا اور وہاں تم ہمیشہ تک خوش خوش زندہ رہو گے۔(۲)

۴۲) جو شخص نافرمانی کرتا ہے یا دنیا کی طرف رغبت رکھتا ہے یا کسی ایسے کام میں مشغول ہے جو دنیا حاصل ہونے کا سبب ہو، یا ضروری روزی پر قناعت نہیں کرتا، یا اس میں خلقت کا مزا ہے یا اس کا وقت ذکر اور مجاہدہ میں نہیں گذرتا یا اپنے احوال کو خودی کی نگاہ سے دیکھتا ہے یا ازلی حکموں کو نہیں مانتا وہ تحقیق، سلوک کے طریقے میں ناقص ہے، آپ پر پوشیدہ نہ رہے کہ: بعض اہل نہایت جو اپنی ضروریات کا خیال چھوڑ دیتے ہیں، اس کی وجہ

۱)۔چہل مکتوب مترجم:ص:۱۰۴۔۱۰۵۔

۲)۔چہل مکتوب مترجم:ص:۱۰۵۔

یہ ہے کہ مجاہدہ اور میل جول کے باعث قناعت ان کی آرام گاہ بن گئی ہے اور تمام مرحلوں میں وجود مطلق کے شہود کی مدد سے مستقیم الحال ہو گئے ہیں۔(۳)

۴۳) اے عزیز! سالک وہ ہے جو خدا کی طرف رخ کرے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی کتاب کو دائیں ہاتھ میں پکڑے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو بائیں ہاتھ میں لے اور ان دونوں کے بیچ میں راہ طے کرے۔(۴)

۴۴) اے عزیز! ربوبیت کے بھید سے واقف ہونا اور عبادت اور عبودیت میں مشغول ہونا ہر شخص کا کام نہیں، نہ اس کو ہر ایک عالم جانتا ہے اور نہ ہر ایک عابد اس کو حاصل کر سکتا ہے اگر کوئی شخص کہے بھی تو سننے والا کہاں؟ اگر سننے والا ہے تو کہنے والا کہاں؟ وہی جانتے ہیں جن کو معلوم ہو چکا ہے، ہزاروں سالکوں میں سے کسی ایک کو معلوم ہے اور بہت سے زاہدوں میں سے کوئی ہو گا جو اسے حاصل کرتا ہو، سو بھی وہ جس نے مرشد کامل کی صحبت سے تربیت پائی ہو، مرشد کامل کی رہنمائی بغیر ربوبیت کے بھید سے واقف ہونا ازبس مشکل ہے۔(۵)

۴۵) راہ حق کے سالک کے لئے سلوک کی راہ میں تیس مقام ہیں جس شخص کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے نیک بخت کیا ہے اور توفیق کو اس کا رفیق بنایا ہے، یہاں تک کہ کوشش اس کی سواری بن گئی ہے اور ہدایت کو دلیل کیا ہے اس کو ہدایت سے معرفت حاصل ہوتی ہے، معرفت سے علم اور علم سے تقوی اور تقوی سے تفویض اور تفویض سے تسلیم اور تسلیم سے زہد ظاہر ہوتا ہے اور زہد سے قناعت اور قناعت سے پاکیزہ زندگی، اور پاکیزہ زندگی سے شکر اور شکر سے احسان اور احسان سے شوق کا نور اور شوق کے نور سے محبت کی آگ اور محبت کی

۳)۔چہل مکتوب مترجم:ص:۱۱۱۔

۴)۔چہل مکتوب مترجم:ص:۱۱۲۔

۵)۔چہل مکتوب مترجم:ص:۱۵۰۔۱۵۱۔

آگ سے دل کی جلن اور دل کی جلن سے بے خوابی اور بے خوابی سے عشق اور عشق سے بدنی نقصان اور بدنی نقصان سے نزدیکی اور نزدیکی سے وقت اور وقت سے وجد اور وجد سے خوشی اور رضا اور خوشی اور رضا سے دیدارِ الٰہی اور نقصان اور رضا سے مشاہدہ اور مشاہدہ سے عاجزی اور عاجزی سے حیرانگی پیدا ہوتی ہے اور یہی آخری مقام ہے۔(۱)

ملفوظات

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہ

(متوفی:۲۱/۳/۱۰۵۲۔ بمطابق:۹/۶/۱۶۴۲)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ باقی باللہ و دیگر قدس اللہ أسرارہم

۱)اولیائے کرامؒ کا حصول، مردان خدا کی معرفت اور ان کے نور ولایت سے استفادہ قوت ممیزہ کے زور بازو اور پائے طلب کی دوڑ دھوپ سے نہیں ہوسکتا، اِلا یہ کہ اللہ تعالی ہی مدد فرمائے اور اس کار بستہ کی گرہ کھولے پھر بھی ناامید نہ ہونا چاہئے کہ برتر و بزرگ خدا دعاؤں کا قبول کرنے والا اور فقرا کو عطاؤں سے نوازنے والا ہے۔(۲)

۲)اے اِنسان جب تو کسی بندہ کو اس حال میں دیکھے کہ اللہ تعالی نے اس کو اعمال و اوراد میں لگا رکھا ہے اور توفیق استقامت و دوام عطا فرما رکھی ہے تو اس کو نظر حقارت سے نہ دیکھ۔ اگرچہ عارفوں اور عاشقوں کی علامت اس کے چہرے پر نظر نہ آ رہی ہو، اور یقین رکھ کہ اس کے باطن میں انجذاب کی آواز پیدا ہوئی ہے جو اس کے عبادت میں لگنے

۱)۔چہل مکتوب مترجم:ص:۱۵۳۔۱۵۴۔

۲)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ:مکتوب نمبر:۱ص:۶۰۔

اور اس پر استقامت کا سبب بنی ہے، اگر یہ بات نہ ہوتی اور نور توفیق اس کا رہنما نہ ہوتا تو استقامت و دوام کی یہ صورت بھی ظاہر نہ ہوتی۔(۳)

۳)عارفوں کی تین علامتیں ہیں:

۱)اپنی تمام توجہات صرف باری تعالی پر منحصر کر دینا، اس کی طلب میں بھی اور اس سے طلب کرنے میں بھی، کسی حال میں بھی ان کی توجہ مخلوق پر نہیں ہوتی اور دوسروں پر نظر نہیں پڑتی نہ رد کرنے میں نہ قبول کرنے میں۔

۲)اپنے مولا کے سامنے ہمیشہ قلیل و کثیر میں اضطرار ظاہر کرنا، چوں کہ عارف کو اللہ کے سوا اپنے اور دوسروں کے عاجز ہونے کا ہر چیز میں یقین ہوتا ہے اس لئے وہ ہمیشہ اللہ تعالی کے سامنے ہی اضطرار ظاہر کرتا ہے۔

۳)اسباب موجود نہ ہونے کے وقت پریشان نہ ہونا، عارف ہمیشہ سکون و راحت میں رہتا ہے، چوں کہ اس نے خود کو اللہ کے سپرد کر دیا ہے تو اللہ بھی اس کو دوسروں سے بے نیاز کر کے اس کے تمام امور کا خود ہی کفیل ہوگیا ہے۔(۴)

۴)یہ بات بالکل واضح ہے کہ صراط مستقیم اعتقاداً و عملاً سلف صالح کا راستہ ہے، جو کتاب وسنت کے مطابق ہے، اور جو چیز کتاب وسنت کے مطابق نہ ہو وہ باطل اور رد کردینے کے لائق ہے اور بعض صاحب حال بزرگوں کے وہ اقوال جو ان سے غلبۂ حال و بے خودی میں صادر ہوئے اور کتاب وسنت کے موافق نہیں وہ قابل اقتدا نہیں ہیں، فالحق أحق أن يتبع۔ یعنی حق کا اتباع کرنا ہی ضروری ہے اور فقرا وصوفیہ کے اس باب میں جو شطحیات پائے جاتے ہیں ان کے ردّ و انکار اور تشنیع و تقبیح میں توقف و سکوت

۳)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ:مکتوب نمبر:۷ص:۵۴۔

۴)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ:مکتوب نمبر:۷ص:۵۵۔

کا طریقہ اختیار کرنا، اور انہیں ایسی باتوں کے صدور میں مغلوب ومعذور سمجھنا چاہئے۔(۱)

۵)صوفیا کا متفقہ طریق کتاب: قوت القلوب، رسالہ قشیریہ، منازل السائرین ، تعرف اور عوارف وغیرہ میں بیان کیا گیا ہے۔(۲)

۶)صوفیا کا قول ہے کہ: جو دل گرفتار بدعت ہے اس میں ہرگز نور ولایت نہیں داخل ہوسکتا۔(۳)

۷)ولی لغزشوں اور گناہوں سے معصوم نہیں ہوتا، ہاں! گناہوں پر اصرار اور جمے رہنے سے محفوظ ہوتا ہے، انبیاؑ معصوم ہوتے ہیں اور اولیا محفوظ۔ کا یہی مطلب ہے، عصمت صدور معصیت سے پہلے ہوتی ہے اور حفاظت اس کے صدور کے بعد، اس جماعت سے غلبۂ حال وسکر کی وجہ سے جو ایسی باتیں صادر ہوئی ہیں جو ظاہر شریعت کے خلاف ہیں تو حکایت کی صحت کے بعد مناسب راہ یہ ہے کہ یا تو توجیہ وتطبیق سے کام لیا جائے یا سکوت وتسلیم سے، لیکن کسی حال میں اتباع نہیں کیا جائے گا۔ اتباع واضح چیزوں میں کیا جاتا ہے نہ کہ مبہم اور موہم چیزوں میں، اور صاحب حال اگر بے اختیار ہو تو معذور ہے اور اس کا منکر علم شریعت کی وجہ سے وہ بھی معذور، اور بر تقدیر اشتباہ اس میں سکوت وتوقف احتیاط وانصاف کے قریب ہے۔(۴)

۸)اگر کسی کا مادۂ ایمان کامل ہوگیا اور نور یقین اس کے دل پر چمک رہا ہے تو یہ بڑی مبارک اور اچھی حالت ہے کہ یہی نور یقین بغیر کسی زحمت اور تکلیف غیر کے اس طریق کے سلوک واختیار کا باعث ہوجائے گا، کیوں کہ طالب کے شوق کا پیدا ہونا اور مصائب وتعب

۱)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر:۸ ص:۵۹۔
۲)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر:۸ ص:۶۲۔
۳)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر:۹ ص:۶۷۔
۴)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر:۹ ص:۷۱۔

کو برداشت کرنا حسن مطلوب کے اندازۂ ادراک پر موقوف ہے اور حسن مطلوب کا ادراک نور یقین کے اندازۂ اشراق پر، اگر کوئی طالب ابھی درجۂ یقین پر نہیں پہنچا ہے اور طبیعت پر کدورت اور نفس پر عوارض طاری ہوجانے کی وجہ سے ابھی مرتبۂ ظن وتخمین میں ہے تو یہ بھی اختیار مجاہدہ وطلب میں کافی ہے۔(۵)

۹)میں اس طالب پر قربان جو نور واثر کے ظاہر ہونے سے پہلے محض بات سننے پر عمل شروع کردے اور تحصیل مطلوب میں اگرچہ وہ متعذر الوصول ہو بے تاب وبے اختیار ہوجائے۔(۶)

۱۰)طلب کرنا چاہئے کہ طلب کے بغیر انتظار اور ہوس وآرزو کے ساتھ انتظار مطلوب تک نہیں پہنچا سکتا، طلب کی حقیقت یہ ہے کہ مطلوب کی طلب وتشنگی طالب کی روح پر ایسی غالب ومسلط ہوجائے کہ کوئی مقصود اور کوئی آرزو اس سے مانع نہ ہو، اور غلبۂ شوق وتشنگی اس درجہ ہوجائے کہ اگر دنیا کے تمام اہل عقل یہ فیصلہ کردیں کہ اس مطلوب کا حاصل ہونا محال ہے تب بھی یہ بات نہ تو طالب کے کان قبول کریں نہ اس کے دل میں اترے، اور نہ ان کی اس بات سے وہ اپنی جست جو سے باز آئے، اگر یہ حالت ہو تو طلب ہے، باقی ہوا وہوس سے زیادہ کچھ نہیں، اور ہوا وہوس سے کوئی کام نہیں ہوتا۔(۷)

۱۱)اگر زمانہ ناسازگار ہوا اور توفیق کام کی تیرے شامل حال نہ ہو، تو لمبی امیدیں، باطل آرزوئیں اور جھوٹے وعدوں سے منہ موڑ کر دماغ کو تروتازہ رکھ کر مصروف بکار رہو، اب کس چیز پر دل لگائے بیٹھا ہے اور کس حیلہ سے دل کو تسلی دے رہا ہے جو راستہ تھا وہ مسدود ہوگیا اور تو نے مقصود کا منہ تک نہ دیکھا اور محبوب کی گلی کوچوں تک نہ پہنچ سکا،

۵)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر:۱۲ ص:۸۶۔
۶)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر:۱۲ ص:۸۷۔
۷)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر:۱۳ ص:۸۸۔

اگر محبوب منزل میں سامنے ہے تو پاؤں چلنے کے لئے کہاں؟ اور طاقت اس تھوڑے سفر کی کہاں؟ (لیکن پھر بھی) ہلاک شدہ دل اور کمزور پاؤں سے چل کر راستہ میں آہ وبکا اور نالہ زاری کر شاید تو اپنے مطلوب کو پالے اس لئے کہ اللہ کی ذات تو ہر چیز پر قادر ہے۔(۱)

۱۲) دنیا اور اسباب دنیا اگر ہمیشہ کے لئے ہوتے اور عیش خاطر اور آسائش وغیرہ بھی اس کے ساتھ ملے ہوئے ہوتے تو پھر بھی اگر ایک آدمی شوق مولا اور محبت رب میں ان کے نہ ملنے پر صبر کرے اور ان چیزوں پر کوئی توجہ نہ کرے تو دیدار مولا اور محبت رب ان سب چیزوں سے اولی اور افضل ہے، لیکن جب یہ یقین ہے کہ دنیا اور اس کے اسباب سب کے سب فانی اور سراسر وحشت وکدورت اور باعث محنت ومشقت ہیں تو پھر ان کے فوت ہونے پر حسرت اور تاسف کیوں؟ اور اگر کوئی آدمی بقدر ضرورت اپنے کو اس دنیائے ناپائے دار کے کاموں میں مصروف کر لیتا ہے تو وہ اپنی جان پر صدہا مصائب کو دعوت دیتا ہے، اس لئے کہ اس شراب کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے ہر گھونٹ اور قطرے سے حرص بڑھتی جاتی ہے اور پیاس ختم ہونے کے بجائے اور زیادہ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ پینے والے کو مست اور بے خبر کر دیتی ہے اور کسی نصیحت کو کان میں جانے کا راستہ نہیں ملتا اور آخر کار اس مستی اور غرور میں خدائی دعوی بھی کر لیتا ہے۔(۲)

۱۳) ہر وہ دعا جو امور اخرویہ سے متعلق ہو صدق دل سے مانگنے سے قبول ہوتی ہیں اور اگر اس کی وہ دعا جو امور دنیوی سے متعلق ہے اس کی قبولیت میں دیر ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، شاید کہ اللہ کے ہاں طالب کی بھلائی اسی میں ہو، لیکن وہ ادعیہ جو امور دینیہ سے ہیں ان کی اِجابت میں تیرے لئے امان ہے اور اس کی عطایا تو سوال کرنے سے ملتی ہیں، لیکن صاحب ہمت جو ماسوی اللہ سے قطع ہو کر صرف خداوند کریم سے استدعا کرتا ہے

۱)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر: ۱۵ ص: ۹۸۔

۲)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر: ۱۷ ص: ۱۰۳۔۱۰۴۔

اور عدم اِجابت کی صورت میں اس کے پاؤں ڈگمگا جاتے ہیں لیکن جن کے شامل حال خدا کی توفیق ہوتی ہے تو ان کی اِجابت بایں صورت ہوتی ہے کہ ان کے لئے باری تعالی دنیاوی نعمتوں کو آخرت کی سعادت کے لئے وسیلہ بنا دیتے ہیں اور ان کے لئے دارین کی سعادتوں کو باقی اور دائم رکھتے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔(۳)

۱۴) سلوک کے افضل اعمال اور اقرب وسائل میں یہ طریقہ ہے کہ: اپنے پہلے گناہوں سے توبہ کی جائے، آئندہ گناہ کے قریب تک نہ جایا جائے اور نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود پاک پڑھا جائے اور کلمہ توحید کا کثرت سے ورد کیا جائے جو کہ اصل مقصود ہے اور بزرگوں کی مجلس میں یہ خیال کر کے بیٹھ کہ: سعادت ازلی اور عنایت کبری نے ان لوگوں کو سب مخلوق سے ممتاز کر دیا ہے۔ اگر ان دلائل اور شواہد کے ہوتے ہوئے کوئی آدمی اس طریق سے انکار وانحراف کرتا ہے تو اس پر ہزار برس ایسی باتوں کے کہنے سے کوئی اثر نہیں ہوگا اور وہ ہماری بات کو نہیں سمجھے گا اور اس جیسا دنیا میں کوئی بے وقوف نہ ہوگا۔(۴)

۱۵) بزرگوں کی مجلس میں حاضر ہو کر یہ تصور رکھ کہ اگر دوسری جگہ نصف مشاہدہ نصیب ہو تو اس جگہ مکمل مشاہدہ بلکہ حضوری کامل واکمل حاصل ہو۔(۵)

۱۶) عمر کے دن تو بہت تھوڑے ہیں، زیادہ نہیں، اس راستے کی صعوبتوں اور مشکلات سے نہ ڈر، بہت سے لوگ اس راستہ پر چل کر منزل مقصود تک پہنچ چکے ہیں، ہر قدم پر یہی کش مکش رہتی ہے، شاید کب غالب آؤں لیکن غالب تو وہی ہے جو ہے۔۔۔ ہمت درکار ہے پھر خدا شناسی نصیب ہو جائے گی اور نظر ماسوی اللہ سے اٹھالی جائے، اصل مقام یہی ہے۔(۶)

۳)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر: ۱۸ ص: ۱۱۱۔

۴)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر: ۱۸ ص: ۱۱۱۔۱۱۲۔

۵)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر: ۱۸ ص: ۱۱۲۔

۶)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر: ۲۰ ص: ۱۱۶۔

۱۷) شکر کرنا حقیقت میں منعم کو پہچاننا ہے اور اس بات کا علم ہے کہ نعمت اس سے ہے تو گویا کہ یہ ایک ایسا عمل ہے جو معرفت اور علم کے زیور سے مزین ہے، ورنہ عمل بغیر علم کے یوں ہے جیسے جسم بغیر روح کے، اور سلسلہ شکر کا اگر انتہا تک پہنچ جائے تو انسان آخر کار اس نتیجہ تک پہنچتا ہے کہ سب کچھ خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔(۱)

۱۸) استعداد اور قابلیت کا مدار طلب پر رکھا گیا ہے اس لئے کہ مجرد آرزوئے مطلوب محض خام خیالی ہے اور حقیقت طلب یہ ہے کہ طالب اپنے مطلوب میں مستغرق ہوجائے۔ اس لئے مشغول ہو کہ ماسوی سب کو ترک کردے، بل کہ ماسوی معدوم اور نایاب ہوجائے، اس طرح ہوجائے کہ کسی کا خواب وخیال نہ رہے اور دل میں کسی کی گنجائش تک نہ رہے اور مطلوب کی طلب میں ہاتھ وپاؤں مارنے چاہئے تاکہ وہ حاصل ہوجائے۔(۲)

۱۹) نقشبندیہ حضرات کسی کام کی بنا تین طریقوں پر رکھتے ہیں:

اول طریقہ: توجہ ومراقبہ کا اس طرح کہ بلاحیل وحجت اپنی ذات کو اسم ذات میں ڈال دے تو وہ بغیر توسط عبارت عربی اور فارسی کے ملاحظہ کرے اور جمیع قوی اور مدارک اس کی طرف متوجہ ہوں، یہاں تک کہ تکلیف کے پردے سب اٹھ جائیں اور ہمیشہ کی آگاہی اس کے ہاتھ آئے اور فنا کے اندر فنا ہوجائے۔

اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ: رابطہ اور توجہ بصورت مرشد وپیر ہو، جو کہ فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہو، جو اس طرح غائب کردے کہ سب جہات سے توجہ ہٹا کر بحر شہود ذات اور حضور حق کی طرف لگادے جو جانب اور سمت اس کی علو ہے۔

اور تیسرا طریقہ یہ ہے کہ: لاالٰہ الا اللہ کا ذکر خفیہ کیا جائے، جس میں نفی اور اثبات

۱)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر: ۲۱ ص: ۱۱۷۔

۲)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر: ۲۱ ص: ۱۱۸۔

دونوں موجود ہیں (اس لئے اس کو ذکر نفی واثبات بھی کہتے ہیں)۔

طریق اول تو سب طریقوں سے اعلی ہے اور اس کے حصول کے لئے سالک کو بڑی مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

اور دوسرا طریقہ جس کو طریقہ رابطہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، صوفیائے کرام کی اصطلاح میں یہ اقرب الطرق کہلاتا ہے اور منشا اس کا عجائب وغرائب کا ظہور ہے۔ یہ رابطہ محبت ہے اور اس کی حفاظت کرنا اس کے لوازمات میں سے ہے، اس کے ضمن میں اسرار کھلتے ہیں۔

اور تیسرا طریقہ: احکم الطرق کہلاتا ہے۔(۳)

۲۰) سنت الٰہی اس طرح سے چلی آرہی ہے کہ وصول الی المقصود مرشد کامل کے بغیر محالات میں سے ہے، اور مرشد کامل کا اس آخری زمانہ میں ملنا مثل وجود عنقا ہے اور حق یہی ہے جس کو بزرگوں نے فرمایا کہ: اللہ تعالی کی ذات ہر چیز پر قادر ہے، آخر زمانہ اور اول زمانہ اس کے ہاں برابر ہے اور اللہ کا فیض ختم ہونے والا نہیں اور پیغمبر خدا ﷺ کی روشن تعلیم سے ناامید نہیں ہونا چاہئے۔(۴)

۲۱) آخر حکیم مطلق نے جو یہ تقسیم کی ہے کہ بعض علما اور بعض جہلا اور بعض غربا بعض امرا اور کچھ ایسے اور کچھ ویسے تو اس تقسیم کا کچھ ثمرہ اور نتیجہ تو ضرور ہوگا ورنہ تقسیم ہی صحیح نہ رہی، تو فرق ان کے درمیاں حسن وقبح، نقص وکمال کے اعتبار سے ہے، جو عقل مند پر مخفی نہیں، اب تجھے سوچنا ہے کہ تو کس قسم میں داخل ہے، کس قسم میں بھی ہے اس پر خوش رہ، کہ تیری تقدیر کا نوشتہ ہی یہی ہے اور پھر ہر قسم کی علامات کو معلوم کر اور شکر کر، اور خوش رہ کر ایسے کام کر کہ ان کاموں سے خدا اور اس کے دوست رنجیدہ نہ ہوں، اور اصل اس باب میں یہ ہے کہ اغیار کی صحبت کو ترک کردے، اور گوشہ غریبوں کا اختیار کر کے صابر اور شاکر

۳)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر: ۲۲ ص: ۱۲۱۔

۴)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر: ۲۲ ص: ۱۲۲۔

بن کر بیٹھ جا، اور آخرت کے کاروبار میں مشغول ہوجا، اور پھر آخرت کے کاروبار میں مشغول ہونے کا حسن ہر اس شخص پر واضح ہے جو ادنی درجہ عقل اور ایمان رکھتا ہوں، اس باب میں یہی معتبر ہے اس بات کو دل میں بٹھالینا چاہئے اور صاحب حال ہوکر مرتبہ یقین حاصل کرلینا چاہئے۔(۱)

۲۲) بات تو یہ ہے کہ عیش اور فرحت تو وہی چاہئے جو ہمیشہ رہنے والی ہو، اور یہ مسلمہ بات ہے کہ آخرت کی عیش اور فرحت دائمی ہے اور اس دنیا کی فانی، اس لئے کہ یہ خود بھی فانی ہے، تو کیوں نہ آدمی کوشش کرے اس بات کی کہ مجھے عیش وراحت ابدی اور سرمدی نصیب ہوجائے اور وہ حاصل ہوتی ہے ان فقیروں کی صحبت اختیار کرنے سے، اور اغیار کی صحبت اختیار کرنے سے تو ایمان ہر روز کمزور اور ضعیف ہوتا رہتا ہے۔(۲)

۲۳) سالک کا رستہ سلامتی کا ہے اور ہر قدم پر محتاط اور ہوشیار رہنا ہے تا کہ اس کا قدم کہیں ڈگمگا نہ پائے، اسی لئے سالک لوگ ہر قدم اور ہر دم پر استغفار اور توبہ میں مشغول رہتے ہیں۔۔۔ سالک ہمیشہ اور دائما اسی فکر میں رہتا ہے اسے اس سے فراغت ہی نہیں ملتی، وہ اپنی رفتار سے اور منزل کے قرب وبعد سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔(۳)

۲۴) ذکر کرنے والوں پر شیطان کا غلبہ اور دبدبہ کبھی نہیں رہتا، اور نہ ہی ان لوگوں پر اس کی حکمرانی اور سلطانی چلتی ہے لیکن نفس ایک ایسی بلا ہے جو ذکر اور اللہ اللہ کرنے سے بھی ایک حظ (لذت) کا حصہ حاصل کرتا ہے اور اس سے وہ مخذول اور شکستہ دل نہیں ہوتا، ہاں! البتہ استغفار اور اللہ سے استمداد اور استعانت طلب کی جائے تو اس کی شرارتوں

۱)۔ مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر: ۲۳ ص: ۱۲۴۔۱۲۵۔

۲)۔ مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر: ۲۳ ص: ۱۲۵۔

۳)۔ مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر: ۲۶ ص: ۱۳۴۔۱۳۵۔

سے خود خداوند کریم محفوظ اور مامون رکھتے ہیں۔(۴)

۲۵) خدا تعالی کی نعمتیں بندوں پر اس قدر اور اتنی ہیں کہ ان کو شمار کرنا کسی کے بس میں نہیں اور ان سب نعمتوں میں سے محبوب اور مرغوب نعمت عافیت اور تندرستی ہے، اس لئے کہ جب انسان تندرست ہوگا تو اس سے خیر اور بھلائی کا بھی صدور ہوگا غرضیکہ جمیع افعال واقوال متعلق ہیں تندرستی سے، یہ علیحدہ بات ہے کہ انسان اپنے اختیار سے پھر اس تندرستی کو غلط طریقہ پر استعمال کر کے عذاب کا مستحق بنتا ہے، دنیا کے اندر جو کچھ بھی ہے وہ سب تندرستی ہی پر موقوف ہے لیکن ایک جماعت دنیا میں ایسی بھی ہے کہ ان کے نزدیک مرض وصحت، مصیبت وراحت، نیست وہست برابر ہیں، اور عافیت وتندرستی کے معنی ان کے نزدیک یہ ہیں کہ: انسان کو جو اللہ سے تعلق ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے قلب سکون میں رہتا ہے، اس کا نام عافیت اور تندرستی ہے جس چیز سے دل خدا کے ساتھ آرام پائے اس کو عافیت کہتے ہیں، اس میں بلا ونعمت سب برابر ہیں، اگر دل بلا اور مصیبت سے راحت وسکون پائے تو یہ عافیت ہے اور اگر کسی کا دل عیش وعشرت سے آرام پکڑے تو اس کی یہی عافیت ہے غرضیکہ عافیت کا مفہوم ظاہری جسم کی توانائی اور اس کے حالات کا صحیح ہونا نہیں، بل کہ عافیت سے مراد سکون قلب ہے وہ خواہ کسی چیز سے حاصل ہو، اور اس گروہ کے نزدیک مقصود اصلی وصل باری تعالی ہے اور باقی سب ہیچ اور کچھ نہیں خدا کا وصل ہو تو بھوک اور فقر وفاقہ، مصائب وآلام میں انہیں راحت محسوس ہوتی ہے۔(۵)

۲۶) مصیبتوں پر صبر کرنا اور قضا پر راضی رہنا دو مقام ہیں اور مسلمانوں پر ان دونوں کی پابندی واجب ہے اور فرق صبر اور رضا میں یہ ہے کہ: صبر میں تلخی اور ترشی ہے کہ طالب پر مصائب اور آلام آتے ہیں ان پر تحمل کر کے بڑی شدت اور سختی سے اپنے اوپر

۴)۔ مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر: ۲۶ ص: ۱۳۵۔

۵)۔ مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر: ۳۱ ص: ۱۶۳۔

قابو پاتا ہے اور جب صبر کا خوگر ہو جاتا ہے تو اس وقت صبر اس کی عادت بن جاتا ہے اور بنسبت پہلے کے اب اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور وہ اپنی پہلی حالت سے ترقی کر کے رضا میں داخل ہو جاتا ہے غرضیکہ ابتدائی تلخیوں کے تحمل کا نام صبر ہے اور جب عادت بن جائے تو یہی صبر رضا ہے۔(۱)

۲۷)غلبہ محبت کی وجہ سے جب لوگ بے اختیار ہو کر خلاف شرع کرتے ہیں تو ان کو شرعاً ماخوذ قرار نہیں دیا جائے گا مگر یہ حالت بھی مجذوب قسم کے لوگوں کی ہوتی ہے اور اہل تمکین اور عقلاء قسم کے بزرگ ہر معاملہ میں منتظم ہوتے ہیں وہ ایسی صورت میں بھی کوئی خلاف شریعت فعل نہیں کرتے وہ تو ہر حالت میں شریعت کی پابندی اور اس پر مضبوطی سے قائم رہنے کو مقدم سمجھتے ہیں، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ باوجود اس بات کے کہ سب مدارج پر فائز تھے آپ سے کوئی بات خلاف شرع سرزد نہ ہوئی، ان بزرگوں میں سے جس کو نبی علیہ السلام سے جتنی نسبت ہوگی اتنا ہی وہ باعتبار افعال کے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مشابہت رکھے گا اور اس میں اسی قدر نبی علیہ السلام کا پرتو وعکس موجود ہوگا۔(۲)

۲۸)احکام خداوندی کی تعظیم اور مخلوق خدا پر شفقت۔ مسلمان کے پرواز کرنے کے یہ دو بازو ہیں، ان دونوں بازوؤں کو مستحکم اور ان دونوں پر مضبوطی سے عمل کرنے کے بغیر مقام قرب اور رضائے مولا نصیب نہیں ہوتی، سالک لوگ جو خدا کے مقرب بنتے ہیں وہ بھی نتیجہ ان دونوں بازوؤں پر عمل کی قوت کا ہے، جتنا کوئی ان پر عمل پیرا ہوگا اتنا ہی اس کو قرب ووصل نصیب ہوگا، اگر عمل زیادہ تو قرب ووصل بھی زیادہ اگر عمل کمزور تو قرب ووصل بھی ناقص۔(۳)

۱)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر: ۱۳ص: ۱۶۳۔۱۶۴۔
۲)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر: ۱۳ص: ۱۶۵۔
۳)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر: ۳۳ص: ۱۶۹۔

۲۹)تصوف کے میدان میں نواہی سے اجتناب امر لابدی ہے، اگر پرہیز کرتا رہا تو امید ترقی ہے ورنہ ہزارہا مجاہدے اور ریاضتیں بے کار ہوں گی اور ان سے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا بل کہ یہ ریاضتیں اور مجاہدے فریب شیطانی ہوں گے جس سے سوائے غرور ونخوت کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔(۴)

۳۰)جو لوگ اللہ کے مقرب اور مقبول ہیں اور شریعت کی ترویج میں لیل ونہار مصروف ومشغول ہیں ان کی عظمت قدر کا خیال رکھتے ہوئے اہل بدعت کی طرف التفات نہ کیا جائے بل کہ ان کو دشمن قرار دیا جائے، اس لئے کہ وہ نبی علیہ السلام کے دشمن ہیں اور شریعت کی ترویج کرنے والے اور متبع سنت لوگ، ان کا احترام کیا جائے اس لئے کہ وہ نبی علیہ السلام کے دوست ہیں۔(۵)

ملفوظات

حضرت خواجہ عبید اللہ المعروف خواجہ خرد قدس اللہ سرہ

ابن حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۲۵/۵/۱۰۷۴۔ بمطابق: ۱۵/۱۲/۱۶۶۳)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مجدد الف ثانی ودیگر قدس اللہ اسرارہم

۱)اللہ تعالیٰ کی یاد سراپائے طالب میں پیوست ہونی چاہئے۔۔۔ طالب کے ہر ہر بال میں اس کا اثر ہونا چاہئے۔(۶)

۴)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر: ۳۳ص: ۱۷۰۔
۵)۔مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مکتوب نمبر: ۳۳ص: ۱۷۱۔
۶)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا: ص: ۵۵۔

۲)ہمیشہ جناب کبریائی میں اس امر کے ملتجی رہو کہ حق سبحانہ اپنے کرم خاص سے ہر چیز سے جو اس کی محبت کے علاوہ ہے آزاد رکھے اور اپنا گرفتار بنا کر ایسا کرلے کہ تم میں اپنا کوئی نام ونشان نہ رہے۔۔۔اگر دیکھو تو اس کو دیکھو اور ڈھونڈو تو اس کو ڈھونڈو جس لباس میں بھی رہو اس بات کی کوشش کرو کہ دل سے غیر کا تعلق اٹھ جائے کیوں کہ اس تجارت کا راس المال یہی ہے، باقی کمالات ومقامات اگر ہوں تو فبہا ورنہ چنداں ضروری نہیں(۱)

۳)تم کو چاہئے کہ اس کا خیال رکھو کہ کوئی امر بھی ایسا واقع وسرزد نہ ہو کہ شرع محمدی (ﷺ)اس کی مانع ہے۔(۲)

۴)اگر کر سکتے ہو تو نماز شب پڑھا کر، جس کو نماز تہجد کہتے ہیں۔(۳)

۵)ایسا کرو کہ دل سے متوجہ رہو اس طرح کہ دل کو ایک مکان تصور کرو اور محبوب حقیقی کو اس مکان کے اندر اور خود کو ایسا سمجھو گویا کہ مکان کے دروازہ پر منتظر محبوب بیٹھے ہو۔۔اس حقیقت کا ذکر میں تصور کرنا چاہئے تاکہ نظر اپنے سے باہر نہ پڑے، محبوب کو اپنے اندر ڈھونڈو نہ کہ اپنے سے باہر، جو کچھ طلب کرو درِ دل پر پیش کرو تا کہ جمعیت ہاتھ سے نہ جانے پائے۔(۴)

۶)آنحضرت ﷺ جب فتح مکہ کے بعد خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو وہاں تین سوساٹھ بت دیکھے ایک چھڑی دست مبارک میں تھی اس سے ان بتوں کو گراتے اور زبان مبارک سے جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ فرماتے جاتے۔۔۔طالب کو چاہئے کہ وہ اپنے دل کو کعبہ حقیقی تصور کرے، کیوں کہ دل تمام عبادات معنوی کا قبلہ ہے اور اس کعبہ حقیقی

۱)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۵۶۔

۲)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۵۶۔۵۷۔

۳)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۵۷۔

۴)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۵۷۔

کے گرد اگرد ہوا وہوس کے اصنام بڑی تعداد میں محیط ومتصرف ہو گئے ہیں، پس طالب ان کلمات قرآنیہ کو دل کی طرف متوجہ ہو کر پڑھے۔۔پہلے نیت متابعت آں حضرت ﷺ اور نیت تلاوت قرآن کرے بعدہ داہنی طرف سے بجانب دل پڑھے جاء الحق۔۔۔ پھر جانب دل سے بائیں طرف کو کہے وزھق الباطل۔پہلی مرتبہ میں اپنے دل میں ظہور حقیقی کا دھیان کرے، دوسری مرتبہ میں یہ تصور کرے کہ غیر مقصود حقیقی دل سے نکل رہا ہے۔اور اس کی خوب مشق کرے اِن شاء اللہ تعالی بہت جلد کامیاب ہوگا۔(۵)

۷)جاننا چاہئے کہ شریعت صورت حقیقت ہے اور حقیقت معنیٔ شریعت۔۔۔ صورت معنی سے اور معنی صورت سے جدا نہیں ہوتے۔۔۔معنی تک پہنچنا بے توسط صورت مستحیل ہے اور صورت پر اکتفا کرنا اور معنی سے جو کہ مقصود صورت ہے غافل ہونا صریح نقصان کی بات ہے۔(۶)

۸)وہ لوگ جو مسلوب العقل ہوتے ہیں دو قسم کے ہیں:

ایک مجذوب۔دوسرے مجنون

مجنون حیوانات سے ملحق ہیں، جو کچھ حیوانات کو معلوم ہوتا ہے ان کو بھی معلوم ہوتا ہے۔۔۔مجنونوں کے پاس نہ جانا چاہئے کیوں کہ ان کو علم ہو جاتا ہے ممکن ہے کہ وہ کوئی ایسی بات ظاہر کر دیں جس کو ظاہر نہ کرنا چاہئے تھا۔اہل ارشاد وسلوک کے پاس جانا چاہئے ان پر بھی چیزیں منکشف ہو جاتی ہیں لیکن وہ اہل تمکین ہوتے ہیں جو باتیں اللہ تعالی پوشیدہ رکھتے ہیں وہ بھی پوشیدہ رکھتے ہیں کسی کا عیب ظاہر نہیں کرتے۔ہاں!ضرورت کے وقت ظاہر کر دیتے ہیں۔(۷)

۵)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۵۹۔

۶)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۵۹۔

۷)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۶۰۔

۹) لوگوں کو بیماری میں جو اضطراب ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عالم اطلاق کی جانب ان کی توجہ نہیں ہوتی علاوہ ازیں عالم کون ومکاں (عالم فانی) سے انقطاع کلی نہیں ہوتا۔اگر اس عالم سے پورا انقطاع اور بے تعلقی ہو تو بیماری اور موت میں راحت ہی راحت ہے۔(۱)

۱۰) درویش طالب حق کو چاہئے کہ جب تنگیٔ معیشت اور احتیاج کا غلبہ ہو، اہل دنیا میں سے کسی کے پاس نہ جائے اور ترک آمدورفت کردے۔(۲)

۱۱) گناہ سے توبہ کر اور دنیا سے بے رغبتی اختیار کر۔۔اسباب پر بھروسہ نہ کر اور جو کچھ غیب سے پہنچے اس پر قانع ہو جا۔(۳)

۱۲) لوگوں سے بچ کر گوشہ گیر رہ، اور ذکر وتوجہ میں مشغول ہو اور اس پر ڈٹا رہ، پھر محبوب حقیقی کا منتظر ہو۔۔اور اس کے ہر فعل وصفت پر راضی رہ۔(۴)

۱۳) ہمارے نزدیک گناہوں میں بدترین گناہ طلب دنیا ہے۔اور بہترین کام ترک دنیا ہے۔(۵)

۱۴) جو کوئی طالب دنیا ہے اس کی دین ودنیا میں کچھ عزت وآبرو نہیں۔(۶)

۱۵) بہت سے آدمی دنیا کو طلب کرتے ہیں اور رات دن انتہائی کوشش میں لگے رہتے ہیں مگر اس کوشش کا کچھ فائدہ مرتب نہیں ہوتا اور بہت سے ایسے ہیں جو گوشہ نشین ہیں مگر ان کو ہر چیز دنیا کی (نعمتوں میں سے) حاصل ہے اور دربارہ معیشت ان کو کوئی تکلیف نہیں۔(۷)

۱)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۶۰۔
۲)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۶۱۔
۳)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۶۱۔
۴)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۶۱۔
۵)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۶۸۔
۶)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۶۸۔
۷)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۶۹۔

۱۶) ہمارے احباب اس بات کا یقین رکھیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ حی وقیوم ہے اور سب کا رزق اس نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے پس بے ضرورت سعی واضطراب سے کوئی فائدہ نہیں۔(۸)

۱۷) ریاکاری کے ساتھ جو عبادت کی جائے گی اگرچہ ایسی عبادت کرنے سے فرض کی ادائے گی ہو جائے گی مگر اس عبادت پر (آخرت کے اجر کے لحاظ سے) کوئی نتیجہ مرتب نہ ہوگا۔(۹)

۱۸) وہ معصیت جو ندامت پر لے آئے اور پشیمان کردے اس کا ثمرہ (آخرت کے لحاظ سے) خیر وخوبی ہے۔(۱۰)

۱۹) اس راہ طریقت کا اول توبہ ہے اور آخر تجلی ذاتی برقی۔(۱۱)

۲۰) نعمتہائے الٰہی میں سے ہر نعمت پر شکر واجب ہے، کوئی بھی نعمت ہو۔لیکن دل دنیا سے نہ لگانا چاہئے۔(۱۲)

۲۱) ایک بزرگ کا قول ہے کہ جواں مرد وہ ہے جو ایسے شخص کو بھی رنجیدہ نہ کرے جو رنجیدہ کرنے کا مستحق ہو اور آزاد مرد وہ ہے جو کسی کے رنجیدہ کرنے اور ستانے پر بھی اس کو رنجیدہ نہ کرے۔۔۔۔(۱۳)

۲۲) فقیر وہ ہے کہ اپنے دشمن سے بھی دوستی کرے اور ہر شخص کا اعزاز واکرام

۸)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۶۹۔
۹)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۷۰۔
۱۰)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۷۰۔
۱۱)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۷۲۔
۱۲)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۷۲۔
۱۳)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۷۳۔

کرے۔کسی شخص کوچشم دوئی سے نہ دیکھے۔(۱)

۲۳)تعلق حسن صوری (یعنی عشق مجازی) کے دفع کرنے کے لئے نماز وروزہ میں اشغال اورایسی کتابوں کا مطالعہ بہت مفید ہے جن میں احوال مشائخ لکھے ہوئے ہوں(۲)

۲۴)ایک درویش نے کہا ہے کہ درویشی (فقط) نماز، روزہ، احیائے شب اور کم کھانا کا نام نہیں ہے۔یہ تمام امور اسباب بندگی ہیں، بل کہ درویشی یہ ہے کہ کسی کو رنجیدہ وآزردہ نہ کرے۔(۳)

۲۵)اس کام میں اصلی چیز نیستی اور غربت ہے جو کہ منتہائے ارباب ہمت ہے۔(۴)

۲۶)ہمت عالی اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ انسان کو جمیع مراتب دنیا سے انقطاع کلی حاصل ہو اور دنیا کی باعث فخر چیزیں اس کی نظر میں بے حیثیت اور بے قدر ہوں، نیز بجانب حق توجہ دائمی میسر ہو۔(۵)

۲۷)فرض کرلو کہ مشاہدہ حسن وجمال لذت روحی ہے تب بھی اس سے بچنا چاہئے اس لئے کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے، جو چاہئے وہ آتا نہیں اور جو آتا ہے وہ چاہئے نہیں۔(۶)

۲۸)سالک وطالب کے لئے دو باتیں ناگزیر اور ضروری ہیں:

۱)ایسے درویشوں سے ارتباط وصحبت نہ رکھے جو اس کے مرشد سے ربط نہیں رکھتے، اور جب غیر طریقہ کے درویشوں کی صحبت کو تجویز نہیں کیا گیا تو پھر وہ لوگ۔۔۔۔جو مطلق طریق سے بے گانہ وناآشنا ہیں ان کی صحبت کیسے تجویز کی جاسکتی ہے؟ مناسب یہ ہے کہ

۱)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۷۳۔
۲)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۷۴۔
۳)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۷۶۔
۴)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۷۷۔
۵)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۷۹۔
۶)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۸۱۔

طالب ابتدائے سلوک میں کسی سے صحبت وارتباط نہ رکھے۔ہاں! حکم مرشد سے کسی کی صحبت میں بیٹھ سکتا ہے۔۔اور اپنے یاران مخصوص کی صحبت میں بھی رہ سکتا ہے۔۔۔اس تدبیر سے نسبت حاصل ہوگی اور باطن میں قوت پیدا ہوگی۔

۲)جو کام مرشد سے صادر ہوا گرچہ بظاہر قبیح معلوم ہوتا ہو (اول) اس کا صحیح محمل تلاش کرے (یا مرشد سے براہ راست معلوم کرے) ایک دم اعتراض نہ کرے (البتہ اگر وہ فعل واقعی شرعی نقطہ نظر سے قبیح معصیت ہے، اس میں کسی کی اطاعت وتابع داری نہیں اس سے بچنا ضروری ہے)۔(۷)

ملفوظات

قیوم زماں حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہ

(متوفی:۹/۳/۱۰۷۹۔بمطابق:۱۷/۸/۱۶۶۸)

ابن وخلیفہ مجاز بیعت

حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ

۱)ایسے باپ کی جانشینی کے لئے جو کہ مقتدا (پیر) ہو معنوی وراثت ہونی چاہئے جو کہ معنوی ولادت سے وابستہ ہے جس سے مراد باپ کے کمالات کے ساتھ متحقق ہونا ہے۔ظاہری ولادت کا نتیجہ ظاہری وراثت ہے جو کہ باپ کے مال ومتاع کا حاصل کرنا ہے نہ کہ معنوی وراثت کا حاصل کرنا جو کہ ارشاد وتکمیل ہے پس محض ولادت صوری کی وجہ سے ولادت معنوی میں دخل دینا خطرناک ہے، رسمی پیری مریدی سے کوئی کام نہیں بنتا۔(۸)

۷)۔تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا:ص:۸۲۔
۸)۔مکتوبات معصومیہ: دفتر اول: مکتوب نمبر:۱۱ص:۴۴۔۴۵۔

۲) کثرت قبض کے باعث دل تنگ نہ ہوں، بطریق کمال بسط ولقا (مشاہدہ) کا مقام آگے آنے والا ہے۔(۱)

۳) سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو، دونوں جہاں کی سعادت کی متاع سید کونین ﷺ کی پیروی پر موقوف ہے، اگر دوزخ سے نجات مقصود ہے تو وہ بھی سید الابرار ﷺ کی متابعت سے وابستہ ہے اور اگر دار القرار یعنی جنت میں داخل ہونا ہے تو وہ بھی پیشوائے صالحین کے اتباع پر منحصر ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کا حاصل ہونا ہے تو وہ بھی رسول مختار ﷺ کی پیروی کے ساتھ مشروط ہے، توبہ وزہد وتوکل اور دنیا سے قطع تعلق کرنا آپ کی متابعت کے بغیر مقبول نہیں ہے اور آپ کے توسل کے بغیر اذکار وافکار اور اشواق واذواق کی امید نہیں کی جاسکتی، انبیاء علیہم السلام آپ کے سرچشمہ آب حیات کے ایک پیالہ سے سیراب ومستفید ہیں اور اولیاء اللہ آپ کے بے پایاں سمندر کے ایک گھونٹ پر قانع اور منتفع ہیں، فرشتے ان کے طفیلی اور آسمان ان کی حویلی ہے وجود کا رشتہ ان کے ساتھ منسلک اور ایجاد کا سلسلہ ان کے ساتھ مربوط اور ربوبیت کا ظہور ان کے ساتھ وابستہ ہے، جملہ کائنات ان ہی کے پیچھے ہے اور کائنات کا بنانے والا (اللہ) تعالیٰ ان کی رضا کا طالب ہے ۔۔۔ (چند سطور کے بعد) پس سعادت مند جوانوں اور ہوش مند طالبوں پر لازم ہے کہ ظاہر وباطن میں آنحضرت ﷺ کے اتباع میں کوشش کریں اور جو چیز اس دولت (اتباع رسول ﷺ) کے منافی ہے اس سے ظاہر اور باطن کی آنکھ بند کرلیں اور یقینی طور پر جان لیں کہ اگر کوئی شخص ہزار ہا فضائل وخوارق رکھتا ہو اور آنحضرت ﷺ کی متابعت میں سستی کرتا ہو تو اس شخص کی صحبت ومحبت زہر قاتل ہے اور جو شخص کہ ان خوارق وفضائل میں سے کچھ بھی نہ رکھتا ہو اور آنحضرت ﷺ کے اتباع میں ثابت قدم ہو، اس کی صحبت ومحبت نفع

۱)۔مکتوبات معصومیہ: دفتر اول: مکتوب نمبر: ۱۲ ص: ۴۵۔

دینے والی تریاق ہے:

محال است سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفی

اے سعدی! حضرت محمد ﷺ کی پیروی کے بغیر پرہیزگاری کے راستہ پر چلنا محال ہے۔(۲)

۴) عجب معاملہ ہے کہ: جس قدر یہ (باطنی) نسبت عارف پر غالب آتی ہے اس کے احکام شرعیہ کے ساتھ آراستہ ہونے میں زیادتی کا سبب بن جاتی ہے اس لئے کہ نفس امارہ جو کہ ذاتی طور پر احکام شرعیہ کا منکر ہے (اس وقت) مطیع ہوجاتا ہے اور (احکام شرعیہ کے ساتھ) آراستگی کا کمال (نفس کے) مطمئنہ ہوجانے سے (وابستہ) ہے اور شریعت (کے کاموں) میں سستی کرنے والا شخص جو اس نعمت کا دعوی کرتا ہے وہ نسبت کی حقیقت سے بے بہرہ ہے، پوست کے ساتھ (رہ کر) مغز سے عاجز رہ گیا ہے کیوں کہ اس نسبت کا کمال اطمینان تک پہنچاتا ہے اور اطمینان کی علامت نازل شدہ احکام کا کامل اتباع ہے اور جب یہ نہیں تو وہ بھی نہیں ہے۔(۳)

۵) پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام والتحیۃ کی سنت کو زندہ کرنے میں کمر ہمت باندھیں، بدعت کے اندھیروں میں کہ جنہوں نے دنیا کو گھیرا ہوا ہے، خاص طور پر ایسے وقت میں سنت کو زندہ کرنا ایک بہت بڑا کام ہے(۴)

۶) میرے مخدوم! دین اور طریقہ میں نئے پیدا شدہ امور سے بچنا ضروری ہے، طریقہ میں کوئی ایسی نئی بات لوگ پیدا کریں جو کہ بزرگوں میں نہیں تھی وہ اس بدعت کی

۲)۔انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۲۷۳۔۲۷۴۔
۳)۔انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۲۷۶۔
۴)۔انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۲۷۷۔

مانند ہے جوکمل دین میں نئی پیدا کی جائے، طریقہ کی برکتیں اس وقت تک جاری رہتی ہیں جب تک لوگوں نے اس طریقہ کو نئے پیدا کئے ہوئے امور سے آلودہ نہ کیا ہو۔(۱)

۷) جوشخص شغل (ذکر وغیرہ) طلب کرے اس کو شغل میں لگا دیں اور حلقہ کو سرگرم رکھیں اور جس شخص کو ذکر اثر نہ کرے اس کو ذکر کرنے سے روک دیں اور محض وقوف قلبی کا امر کریں جب وہ کچھ عرصہ اس طریقہ پر مداومت کرے گا امید ہے کہ ذکر سہولت کے ساتھ اثر کرے گا لیکن توجہات سے اس کو محروم نہیں رکھنا چاہئے اور احباب طریقہ کو بعض ضروری آداب کی طرف رہنمائی نہ ہونے پر ضرر کا پلّہ غالب ہے (اور) نفع رک جاتا ہے ، دیگر چاہئے کہ اوقات کی پابندی کی کوشش کریں اور اہم کاموں میں صرف کریں ایسا نہ کہ فضول کاموں میں صرف ہو جائیں اور لوگوں کے ساتھ زیادہ میل جول رکھنے سے پرہیز کرتے رہیں کیوں کہ اس سے باطنی نسبت کی رونق جاتی رہتی ہے، نیک نیتی کے بغیر مخلوق کے ساتھ صحبت رکھنا خالق سے قطع تعلق کا سبب ہے، کسی بزرگ نے کہا ہے:

لا تصحب الأشرار ولا تقطع عن الله بصحبة الأخيار

یعنی بروں کے ساتھ صحبت مت رکھ اور نیکوں کے ساتھ ایسی صحبت رکھ کہ تو حق جل وعلی سے منقطع نہ ہو جائے۔

اور آپ مریدوں اور طالبوں کے ساتھ ایسا سلوک کریں کہ ان کی نظر میں بارعب اور باوقار معلوم ہوں، اس قدر شوخ و بے باک نہ ہو جائیں کہ جرأت و گستاخی کا سبب بن جائے اور ان کے معمولات میں خلل آ جائے۔(۲)

۸) میرے مخدوم! اگرچہ صحبت میں بہت بڑی تاثیر رکھتی ہے، لیکن غائبانہ محبت بھی باطنی کیفیات کو جذب کرتی ہے اور فیض کے راستے کو کھولتی ہے:

۱)۔انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۲۷۷۔

۲)۔انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۳۱۰۔۳۱۱۔

بوئے جنیست کند جذب صفات

ہم جنس ہونے کی بو صفات کو جذب کرتی ہے

معمولات عبادت پر اچھی طرح عمل کرتے رہیں اور مولائے حقیقی جل شانہ کی طاعت میں خوب ہمت سے کام لیں اور گوشہ نشینی کی طرف راغب رہیں اور ضروریات کے مطابق مخلوق کے ساتھ میل جول رکھیں، بلاضرورت ان کے ساتھ صحبت رکھنا زہر قاتل ہے البتہ طالبین کے ساتھ صحبت رکھیں اور افادہ واستفادہ کے مطابق ان کے ساتھ میل جول رکھیں۔۔۔۔اور اپنے احوال کے علم نہ ہونے اور دوستوں کے احوال (معلوم ہونے) سے غمگین نہ ہوں کیوں کہ مقصود احوال ہیں، احوال کا علم اگر دے دیا جائے تو نعمت ہے اور اگر نہ دیا جائے تو کوئی غم نہیں ہے جس کسی کا آپ سے حصہ ہے وہ ضرور آپ سے فیض یاب ہو جائے گا۔ سیر وسلوک سے مقصود پیری مریدی نہیں ہے اس سے مقصود نفس کی روک ٹوک کے بغیر بندگی کے وظائف ادا کرنا ہے اور نیز مقصود فنائیت ومحویت ہے اور نفس امارہ کی سرکشی اور خودی کا زائل ہونا ہے کہ معرفت اس سے وابستہ ہے جو کوئی اس شخص کی طرف رجوع کرتا اور انابت لاتا ہے وہ اس کو حق سے باز رکھ کر اپنے ساتھ مشغول کرتا ہے اور جو کوئی (اس کی طرف) رجوع نہیں کرتا وہ اس کو حق کے ساتھ رکھتا ہے اس کا ممنون ہونا چاہئے۔(۳)

۹) مخلوق میں مقبول ہونا خالق تعالی کے نزدیک مقبول ہونے کی دلیل نہیں ہوتی، کیوں کہ باطل چیزوں کو بھی مخلوق کی مقبولیت حاصل ہے تو (یہ) کمال کی دلیل کیسے ہوسکتا ہے؟۔۔۔(۴)

۱۰) میرے مکرم! مخلوق خدا کا رجوع اور ان کی کارگذاری جو کہ عالم اسباب میں

۳)۔انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۳۱۱۔۳۱۲۔

۴)۔انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۳۱۳۔

آپ کے سپرد کی گئی ہے ایک بہت بڑا کام ہے، ہمت کو جمع اور نیت کو صحیح کر کے اس بزرگ کام میں لگ جائیں اور اپنے مالک (اللہ تعالیٰ) کے غلاموں اور کنیزوں کے کام بنانے کی نیکی کو اہم کاموں میں سے تصور فرمائیں، رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے، پس اللہ کے نزدیک مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ سب سے اچھا سلوک کرے۔(۱)

۱۱) میرے مخدوم! طریقت کی تعلیم و تلقین کی اجازت ایک اہم معاملہ ہے، خواب و واقعہ سے صورت پذیر نہیں ہوتا تاوقتیکہ بیداری میں اجازت نہ دیں، صورت پذیر نہیں ہوتی۔ اور اسی طرح احوال و مواجید وقطبیت وفردیت وغوثیت وغیرہ کچھ کہ خوابوں اور واقعات (احوال) میں ظاہر ہو، ان کے نزدیک معتبر نہیں ہے، احوال و مواجید میں سے جو چیز بیداری میں رونما ہو یہ شخص اس کا مالک ہے، قطب وغوث وہ شخص ہے جو کہ خارج و بیداری میں ان دونوں منصوبوں کے ساتھ سرفراز ہو، اگر کوئی شخص اپنے آپ کو خواب میں بادشاہ دیکھے تو وہ بادشاہ نہیں ہو جاتا، تاوقتیکہ خارج میں بادشاہ نہ ہو۔(۲)

۱۲) کامیابی کا مدار باطنی رابطہ پر ہے، جو مرید کی اپنے پیر سے محبت، عقیدت اس کا گرویدہ ہونے اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے عبارت ہے، یہ رابطہ جس قدر قوی ہوگا اس (پیر) کے باطن سے فیوض و برکات اسی قدر زیادہ اخذ کرے گا، کامل و مکمل قطب کے باطن سے فیوض و برکات اخذ کرنے کے لئے محض محبت اور باطنی رابطہ کا ہونا کافی ہے اگرچہ توجہ نہ بھی ہو اور محبت و رابطۂ باطنی کے بغیر محض توجہ بہت کم اثر کرتی ہے، توجہ کی تاثیر کے لئے توجہ حاصل کرنے والے میں صلاحیتِ قبول ضروری ہے، ہاں! جو توجہ کہ رابطہ مذکورہ کے ساتھ جمع ہو جائے وہ نور علیٰ نور ہوگی (غرض کہ) کامیابی کا مدار رابطہ کی قوت اور رسول

۱)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۳۱۳۔

تخریج الحدیث: المعجم الأوسط: ج: ۵ ص: ۳۵۶۔ الرقم: ۵۵۴۱۔

۲)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۳۱۳۔

اللہ ﷺ کی سنت کی اتباع پر ہے اگر ان دو باتوں میں رسوخ (پختگی) رکھتا ہے تو کچھ غم نہیں ہے انجام کار اس کو رائیگاں نہ جانے دیا جائے گا اور اکابر کے کمالات سے محروم نہ کیا جائے گا اور اگر ان دونوں چیزوں میں سے کسی ایک میں خلل آ گیا تو خطرہ ہی خطرہ ہے اگرچہ بہت زیادہ ریاضت کرے۔(۳)

۱۳) بلاشبہ اس شخص پر عذاب ہوگا جس نے جھوٹ بولا اور حق (تعالیٰ) سے روگردانی کی تو تجھ کو نفس و شیطان اور خواہشات کے ساتھ جنگ کرنی چاہئے، پس میں نے تم کو بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرایا جس میں وہی شخص داخل ہوگا جو بڑا بدبخت ہے، تجھ کو لازم ہے کہ پرہیزگاری اور تقویٰ اختیار کرے اور مسکینوں اور قرابت داروں پر (اپنا مال) خرچ کرے اور عن قریب اس متقی شخص کو اس (آگ) سے بچا لیا جائے گا جو کہ اپنا مال خرچ کرتا ہے تاکہ تزکیہ و پاکیزگی حاصل ہو، اور دنیا کی زینت کی طرف آنکھیں دراز نہ کر اور اس شخص کی طرف مائل بھی نہ ہو جو ظالم اور گمراہ ہے اور قبروں میں جانے اور بوسیدہ ہونے اور جنت اور اس کی نعمتوں اور دوزخ اور اس کے عذاب کو مت بھول اور رات کے وقت جب کہ وہ چھا جائے اور دن میں جب کہ وہ روشن ہو جائے غور و فکر کرو، اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کی تعمیل میں جلدی کر، اور جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہے ان سے باز رہ، اور اس دن کی شفاعتِ کبریٰ کے لئے کوشش کر جب کہ کسی مرد و عورت کو مال و اولاد کچھ نفع نہ دیں گے۔ بے شک یہ باتیں اس شخص کے لئے نصیحت ہیں جو ڈرتا ہے اور ایسے قلب سے جو ہدایت سے پھرا ہوا اور خواہشات میں پھنسا ہوا ہے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف شکایت ہے، کیا وہ نہیں جانتا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور بے شک وہ نہایت پوشیدہ اور چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے، پس اس شخص کے لئے خوش خبری ہے جس نے پستی سے بلندی کی طرف متوجہ ہو کر ترقی کی اور راتوں کی تاریکیوں میں

۳)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۳۲۵۔

اپنے گناہوں پر رو دیا اور جان لیا کہ: بے شک اللہ تعالیٰ ہی کی طرف پہنچنا ہے اور بلاشبہ وہ عرش پر تجلی افروز ہے اور مخلوق میں اس کی قدرت کی تاثیر کو دیکھ لیا اور یقین کر لیا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہی مال دار کرتا اور مفلس بناتا ہے اور ہنساتا اور رلاتا ہے اور وہی مارتا اور زندہ کرتا ہے اس وقت وہ اپنے نفس سے فنا ہو گیا اور اپنے رب سے بقا حاصل کر لی پس وہ نہایت قوت والا ہو گیا کہ جس کی نگاہ کبھی نہ بہکی اور نہ اس نے حد سے تجاوز کیا اور جس کو بہت بڑی مصیبت (قیامت) بھی غمگین نہیں کرے گی اور جس کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا جس روز کہ انسان اپنے کئے کو یاد کرے گا اور بے شک اس روز اللہ تعالیٰ اس کو قرب و درجات عنایت فرمائے گا جب کہ دیکھنے والوں کے لئے دوزخ ظاہر کی جائے گی، پس اس بارے میں پرہیزگار لوگ رغبت کرتے ہیں اور اچھے لوگ محنت صرف کرتے ہیں۔(۱)

۱۴) عمر عزیز گذری جا رہی ہے اور مقررہ ساعت قریب آ رہی ہے اس طرح زندگی بسر کریں کہ وقت عزیز باطن کی اصلاح میں گذرے اور دل کی تعمیر میں صرف ہو جو کہ مولا تعالیٰ کی نظر عنایت کا مقام ہے، قبر و قیامت کے لئے تیاری میں کوشش کریں، اندھیری راتوں کو اذکار کی پابندی کے ساتھ منور کریں، صبح کے رونے اور استغفار کرنے کو غنیمت جانیں، دن رات میں ایک دو وقت تنہائی کے لئے مقرر کرنے چاہئیں کہ کوئی شخص اس وقت میں دخل انداز نہ ہو، اور کلمہ لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ سے اپنے مقاصد اور ارادوں کی نفی کریں تا کہ دل کی وسعت میں حق سبحانہ و تعالیٰ کے سوا کوئی مراد و مقصود نہ رہے۔(۲)

۱۵) آج کا دن کام کرنے کا دن ہے، اجر (مزدوری ملنے) کا دن کل (قیامت) کا دن ہے، کام کے وقت میں اجر (مزدوری) کی انتظار میں بیٹھنا حقیقت میں اپنے آپ کو اجر سے باز رکھنا ہے اور خدمات (طاعات) کی ادائے گی میں لذتوں کے پابند نہ رہیں،

۱)۔انوار معصومیہ: تعلیمات: ص:۳۲۸۔
۲)۔انوار معصومیہ: تعلیمات: ص:۳۲۹۔

اگر لذت دیں تو نعمت ہے اور اگر نہ دیں تو طاعت (بندگی) کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ بندگی سے مقصود محنت و مشقت ہے جو کہ نفس سے دشمنی اور خواہش کی مخالفت ہے نہ عیش و راحت کہ جس کو ہوا و نفس چاہتا ہے وہ لذت و راحت اور چیز ہے جو اس طرف سے عطا ہوتی ہے اور نفس و خواہش کو اس میں ہر گز کوئی دخل نہیں ہوتا کیوں کہ نفس اس لذت میں نالہ و فریاد کرنے میں ہوتا ہے لیکن چوں کہ وہ لذت عطائی (بخشش کی ہوئی) ہے (اس لئے) طاعات کو اس کے نہ ہونے سے چھوڑا نہیں جا سکتا، طاعات کے حاصل کرنے میں جان کے ساتھ کوشش کریں، نجات کی امید (اللہ تعالیٰ کی) رحمت سے چاہیں اور طاعات کو بھی اس کی رحمت کا اثر جانیں اور اس کی توفیق کی طرف لوٹنے والی سمجھیں اور اپنی قوت و طاقت کو ہر گز اس میں دخل نہ دیں تا کہ عجب (خود پسندی) سے نکل جائیں اور اگر کبھی قوت و طاقت کو اپنی طرف عائد دیکھیں تو اس سے نادم ہوں اور استغفار کریں (تا کہ) طاعات ناچیز (ضائع) نہ ہو جائیں اور گناہ میں تبدیل نہ ہو جائیں لیکن اس بہانہ سے اعمال و طاعات سے رک نہ جائیں، طاعت (عبادت) بھی کریں اور اس طاعت (کی خامیوں) پر استغفار بھی کریں اور اس (طاعت) کو اس پاک بارگاہ کے لائق نہ جانیں اور امیدوار رہیں کہ یہ ندامت و استغفار آہستہ آہستہ اس طاقت و قوت کے دیکھنے (اپنی طرف منسوب کرنے) کا علاج کر دے اور اعمال کو قبولیت کے قابل بنا دے:

چشم دارم کہ دہی اشک مرا حسن قبول
اے کہ درساختہ قطرۂ بارانی را(۳)

۱۶) اوقات کو (معمولات سے) آباد رکھیں اور اہم کاموں میں صرف کریں اور خلوت و جلوت میں خوف و تقویٰ کے ساتھ رہیں اور جوانی کی قوت کو طاعات میں صرف کریں اور شب بے داریوں کو غنیمت جانیں اور اندھیری راتوں کو اذکار و افکار، گریہ

۳)۔انوار معصومیہ: تعلیمات: ص:۳۲۹۔

وزاری، گناہوں کو یاد کرنے اور قبر و قیامت کی فکر کے ساتھ منور رکھیں اور جہاں تک ہو سکے سنت پر عمل کرنے کو ہاتھ سے نہ جانے دیں، بدعت اور بدعتی سے بچتے رہیں، کوشش کرتے رہیں کہ ماسوی اللہ کی مزاحمت کے بغیر اللہ سبحانہ وتعالی کے ساتھ دائمی حضور حاصل کرلیں اور ہمت اس بات پر صرف کریں کہ نفس حاضر (اس کی اپنی ذات) بھی درمیان سے اٹھ جائے تا کہ اس کا حضور اس کے ساتھ حاصل ہوجائے اور اس کے اوصاف واخلاق اس کے اوصاف واخلاق کی بجائے متمکن ہوجائیں (یعنی متخلق باخلاق اللہ ہوجائے) اور نفس امارہ کی انانیت زائل ہونے لگے۔

(نیز فرماتے ہیں) اوقات کو (معمولات سے) آباد رکھیں اور خلوت وتنہائی کی طرف بہت زیادہ راغب رہیں اور لوگوں کے ساتھ خصوصاً غیر آدمیوں کے ساتھ جو کہ سلسلہ میں داخل نہیں، بہت کم میل جول رکھیں، ضرورت کے مطابق ان کے ساتھ نشست وبرخاست رکھیں، لیکن طالبوں کے حالات میں اچھی طرح مشغول رہیں اور ان کے حالات کی تفتیش اور احوال پرسی جیسی کہ ہونے چاہئے کرتے رہیں، اور اہل خانہ کے شرعی حقوق بھی بجالائیں اور ان کے ساتھ زیادہ میل جول نہ رکھیں کیوں کہ عورتوں کی مصاحبت دنیا کے حقیر وقلیل مال کی طرف رغبت دلاتی ہے اور حق سبحانہ وتعالی سے غافل کرتی اور دور پھینکتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس (اللہ) تعالی شانہ کے فعل پر راضی اور خوش رہیں اور راہ شریعت کو مضبوط پکڑیں اور پیغمبر خدا ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہوں اور اپنے والد (قدس سرہ) کے سنجیدہ عادات واطوار کو ترک نہ کریں اور پانچوں نمازوں کے لئے اول وقت حاضر ہوا کریں اور (اپنی) والدہ (ماجدہ) اور تمام اہل حقوق کی رضاجوئی میں کوشش کریں اور جوانی کے زمانہ کو غنیمت جانیں اور حق تعالی جل وعلا کی مرضیات کو حاصل کرنے میں پوری پوری کوشش ملحوظ رکھیں جوانی کی قوتوں کو اپنے مالک (حقیقی) کی خدمات (طاعات)

میں صرف کریں، کمزوری اور بڑھاپے کے دنوں میں کیا کام ہو سکے گا ایسا نہ ہو کہ ان دنوں کو سستی میں گذار دیں اور لہو ولعب میں صرف کردیں اور عیش وعشرت میں پڑ جائیں کیوں کہ عیش کا وقت آگے (آخرت میں) آنے والا ہے۔

اللھم إن العیش عیش الآخرة

اے اللہ! بے شک آخرت کا عیش ہی (اصل میں) عیش ہے۔

یہ وقت کام کرنے کا وقت ہے نیک کاموں کے کرنے میں اچھی طرح کم ہمت باندھیں اور مولا تعالی اور اس کی رضا کے سوا اور کوئی غرض نہ رکھیں، فقر ومسکینی کو جان ودل سے عزیز رکھیں اور نامرادوں اور درد مندوں کی صحبت اختیار کریں اور نیک لوگوں اور درویشوں کو دل وجان کے ساتھ عزیز رکھیں اور ان کے ساتھ ہم نشینی اختیار کریں: وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ﴿٢٨﴾ ۔سورة الکهف

اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ پابند رکھئے جو صبح وشام اپنے رب کو محض اس کی رضاجوئی کے لئے یاد کرتے ہیں اور دنیوی زندگی کی زیب وزینت کی خاطر آپ کی آنکھیں (توجہات) ان سے ہٹنے نہ پائیں۔

اور اہل دنیا اور اس کی جھوٹی آرائش پر گوشہ چشم سے بھی نہ دیکھیں اور اس کو حقیر وناچیز جانیں اور زہر قاتل تصور کریں اور طالبان حق کی خدمت حتی الامکان خود اپنے ذمہ لیں اور جہاں تک ہو سکے دوسروں پر نہ چھوڑیں۔(۱)

۱۷) میرے مخدوم! سنت کی اتباع میں جان (ودل) کے ساتھ کوشش کریں جزوی وکلی (امور) اور عادات وعبادات میں سرور دین ودنیا علیہ وعلی آلہ الصلاة والسلام کے ساتھ

---

۱)۔انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۳۳۰-۳۳۱۔

مشابہت پیدا کرنے کو بہت بڑی سعادت جانیں اور برکات کا پھل اور بلند درجات کا نتیجہ دینے والا تصور کریں محبوب کی مشابہت کرنے والے محبوب اور اس کی پیروی کرنے والے بہت پسندیدہ (ہوتے) ہیں آیت کریمہ:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ﴿٣١﴾ ۔آل عمران

آپ کہہ دیجئے کہ: اگر تم اللہ تعالی سے محبت کرتے ہو، تو میری پیروی کرو، اللہ تعالی تم سے محبت کرے گا۔

اس معنی کی شاہد ہے۔

اوقات کو (ذکر سے) آباد رکھیں اور خلوت کی طرف راغب رہیں اور نماز کو طول قیام کے ساتھ ادا کریں اور اندھیری راتوں کو گریہ واستغفار کے ساتھ منور رکھیں، کلمہ طیبہ کی تکرار اس قدر کریں کہ تمام خواہشات سے خالی ہو جائیں اور حق جل وعلا کے ارادہ کے ساتھ قائم ہو جائیں اور وجود اور وجود کے تابع کمالات کی اپنے آپ سے نفی کریں، یہاں تک کہ سب کی نفی ہو جائے اور ذاتی عدومیت رونما ہو جائے اور (نفس) امارہ کی انانیت (سرکشی) جڑ سے اکھڑ جائے اور تمام کمالات اصل کی طرف لوٹ جائیں، یہاں تک کہ ذکر و حضور بھی نہ رہے۔ (۱)

۱۸) میرے مخدوم ومکرم! ہم اور آپ سے اس دنیائے فانی میں جو کچھ مطالبہ کیا گیا ہے وہ بندگی کے وظائف ادا کرنا اور عبادات وطاعات کا حاصل کرنا اور سر تسلیم خم کر دینا ہے اور اہل اللہ کے نزدیک مسلم ہے کہ عابد کا وجود جس عبادت کے درمیان ہے وہ ناقص ہے اور قبول خاص کے لائق نہیں ہے، قبولیت کے لائق وہ عبادت ہے کہ عابد کا وجود جس کے درمیان نہ ہو، اور یہ معنی معرفت کے مترادف ہیں کیوں کہ معرفت فنا فی المعروف سے عبارت ہے پس عبادت کی حقیقت معرفت کے پائے جانے کے بغیر صورت پذیر نہیں

۱)۔انوار معصومیہ: تعلیمات: ص:۱۳۳۔

ہے اور کمال طاعت فنا کے حاصل ہوئے بغیر ثابت نہیں ہے، پس عقل مندوں اور داناؤں کے لئے ناگزیر ہے کہ معرفت حاصل کرنے میں دل وجان سے کوشش کریں اور جس جگہ سے بھی اس نعمت کی بو ان کے دماغ میں پہنچے اس کی طرف رجوع کریں:

از تست حجاب تو یقیں است

شرط ہمہ رہ رواں ہمیں است

یہ یقینی بات ہے کہ تیرا حجاب تجھ ہی سے ہے، سب راستہ چلنے والوں کی شرط یہی ہے۔

افسوس ہے کہ جس چیز کا اس شخص سے اس قلیل فرصت میں مطالبہ کیا گیا ہے وہ بجا نہیں لاتا اور دوسرے امور میں مشغول ہوتا ہے اور اس چیز کی تعمیر کرتا ہے جس کی تخریب (بربادی) مطلوب ہے، کل (قیامت) کے روز کس منہ سے اس کی بے نیاز بارگاہ میں حاضر ہوگا اور کس حیلہ کے ساتھ عذر کی زبان کھولے گا، دوبارہ دنیا میں نہیں آنا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ: دنیا سے روگردانی اور آخرت کی طرف متوجہ رہیں اور خط وکتابت کا سلسلہ جاری رکھیں کیوں کہ غائبانہ توجہ کا ذریعہ ہے، اور طریقہ کے دوستوں کو عزیز رکھیں اور ایک دوسرے میں فانی رہیں۔ آپ نے رحماء بینھم (وہ آپس میں بہت مہربان ہیں) پڑھا ہوگا۔ اور اپنے طریقہ کو لازم پکڑیں اور طریقہ میں کوئی نیا امر پیدا نہ کریں، طریقہ کے فیوض وبرکات اس وقت تک جاری رہتے ہیں جب تک کہ طریقہ میں کوئی نیا امر پیدا نہ ہوا ہو، ورنہ فیوض کا راستہ بند ہو جاتا ہے، اور طریقہ سکھانے کی اجازت بھی طریقہ میں نئی بات پیدا نہ کرنے اور اتباع سنت اور مشائخ (سلسلہ کے پیروں) کی محبت پر استحکام کے ساتھ مشروط ہے، یہ محبت جس قدر زیادہ ہوگی شیخ کے باطن سے فیض کا اخذ اسی قدر زیادہ ہوگا، چوں کہ جہر (بلند آواز سے ذکر کرنا) ہمارے طریقہ میں نہیں ہے (اس لئے) دوستوں

کو جہر کی طرف رہنمائی نہیں کرنی چاہئے اور (ذکر) جہر کا حلقہ منعقد نہیں کرنا چاہئے۔(۱)

۱۹) طریقہ کے مخالف (لوگوں) کے ساتھ صحبت نہیں رکھنی چاہئے اور ہر نیک وبد کے ساتھ کشادہ پیشانی سے پیش آنا چاہئے ،باطن خواہ اس سے خوش ہو یا ناخوش، اور جو شخص عذر کے ساتھ پیش آئے اس کا عذر قبول کرلے اور اچھا اخلاق رکھے ،کسی پر اعتراض کرنے سے پرہیز کرے اور نرم ومناسب بات کہے اور خدائے عزوجل کے (حق کے) علاوہ کسی شخص سے سختی سے پیش نہ آئے۔۔۔(چند سطور کے بعد) اہل وعیال کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے اور میل جول بقدر ضرورت رکھنا چاہئے تاکہ ان کا حق ادا ہوجائے اور ان کے ساتھ بہت زیادہ انس پیدا نہیں کرنا چاہئے تاکہ بارگاہ قدس سے روگردانی کا باعث نہ ہوجائے اور باطنی احوال کو نااہل سے بیان نہیں کرنا چاہئے اور جہاں تک ممکن ہو مال داروں کے ساتھ صحبت نہیں رکھنی چاہئے اور تمام حالات میں سنت کو اختیار کرنا چاہئے اور حتی الامکان بدعت سے بچنا چاہئے اور بسط (احوال وواردات کی کثرت) کے زمانہ میں حدود شرعیہ کو اچھی طرح ملحوظ رکھنا چاہئے اور حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے اور قبض (احوال وواردات کی بندش) کے وقت پر امید رہنا چاہئے ،رنجیدہ ومایوس نہیں ہونا چاہئے۔

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۔۔الانشراح

(پس بے شک تنگی کے ساتھ فراخی ہے، بے شک تنگی کے ساتھ فراخی ہے)

سختی اور نرمی میں ارادہ کرے کہ یکساں رہے اور وجود وعدم (کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کی حالت میں) میں ایک ہی روش پر رہے، بل کہ عدم میں راحت پائے اور وجود میں مضطرب رہے۔۔۔اور مصائب میں نہ گھبرائے اور لوگوں کے عیبوں پر نظر نہ کرے اور اپنے عیبوں کو ہمیشہ نگاہ میں رکھے اور اپنے آپ کو کسی مسلمان پر فضیلت نہ دے اور سب

۱)۔انوار معصومیہ: تعلیمات: ص:۳۳۱۔۳۳۲۔

کو اپنے سے افضل جانے۔۔۔اور اسلاف کی سیرتوں کو ہر وقت ملحوظ رکھے اور غربا وفقرا ومساکین کی صحبت کی طرف راغب ہے اور کسی شخص کی غیبت نہ کرے بل کہ غیبت کرنے والے کو حتی الامکان منع کرے اور نیکی کا امر کرے اور برائی سے روکنے کو اپنا شیوہ بنالے اور مال خرچ کرنے پر حریص رہے اور نیکیوں کے ادا کرنے سے مسرور ہوا کرے اور برائیوں کے ارتکاب سے دور رہے۔(۲)

۲۰) جب آپ کو ان اکابر کے طریقہ کا شوق حاصل ہوا ہے تو چاہئے کہ اس سلسلۂ عالیہ کے شرائط وآداب میں حتی الامکان کوشش کریں اور سنت کا اتباع اور بدعت سے کنارہ کشی لازم پکڑیں کہ اس راستہ کا انحصار اسی پر ہے اور اقوال وافعال واخلاص میں دین دار علما کے فتوی کے مطابق زندگی بسر کریں اور صالحین کے عادات واطوار کو اپنا شعار بنائیں اور فقرا کو دوست رکھیں اور سونے ،کھانے اور بات کرنے میں اعتدال کی حد کو مدنظر رکھیں اور جہاں تک ہوسکے صبح بہت سویرے (تہجد کے وقت) اٹھنے کو ترک نہ کریں اور اس وقت کی نماز ،استغفار اور گریہ وزاری کو غنیمت جانیں اور نیک لوگوں کی صحبت کی رغبت رکھیں،دین المرء دین خلیله (آدمی کا دین وہی ہوتا ہے جو اس کے دوست کا ہوتا ہے)(کا مقولہ) آپ نے سنا ہوگا۔

اور جاننا چاہئے کہ: آخرت کے طالب کو دنیا ترک کئے بغیر چارہ نہیں ہے، اگر حقیقی ترک میسر نہ ہو تو حکمی ترک ضروری ہے تاکہ نجات کی امید پیدا ہو

اور حکمی ترک سے مراد یہ ہے کہ: بڑھنے والے اموال اور چرنے والے جانوروں اور تجارت کے مال سے زکاۃ جس کی مقدار شرع (حدیث وفقہ) کی کتابوں میں مفصل مذکور ہے اللہ تعالی کا احسان مانتے ہوئے اس کے مصارف میں دیں اور صلۂ رحم، پڑوسی اور سوال کرنے والے اور قرض مانگنے والے کے حق کی رعایت کریں اور مال کو بے جا خرچ

۲)۔انوار معصومیہ: تعلیمات: ص:۳۳۳۔۳۳۴۔

نہ کریں اوراس میں فضول خرچی نہ کریں اور اس (مال) کولہو ولعب، زینتِ خلق اور تفاخر وتکاثر کا ذریعہ نہ بنائیں، جب اس پر عمل کیا جائے گا تو مال نقصان وضرر سے محفوظ رہے گا اور دنیا آخرت کے ساتھ جمع ہو جائے گی بل کہ وہ دنیا نہیں رہے گی۔

اور نیز جاننا چاہیے کہ نماز دین کا ستون ہے اگر اس کو قائم کر لیا تو دین کو قائم کرلیا اور اگر اس کو گرایا تو دین کو گرا دیا۔

پس چاہیے کہ نماز کو اس کے مستحب اوقات میں اس کے شرائط وآداب کے ساتھ جو کہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں باجماعت ادا کریں اور کوشش کریں کہ تکبیر اولی مل جائے اور پہلی صف میں جگہ پائیں اور ان امور (آداب) میں سے کسی ایک امر کے ترک پر غم وافسوس کیا کریں، کامل نمازی اس (نماز) کے ادا کرتے وقت گویا دنیا سے جو کہ قرب کی دولت سے بہت کم حصہ رکھتی ہے اور جو کچھ حصہ رکھتی ہے وہ بھی قرب ظلی ہے نکل جاتا ہے اور آخرت کے ساتھ جو کہ قرب اصلی کی جگہ ہے مل جاتا ہے اور جو دولت اس عالم کے ساتھ وابستہ ہے اس سے مناسبت حاصل کر لیتا ہے اور حیرت وفراق کی وادی کے پیاسے اس عالم میں نماز کے صاف وشیریں چشمہ سے مانوس اور سیراب ہیں اور بارگاہ جلال وکبریائی کے شیدائی آج اس کی محفل عروسی کے سراپردوں میں وصال کی خوش بو سے مدہوش ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کے اور اس کے رب کے درمیان حجابات اٹھا دیئے جاتے ہیں اور حورعین اس کا استقبال کرتی رہتی ہے، جب تک کہ رینٹھ نہ چھینکے(۱)

اور اس طریقہ کے کسی کامل ومکمل شیخ کی صحبت میں پہنچنے تک (اپنے) اوقات کو تلاوت (قرآن مجید) اور طاعات کے معمولات واوراد میں جو احادیث کی معتبر کتابوں سے ثابت ہیں، بسر کریں۔(۲)

۱) المعجم الکبیر للطبرانی: ج:۸ ص:۲۹۹۔ الرقم:۷۹۸۰

۲)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص:۳۳۴۔۳۳۵۔

۲۱) باطنی نسبت کی حفاظت کرنا نہایت اہم کام ہے اور ماسوی اللہ کی طرف التفات کرنے سے اپنے سرّ (باطن) کی نگاہ داشت اشرف مقاصد میں سے ہے، درس سے فراغت کے بعد دن رات میں ایک دو وقت خلوت (تنہائی) کے لئے مقرر کرنے چاہئیں تا کہ اغیار کی مزاحمت کے بغیر اذکار وافکار کے وظائف میں مشغول رہیں اور اس نمود بے بود سے اپنے وجود اور اس کے متعلقات کی نفی کریں۔ ایک بزرگ نے کہا ہے کہ: وجود بشریت کی نفی کرنے میں ایک ساعت کوشش کرنا ظاہری عبادت گزاروں کی کئی سال عبادت سے بہتر ہے۔(۳)

۲۲) میرے مخدوم! جو شخص اہل اللہ کے ساتھ صرف دنیا کے لئے صحبت رکھتا ہے اور اس کو آخرت ملحوظ نہیں ہوتی وہ ان (اہل اللہ) کی برکتوں سے مطلقا محروم ہے اور دنیا وآخرت کا خسارہ ہی اس کی زندگی کا نصیب ہے، یہ بعینہ ایسا ہے جیسے کوئی آخرت کے عمل کے عوض دنیا طلب کرے پس وہ محروم اور خسارے میں ہے جیسا کہ قرآن مجید اور احادیث نبوی ﷺ سے ثابت ہو چکا ہے۔(۴)

۲۳) بندگی کی حقیقت اور طاعات کی حلاوت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ توجہ کا قبلہ بارہ صمدیت کے سوا اور کوئی نہ ہو اور تمام امور میں مرجع حقیقی اللہ تعالی کے سوا اور کوئی نہ رہے اور خواہشات نفسانی کی تدبیر سے گذر کر تمام امور اس لم یزل ولایزال کی پاک بارگاہ (اللہ تعالی) کے سپرد کر دے اور اعتماد کی پشت، فانی اور ہلاک ہونے والے کاموں پر نہ رکھے کیوں کہ اس کا نتیجہ مطلب اعلی سے دوری ومحرومی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔(۵)

۳)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص:۳۳۶۔

۴)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص:۳۳۶۔

۵)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص:۳۳۸۔۳۳۹۔

٢۴) اللہ تعالی جل سلطانہ کا شکر بجالا کر مخلوق خدا کی حاجت روائی میں اچھی طرح کمرہمت باندھیں اور اپنے مالک (اللہ تعالی) کے بندوں اور بندیوں کی خدمت گاری کو دنیا وآخرت کے درجات حاصل کرنے کا وسیلہ تصور فرمائیں اور مخلوق کے ساتھ نیک سلوک و احسان کرنے اور ان کے ساتھ کشادہ روئی وخوش خلقی سے پیش آنے اور ان کے معاملات میں نرمی وسہولت اختیار کرنے کو مولائے حقیقی جل سلطانہ کی رضامندی کا دریچہ (کھڑکی) جانیں اور نجات کا سبب اور ترقی درجات کا ذریعہ سمجھیں۔(١)

٢۵) کامیابی کا مدار فضل پر ہے، لیکن عمل کے بغیر چارہ نہیں ہے اور عمل میں پوری طرح کوشش کرنی چاہئے اور فضل ورحمت پر اعتماد رکھنا چاہئے اور اس عمل کو (اللہ تعالی کی) بارگاہ کے لائق نہیں جاننا چاہئے۔ بزرگوں نے کہا ہے: **اعمل واستغفر** (عمل کر اور استغفار کر)، لوگوں نے حضرت رابعہ (بصریہ رحمہا اللہ) سے پوچھا: تو جو امید رکھتی ہے تو کس چیز سے امید رکھتی ہے؟

انہوں نے کہا: میں اپنے ہر عمل سے ناامیدی کے ساتھ امید رکھتی ہوں۔(٢)

٢٦) یہ بات طے شدہ ہے کہ اگر کسی دوسری جگہ سے کوئی نسبت حاصل ہو تو اس کو بھی اپنے پیر ہی کی طرف منسوب کرنا چاہئے اور اپنی توجہ کے قبلہ کو منتشر نہیں کرنا چاہئے۔

(ایک دوسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں) جو شخص ایک جگہ (تعلق رکھتا) ہے وہ ہر جگہ (سے فیض حاصل کر لیتا ہے اور جو شخص ہر جگہ (تعلق رکھتا) ہے وہ کسی جگہ (سے بھی فیض یاب) نہیں ہے۔

جاننا چاہئے کہ اس راہ کے اس طالب پر جو کسی شیخ کا مرید ہو چکا ہے ظاہر ہو جائے کہ اس کو کوئی نسبت یا نور کسی دوسرے بزرگ سے پہنچا ہے تو اس کو چاہئے کہ اس نسبت کو اپنے پیر سے جانے کہ جس نے اس بزرگ کی شکل میں ظاہر ہو کر فائدہ پہنچایا ہے اور اعتقاد کرے کہ اس کا پیر جامع ہے اس کے لطائف میں سے کسی لطیفہ نے جو کہ اس بزرگ کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے اپنے آپ کو اس بزرگ کی صورت میں ظاہر کیا ہے، یہ (دوسرے

١)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ٣٣٩۔

٢)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ٣۴٣۔

بزرگ سے فیض سمجھنا) طالبین کی غلطیوں میں سے ہے، آپ خود تو محفوظ ہیں لیکن دوستوں کو اس باریکی سے آگاہ کر دیں، شیطان طاقت ور دشمن ہے، ایسا نہ ہو کہ اس ذریعہ سے طالبین کی توجہ کے قبلہ کو منتشر کر دے اور مطلوب تک پہنچنے سے روک دے بلکہ راستہ ہی سے گمراہ کر دے۔(٣)

ملفوظات

حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی قدس اللہ سرہ

(متوفی: ٢٦/٥/١٠٩٦۔ بمطابق: ٣٠/۴/١٦٨٥)

ابن وخلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس اللہ سرہ

١) لمبی صحبت اور کامل مکمل شیخ پر کامل یقین درکار ہے، اس طرح کہ شیخ کی تمام حرکات وسکنات مرید کی نظر میں خوبصورت اور عمدہ دکھائی دیں اور ذرہ بھر اعتراض کو راستہ نہ دے۔ وہ (شیخ) جو کچھ کرتا ہے الہام سے کرتا ہے اور اللہ سبحانہ کی اجازت سے تمام امور کو سرانجام دیتا ہے۔ پس اس صورت میں اعتراض کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ اگر رخصت اور مباح پر عمل کرتا ہے تو وہ اللہ سبحانہ کے فضل سے فرائض اور واجبات کا درجہ پالیتے ہیں اور رخصت عزیمت پیدا کر لیتی ہے۔ جب تک اس قسم کے اعتقاد پیر پر نہ رکھے (اس وقت تک مرید) صحبت کی برکات اور ثمرات سے بالکل محروم (رہتا) ہے۔ خواہ سالوں صحبت میں گزارے اور سخت ریاضتیں کرے، سوائے بدنصیبی کے اس کا کوئی نتیجہ نہیں ہے۔ صرف اخلاص ومحبت بغیر ریاضت ومشقت کمالات کے حاصل کرنے کے لئے کافی ہے۔ جی ہاں اگر **مشقت** وریاضت واخلاص کے ساتھ جمع ہو جائے تو نور پر نور ہوگی، ورنہ

٣)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ٣۴۴۔

محبت !صرف محبت بھی کمال پر پہنچا دیتی ہے۔(۱)

۲)دین ودنیا کی سعادتیں نبی کریم ﷺ کی پیروی میں رکھ دی گئی ہیں اور دین اسلام یہی ہے کہ ہر معاملے میں جس طرف کا شریعت حکم دے ادھر چلا جائے اور جدھر سے شریعت روکے اس طرف سے رکا جائے۔(۲)

۳)اگرچہ علمائے ظاہر نے اسلام کی صورت کو اپنالیا ہے اور علم وعمل کو کمال تک پہنچایا ہے لیکن اخلاص کی حقیقت جو کہ اعمال کے لئے روح کی مانند ہے اور جس کے تحقق کے بغیر وہ علم وعمل اعتبار کے درجہ سے ساقط ہے ذرا سی بھی ان کے مشام جان کو نہیں پہنچی (۳)

۴)صوفیہ کی خدمات اور ان کی صحبت کو لازم پکڑنا ضروریات دین میں سے ہے(۴)

۵)دنیا وآخرت کی طلب سے ہاتھ دھونا مقام ولایت کے حال کی علامت ہے۔دنیا اور اہل دنیا کی طرف رجوع ونزول کرنا مقام تکمیل وارشاد کے مناسب ہے دونوں کے درمیان بڑا فرق ہے۔(۵)

---

۱)۔مکتوبات شریفہ:حضرت خواجہ سیف الدین:مکتوب نمبر:۵۱۔ص:۹۷۔

۲)۔مکتوبات شریفہ:حضرت خواجہ سیف الدینؒ:مکتوب نمبر:۸۷۔ص:۱۴۲۔

۳)۔مکتوبات شریفہ:حضرت خواجہ سیف الدین:مکتوب نمبر:۱۱۹۔ص:۱۹۴۔

۴)۔مکتوبات شریفہ:حضرت خواجہ سیف الدین:مکتوب نمبر:۱۱۹۔ص:۱۹۴۔

۵)۔مکتوبات شریفہ:حضرت خواجہ سیف الدینؒ:مکتوب نمبر:۱۵۸۔ص:۲۳۶۔

ملفوظات

حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی قدس اللہ سرہ

(متوفی:۱۲/۲/۱۱۳۱۔بمطابق:۲۳/۱۲/۱۷۱۹)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت سید عبداللہ ودیگر قدس اللہ اسرارھم

۱)سالک کو چاہئے کہ رات دن ذکر کا اہتمام کرے۔(۶)

۲)طالب حق کو چاہئے کہ نماز فجر سے لے کر اشراق تک مراقبہ میں بیٹھے اور مراقبے کے بعد اس وقت تک کسی سے گفت گو نہ کرے جب تک نماز اشراق نہ پڑھ لے،اور جب آدھی رات ہوجائے ،نماز تہجد ادا کرے اور فجر تک مراقبے میں رہے،جب نیند غلبہ کرے، پانی اپنے منہ پر چھڑک لے تا کہ نیند دور ہوجائے،اس مبارک وقت میں فتوحات غیبی کا بہت کچھ ظہور ہوتا ہے اور بہت کچھ کشادگی محسوس ہوتی ہے ،خصوصاشب جمعہ کہ بہت فضیلت رکھتی ہے۔(۷)

۳)اگر کسی طالب پر کسی درویش کامل نے ایک بار بھی توجہ کردی ہے اور قید ہستی سے آزاد کردیا ہے تو یہی ایک توجہ اس کو عمر بھر کے لئے کافی ہوگی،بشرطیکہ مشغول بحق رہے یہ(خوش قسمت)طالب اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اس کا کام پورا نہ ہوجائے گا۔(۸)

۴)طالب حق اگر بیگانوں کی صحبت میں کبھی چلا جائے تو تھوڑی دیر سے زیادہ نہ

---

۶)۔تذکرہ علماء حق:ص:۹۶۔

۷)۔تذکرہ علماء حق:ص:۹۶۔

۸)۔تذکرہ علماء حق:ص:۹۶۔

بیٹھے۔(۱)

۵)عاشق صادق کواس بات کی کوشش کرنا چاہئے کہ: قبر میں جانے تک اپنی عمر کو یاد مولا میں صرف کرے اوراس کام میں لگا رہے، یہ بات دل میں نہ لائے کہ اس کام سے جلد فارغ ہوجاؤں، جلد بازی کرے گا تو یہ راستہ اس پر کچھ بھی نہ کھلے گا۔(۲)

۶)اگر کیفیت قبض (قلب میں) پیدا ہو تو ناامید نہ ہو بل کہ بدستور جدوجہد میں رہے اور شکر کرتا رہے، اگر سالہا سال بھی قبض کی کیفیت رہے، تب بھی ناامید نہ ہو، کیا عجب کہ: اللہ تعالی (اس استقامت کی برکت سے) ایک مرتبہ ہی ایسا بسط عنایت فرمادے کہ جو دولت ونعمت سالہا سال میں حاصل نہ ہوتی ہو وہ ایک لمحے میں حاصل ہوجائے۔(۳)

۷)طالب کو چاہئے کہ: ہر حال میں انتظار جمال محبوب حقیقی کرے اور کسی لمحہ اس فکر سے غافل نہ ہو، یہاں تک کہ یک بیک اس کا باطن مثل چراغ روشن ہوجائے اور ظلمت ہستی باقی نہ رہے، ہروقت اپنے آپ کو مبتدی سمجھے اور اشغال میں اس طرح جدوجہد کرے گویا کہ اسی وقت مرشد نے اِرشاد فرمائے ہیں۔(۴)

۸)پرانی قبروں کا دھیان کرے اور عبرت حاصل کرے کہ ایک دن میرا حال بھی ایسا ہی ہوجائے گا۔ میں بھی قبر میں پہنچ جاؤں گا، اور سمجھے کہ: میری عمر (فرض کرو) پچاس سال باقی رہ گئی ہے تو وہ بھی ہوا کی طرح گذر جائے گی۔(۵)

۹)اگر کوئی تجھ پر غصہ کرے تو اپنے حال پر غور کر، اگر اپنے اندر ترک دنیا اور ترک جاہ وعزت پاتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں، سمجھ لے کہ ایسی حالت میں کوئی چیز ضرر نہیں پہنچائے

۱)۔تذکرہ علماء حق:ص:۹۶۔

۲)۔تذکرہ علماء حق:ص:۹۷۔

۳)۔تذکرہ علماء حق:ص:۹۷۔

۴)۔تذکرہ علماء حق:ص:۹۷۔

۵)۔تذکرہ علماء حق:ص:۹۸۔

گی اور کسی کا غصہ تیرا کچھ نہ بگاڑ سکے گا اور اگر اپنے اندر دنیا کی طرف میلان محسوس کرے، تو جان لے کہ ہر چیز ضرر پہنچا سکتی ہے، بل کہ دنیا کی طرف میلان ہونا ہی ایک مستقل ضرر ہے، دل کا دنیا میں پھنسنا اور اہل دنیا سے محبت کرنا اس سے زیادہ کوئی ضرر نہیں۔(۶)

۱۰)تو اگر کسی طرف سے کوئی تکلیف اٹھائے تو اس کے حق میں دعائے بد نہ کر، بل کہ صرف اپنی جمعیت وعافیت کو اللہ سے طلب کرلے، اب آگے کو خواہ حق تعالی اس موذی کو مبتلائے مصیبت کردے، یا توفیق نیک بخش دے، بس اللہ تعالی کے اوپر چھوڑ دے(۷)

۱۱)جو لوگ دل کے اندھے اور طریق اہل اللہ کے منکر ہیں ان کی صحبت میں نہ بیٹھنا، ان کی صحبت سے پرہیز کرنا۔(۸)

۱۲)بزرگان سلف کے کمالات صرف پیش عوام بیان کرنے میں مشغول نہ رہے، بل کہ اپنے اندر بھی ایک حال پیدا کرنے کی کوشش کرے، مطالعہ احوال بزرگان میں یہی منفعت ہے کہ خود بھی جدوجہد کرنے لگے تا کہ بزرگوں والی کیفیت اللہ تعالی اس کو بھی عنایت فرمادے، فقط یہ نہ ہو کہ اپنی مفاخرت کے لئے ان بزرگوں کا افسانہ بیان کیا جائے، صرف افسانہ گوئی سے کام نہ چلے گا۔(۹)

۱۳)اگر کوئی نماز اتفاق سے قضا ہوگئی تو جب تک اس کو ادا نہ کرلے کسی کام میں مشغول نہ ہو، کیوں کہ نماز ادا کئے بغیر کسی کام میں مشغول ہونا نحوست کی بات ہے۔(۱۰)

۱۴)دل سالک پر جو کچھ عالم ملکوت سے ظاہر ہو، وہ کسی پر ظاہر نہ کرے، اپنے

۶)۔تذکرہ علماء حق:ص:۹۸۔

۷)۔تذکرہ علماء حق:ص:۹۹۔

۸)۔تذکرہ علماء حق:ص:۹۹۔

۹)۔تذکرہ علماء حق:ص:۹۹۔

۱۰)۔تذکرہ علماء حق:ص:۹۹۔۱۰۰۔

ابنائے جنس کے علاوہ کوئی شخص اپنے کو دوست ظاہر کرے تو اس پر کلیتہً مائل ومفتوں نہ ہوجائے اس لئے کہ اہل دنیا مکار ہوتے ہیں، جب تک کسی کو صادق نہ پائے اور کفش بردار اہل اللہ، نیز فرماں بردار اہل اللہ نہ دیکھ لے، اس وقت تک کسی سے اپنا راز ظاہر نہ کرے۔(۱)

۱۵) اصل کار یہ ہے کہ اپنا اختیار درمیان سے اٹھا کر اپنے آپ کو اہل اللہ کے سپرد کردے تاکہ مقصود حاصل ہوجائے ورنہ مقصود ہرگز حاصل نہ ہوگا۔(۲)

۱۶) اپنے آپ کو بس ایک کا کردے، اور دو جگہ سے نیت استفاضہ نہ رکھے، ورنہ کسی جگہ سے بھی فیض نہ پہنچے گا۔(۳)

ملفوظ

حضرت خواجہ سید نور محمد بدایونی قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۱۱/۱۱/۱۱۳۵۔ بمطابق: ۱۳/۸/۱۷۲۳)

خلیفہ مجاز

حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی قدس اللہ سرہ

وحضرت خواجہ محمد محسن قدس اللہ سرہ

۱) ان (امیروں) کا کھانا شبہ سے خالی نہیں ہوا کرتا۔(۴)

۱)۔تذکرہ علماء حق: ص:۱۰۰۔

۲)۔تذکرہ علماء حق: ص:۱۰۰۔

۳)۔تذکرہ علماء حق: ص:۱۰۰۔

۴)۔تاریخ وتذکرہ خانقاہ مظہریہ: فصل دوم: باب دوم: ص: ۱۳۳۔

ملفوظات

حضرت میاں مظہر جان جاناں قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۱۰/۱/۱۱۹۵۔ بمطابق: ۶/۱/۱۷۸۱)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ سید نور محمد بدایونی قدس اللہ سرہ

وحضرت خواجہ محمد عابد سنامی قدس اللہ سرہ

۱) تمام اولیاء اللہ کی تعظیم اور تمام مشائخ رحمۃ اللہ علیہم سے محبت بھی لازم ہے۔ اگر نفع واستفادہ کی خاطر اپنے پیر کی افضلیت کا نظریہ اختیار کرلے تو یہ فرط محبت سے بعید نہیں ہے۔(۵)

۲) ان ایام میں لوگوں کے لئے احکام خداوندی پر عمل اور تقوی کی زندگی اختیار کرنا مشکل ہوگیا ہے، معاملات تباہ ہوگئے اور شریعت کے مطابق عمل موقوف ہوگیا ہے۔ اگر کوئی فقہ کے مطابق اور فتوی ظاہر پر عمل کرے اور امور جدیدہ اور بدعات سے اجتناب کرے تو یہ بہت ہی غنیمت ہے۔(۶)

۳) نقشبندی بزرگوں کا عمل عزیمت پر محمول ہوتا ہے، اس لئے وہ رخصت سے اجتناب کرتے ہیں۔(۷)

۴) حقیقت میں تمام امور کا کارساز اللہ تعالی ہی ہے۔(۸)

۵)۔مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص:۳۰۰۔

۶)۔مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص:۳۰۱۔

۷)۔مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص:۳۰۱۔

۸)۔مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص:۳۰۲۔

۵)اس طریقہ میں پیری و مریدی محض بیعت، شجرہ اور کلاہ نہیں ہے بل کہ مرشد کی صحبت میں رہ کر ذکر قلبی، حصول جمعیت اور توجہ الی اللہ کی تعلیم بھی لازم ہے۔(۱)

۶)دل ذکر کثیر کے بغیر نہیں کھلتا، ذکر کرتے وقت اگر کوئی کیفیت یا بے خودی حاصل ہوتو اسے محفوظ رکھنا چاہئے ۔اور اگر کچھ ظاہر نہ ہوتو پھر بہت عاجزی اور افتقار کے ساتھ ذکر کرنا چاہئے۔اسی طرح اشغال کا التزام کرنا چاہئے تا کہ کیفیت دوام حاصل ہوجائے(۲)

۷)ایسا دل سلیم پیدا کرنا چاہئے جس میں غیر اللہ کا گزر نہ ہو ،واقعات وخواب چنداں قابل اعتبار نہیں ہیں۔(۳)

۸)غلبہ خواطر کے وقت جناب الٰہی میں التجاوزاری کرنا چاہئے۔(۴)

۹)مرشد کی صورت کو توجہ کا مرکز بنا کر اس کے وسیلے سے باطنی امراض کے ازالہ کے لئے التجا کرنی چاہئے۔(۵)

۱۰)افتقار وانکسار کی صفت کا ہونا لازم ہے اور لوگوں کے ظلم وستم صبر وتحمل سے برداشت کرنے کی عادت پیدا کرنی چاہئے۔(۶)

۱۱)کھانے ،پینے، سونے ،جاگنے اور اعمال وعبادت میں توسط اور حد اعتدال رکھنا مشکل کام ہے۔کوشش یہ کرنی چاہئے کہ اپنے اوقات کا رحضرت خیر البشر ﷺ کی سنت کے مطابق منضبط کیے جائیں ۔انبیا علیہم السلام کی پیروی ہر کام میں حد اعتدال حاصل کرنے کے لئے ہے۔(۷)

---

۱)۔مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص:۳۰۳۔
۲)۔مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص:۳۰۳۔
۳)۔مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص:۳۰۳۔
۴)۔مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص:۳۰۴۔
۵)۔مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص:۳۰۴۔
۶)۔مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص:۳۰۴۔
۷)۔مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص:۳۰۵۔

۱۲)سالکوں کے لئے ہزار بار درود اور کثرت استغفار لازم ہے۔(۸)

۱۳)حضرت مجدد رضی اللہ تعالی عنہ کے مکتوبات جو کہ مسائل شریعت، اسرار طریقت معارف حقیقت، نکات سلوک، حقائق تصوف اور انوار نسبت مع اللہ پر مشتمل ہیں۔عصر کے بعد دائمی درس لینا چاہئے کیوں کہ ایسا کرنے سے سعادت کے دروازے کھل جاتے ہیں(۹)

۱۴)احادیث صحیحہ سے جو موقتہ دعائیں ثابت ہیں ان کا ورد بھی معین کرنا چاہئے۔ لیکن ان تمام اعمال میں حضور قلب کا ہونا لازم ہے۔(۱۰)

۱۵)اس طریقہ کے مقامات کے حصول کے لئے میں نے مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم کی تیس سال خدمت کی اور تیس سال سے زیادہ طالبان حق عزوجل کو طریقہ کی تلقین میں مصروف ہوں، ساٹھ سال میں حضرت سید(نور محمد بدایونی)رضی اللہ تعالی کی توجہات سے میں فنائے قلب سے مشرف ہوا اور اس مدت میں بڑی کوشش سے باطنی شغل کرتا رہا ہوں۔ اب فنائے قلبی کے آثار جیسے کہ چاہئے ظاہر ہورہے ہیں۔(۱۱)

۱۶)خلوت میں بیٹھ کر باطنی نسبت کی حفاظت اور مبدا فیاض پر دائمی توجہ رکھنی چاہئے۔اپنے اوقات ادائے اعمال ظاہری سے معمور رکھنے چاہئیں۔کیوں کہ اعمال کا نور جمعیت، صفائی نسبت، حضور اور آگاہی کا سبب ہوتا ہے۔(۱۲)

۱۷)ہمیشہ کے مراقبے سے نسبت باطنی میں قوت ملک وملکوت کی اطلاع اور مہربانی نظر سے دلوں کو نوازنے کی طاقت پیدا ہوجاتی ہے۔ذکر تہلیل کی کثرت سے صفات بشریت کی فنا، کثرت درود سے اچھے واقعات، کثرت نوافل سے انکسار اور عاجزی

---

۸)۔مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص:۳۰۵۔
۹)۔مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص:۳۰۵۔
۱۰)۔مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص:۳۰۶۔
۱۱)۔مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص:۳۰۶۔
۱۲)۔مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص:۳۰۷۔

اور کثرت تلاوت سے نور وصفا حاصل ہوتا ہے۔ ذکر تہلیل معنوی لحاظ سے اس طریقہ میں مفید ہے اور صرف لفظ کی تکرار ہی آخرت کے ثواب کا سرمایہ اور برائیوں کا خاتمہ کرتی ہے۔۔۔(۱)

۱۸) ضروری مسائل کا پڑھنا، یا علما کی صحبت میں سن کر عمل کی صحت کے لئے یاد کرنا لازم ہے۔(۲)

۱۹) علم حدیث ایسا جامع علم ہے کہ اس میں تفسیر، فقہ اور دقائق سلوک سب شامل ہیں۔ اس علم کی برکات سے نور ایمان میں اضافہ ہوتا ہے نیک عمل اور اچھے اخلاق کی توفیق پیدا ہوتی ہے۔(۳)

۲۰) تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرو، حضرت مصطفیٰ ﷺ کی متابعت دل وجان سے کرو، اپنے احوال کا کتاب وسنت سے تقابل کرو، اگر موافق ہیں تو قبولیت کے لائق خیال کرو اور اگر مخالف ہیں تو مردود سمجھو۔(۴)

۲۱) باطنی صفائی کے لئے خلوت لازم ہے۔ کیوں کہ درویشی کا سرمایہ صفا کی موجودگی ہی ہے۔(۵)

۲۲) عبادت اور ذکر خدا میں سرگرم عمل رہو، آج کا کام کل پر نہ چھوڑو۔(۶)

۲۳) مشائخ کی محبت میں اپنی عقیدت کو مضبوط کرو، کیوں کہ دوستان خدا کی دوستی اللہ کے قرب کا موجب ہوتی ہے۔(۷)

---

۱)۔ مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص:۳۰۷۔

۲)۔ مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص:۳۰۹۔

۳)۔ مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص:۳۰۹۔

۴)۔ مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؒ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص:۳۱۳۔

۵)۔ مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؒ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص:۳۱۳۔

۶)۔ مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؒ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص:۳۱۳۔

۷)۔ مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؒ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص:۳۱۳۔

۲۴) جہاں تک ممکن ہو سکے اپنی زندگی صبر وتوکل سے بسر کرو، غیر کا تصور دماغ سے نکال دو، اپنے کام خدا پر چھوڑ دو۔ موت پر یقین اور اسے سچا وعدہ سمجھ کر اسے خلوت کا سرمایہ جانو۔(۸)

۲۵) اگر تمہارے دل میں تردد نہ ہو تو گوشہ نشینی اختیار کرو، رزق جس کے لئے وقت مقرر ہے خود ہی پہنچ جائے گا۔ اگر عیال کی فکر دامن گیر ہو تو اسباب کا مہیا کرنا انبیا علیہم السلام کی سنت ہے۔ مقررہ آمدنی جس پر دل کو بھروسا نہ ہو وہ توکل اور سبیل رشاد کے منافی نہیں ہوتی۔(۹)

۲۶) فقیر کا راس المال تو فارغ البالی اور جمعیت خاطر ہے کیوں کہ اس کا فارغ البال دل مقصود کا منتظر ہوتا ہے، اس لئے ایسا نہ ہو کہ دل جمعی تفرقہ میں بدل جائے اور دل کی توجہ ویکسوئی میں خلل پیدا ہو۔(۱۰)

۲۷) طلب مولا کی راہ میں کبر کو دماغ سے اور غرور کو ہاتھ سے چھوڑ دینا چاہئے۔(۱۱)

۲۸) نفس کی مخالفت جس قدر کر سکو وہ بہتر ہے۔ لیکن اتنا بھی نہیں کہ وہ تنگ آجائے کہ جس سے اطاعت کی خوشی اور شوق جاتا رہے کبھی اس کے ساتھ نرمی کرنی چاہئے کیوں کہ مومن کے نفس کی رضامندی ثواب کا موجب ہے۔(۱۲)

۲۹) شکر گزاری کی نیت سے کھانا مزے دار بنائے تو بہتر ہے، کیوں کہ بدمزگی کی صورت میں تہ دل سے شکر ادا نہیں ہوتا۔ لذیذ طعام میں بے مزہ پانی کی آمیزش کرنا نعمت

---

۸)۔ مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؒ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص:۳۱۳۔

۹)۔ مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؒ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص:۳۱۳۔۳۱۴۔

۱۰)۔ مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؒ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص:۳۱۴۔

۱۱)۔ مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؒ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص:۳۱۴۔

۱۲)۔ مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؒ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص:۳۱۴۔

الٰہی کو خاک میں ملانے کے برابر ہے۔(۱)

۳۰)اولیا کے مزارات کی زیارت کو فیض جمعیت کا دریوزہ بناؤ۔مشائخ کرام کی ارواح طیبہ کو فاتحہ اور درود سے ثواب پہنچا کر جناب الٰہی میں انہیں وسیلہ بناؤ کیوں کہ اس امر سے ظاہری و باطنی سعادت حاصل ہوتی ہے۔البتہ مبتدیوں کو تصفیہ قلب کے بغیر اولیا کی قبور سے فیض حاصل ہونا مشکل ہے۔اسی لئے حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ: حق سبحانہ کی یاد میں مصروف ہونا اولیا کی قبروں کی مجاورت سے بہتر ہے(۲)

۳۱)حاجت مندوں کی خفیہ طور پر نقدی سے مدد کرنے سے جلدی ثواب ملتا ہے(۳)

۳۲)ائمہ اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت ایمان کا موجب اور تصدیق و ایقان کا سرمایہ ہے۔ہمارے لئے تو ان کی محبت کے سوا اور کوئی عمل وسیلہ نجات نہیں۔(۴)

۳۳)اعلیٰ کمالات کے لئے کرامات کا ظہور شرط نہیں ہے۔(۵)

۳۴)اس طریقہ(نقشبندیہ)کے اشغال سے اتباع سنت کی توفیق ہوتی ہے اور شریعت کے اتباع سے اس طریقہ کے انوار میں اضافہ ہوتا ہے۔(۶)

۳۵)اس طریقہ(نقشبندیہ)کا مدار مرشد کی ہمت اور توجہ پر ہے۔(۷)

---

۱)۔مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؒ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص:۳۱۴۔

۲)۔مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؒ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص:۳۱۵۔

۳)۔مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؒ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص:۳۱۴۔

۴)۔مقامات مظہری: چودہویں فصل: آپؒ کے بعض منامات کا بیان، اور آپؒ کی زبانی اولیا کے احوال: ص:۳۲۰

۵)۔مقامات مظہری: چودہویں فصل: آپؒ کے بعض منامات کا بیان، اور آپؒ کی زبانی اولیا کے احوال: ص:۳۲۱۔

۶)۔مقامات مظہری: چودہویں فصل: آپؒ کے بعض منامات کا بیان، اور آپؒ کی زبانی اولیا کے احوال: ص:۳۲۳۔

۷)۔مقامات مظہری: چودہویں فصل: آپؒ کے بعض منامات کا بیان، اور آپؒ کی زبانی اولیا کے احوال: ص:۳۲۴۔

۳۶)مشائخ کے حکم پر بلا توقف عمل کرنا چاہئے۔اس میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔(۸)

۳۷)جناب الٰہی میں ہر شیخ طریقت کا توسل ''حبل المتین'' ہے کیوں کہ یہ مراتب قرب پر فائز ہوتے ہیں، مستفید اگر فیض حاصل کرلے تو زہے سعادت (اس طرح) وہ بھی ان میں سے ہوگیا۔یہی نہیں بل کہ اس بشارت میں جس کے لئے یہ اکابر ممتاز ہوتے ہیں شریک ہوگیا اور ان بزرگوں کی عنایت اس کے شامل حال رہی۔(۹)

۳۸)اولیائے عشرت کے لئے شہرت لازم ہے تاکہ لوگ اس سے استفادہ کرسکیں لیکن اولیائے عزلت کے لئے خفیہ رہنا لازم ہے تاکہ اسرار ظاہر نہ ہونے پائیں۔(۱۰)

۳۹)اصل کام تو محض خدا کی طرف دائمی توجہ اور حضرت مصطفی ﷺ کی اتباع ہے۔(۱۱)

۴۰)قرآن مجید کی تلاوت صفائی باطن اور قلب کی قبض رفع کرنے کا موجب ہے۔ترتیل حروف اور خوش الحانی ہونی چاہئے، قرآن مجید کی تلاوت متوسط آواز سے کرنی چاہئے اس سے اذواق پیدا ہوتے ہیں۔(۱۲)

---

۸)۔مقامات مظہری: چودہویں فصل: آپؒ کے بعض منامات کا بیان، اور آپؒ کی زبانی اولیا کے احوال: ص:۳۲۵۔

۹)۔مقامات مظہری: چودہویں فصل: آپؒ کے بعض منامات کا بیان، اور آپؒ کی زبانی اولیا کے احوال: ص:۳۲۸۔

۱۰)۔مقامات مظہری: چودہویں فصل: آپؒ کے بعض منامات کا بیان، اور آپؒ کی زبانی اولیا کے احوال: ص:۳۳۰۔

۱۱)۔مقامات مظہری: چودہویں فصل: آپؒ کے بعض منامات کا بیان، اور آپؒ کی زبانی اولیا کے احوال: ص:۳۳۰۔

۱۲)۔مقامات مظہری: چودہویں فصل: آپؒ کے بعض منامات کا بیان، اور آپؒ کی زبانی اولیا کے احوال: ص:۳۳۱۔

(۴۱) رمضان المبارک میں باطنی نسبت میں بہت ترقی ہوتی ہے، روزہ کی حالت میں غیبت اور جھوٹ سے بچنا واجب ہے ورنہ روزہ کا حاصل فاقہ کشی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ کوشش کرنی چاہئے کہ اس مہینے کی رضامندی اور روزہ کی ادائے گی کا حق حاصل ہوجائے۔(۱)

(۴۲) مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو موت کو پسند نہیں کرتا، یہ موت ہی ہے جو اللہ سے ملاقات کا موجب ہے یہی حضرت رسالت پناہ ﷺ کی زیارت کا سبب، دیدار اولیا کا حصول، عزیزوں کے دیدار سے مسرور کرتی ہے۔(۲)

(۴۳) اللہ تعالی سے محبت وآشنائی حقیقت میں مردوں کا آئین اور دستور ہے۔(۳)

(۴۴) کشف طریقت کے معاملوں میں تو معتبر ہے لیکن احکام شریعت میں حجت نہیں۔(۴)

(۴۵) اگر غیب سے کوئی چیز معین ہوجائے تو بے مضائقہ اسے قبول کرلینا چاہئے کیوں کہ بغیر مانگے جو آمدنی مقرر ہو وہ توکل کے منافی نہیں ہے۔ اگر اس پر بھروسہ نہ ہو اور خاص طور پر اس زمانے میں تو دل میں تفرقہ اٹھنے کا سبب ہوتا ہے اور توکل بے اطمینانی کی نذر ہوجاتا ہے۔ صوفیوں کا راس المال تو یہی جمعیت ہے۔(۵)

(۴۶) تم شریعت کے التزام اور طریقت کے اشغال میں مصروف رہو، لوگوں سے خاک ساری اور بے نفسی سے ملو، کیوں کہ کمال نفس نیک نیتی میں ہے اور ہستی صرف خدا کے لئے مسلم ہے، عالموں اور فقیروں کی صحبت کو لازمی سمجھو۔ دنیا کے مکروہات پر صبر کرو، کیوں

۱)۔ مقامات مظہری: چودھویں فصل: آپؒ کے بعض منامات کا بیان، اور آپؒ کی زبانی اولیا کے احوال: ص: ۳۳۱۔

۲)۔ مقامات مظہری: سولہویں فصل: آپؒ کے عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال کی کیفیت: ص: ۳۴۸۔

۳)۔ معمولات مظہریہ: ص: ۲۴۔

۴)۔ مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ ص: ۱۳۶۔۱۳۷۔

۵)۔ مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ ص: ۱۶۷۔

کہ مومنوں کے لئے دنیا قید خانہ ہے اور راحت کا وعدہ آخرت کے لئے ہے بشرطیکہ ایمان سلامت رہے۔ خدا کی عطا کی ہوئی کم وبیش نعمتوں پر شکر ادا کرو۔ بدخلقی سے پیروں کو بدنام نہیں کرنا چاہئے۔ اگر کوئی تمہارے طریقہ کی طرف آئے تو اس سے خدمت نہیں لینی چاہئے بل کہ اس کی خدمت کرو۔ ہاں! اگر وہ محبت کے غلبہ سے خود خدمت کرے تو دوسری بات ہے۔ جہاں کہیں بھی رہو، خدا کو یاد رکھو اور پیران طریقہ کی محبت میں ڈوبے رہو۔(۶)

(۴۷) جانتے ہو دنیا میں خدا کے طالب کم ہیں۔ اگر کوئی آئے تو اسے خدا کا نام سکھاؤ کیوں کہ اس کا بہت اجر ہے۔(۷)

(۴۸) آپ کو چاہئے کہ ظاہر میں شریعت کی پابندی اور باطن میں ذکر طریقہ میں مشغول رہیں کیوں کہ دونوں جہاں کی فلاح کا انحصار اسی کام پر ہے اور یہ بھی چاہئے کہ ذکر قلبی کے پابند رہیں اور شریعت کا التزام کریں، مشائخ کی محبت اور شغل باطن کو واجب جانیں، نا اہل اور نامناسب کاموں سے احتراز لازمی سمجھیں اور علما اور اہل دین واہل شرع کی خدمت کو غنیمت سمجھیں۔(۸)

(۴۹) حریفوں سے مصالحت کرکے اپنا نقش مراد حاصل کرنا چاہئے۔(۹)

(۵۰) اعزا واقربا کے حالات سے بے خبر رہنا گناہ ہے۔(۱۰)

۶)۔ مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ ص: ۱۷۶۔

۷)۔ مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ ص: ۱۷۶۔

۸)۔ مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ ص: ۱۸۵۔

۹)۔ مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ ص: ۲۱۴۔

۱۰)۔ مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ ص: ۲۳۴۔

ملفوظات

حضرت جیو شاہ فضل احمد معصومی قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۳۰/۱۲/۱۲۳۱ء بمطابق ۲۱/۱۱/۱۸۱۶)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت شاہ محمد رسا قدس اللہ سرہ

وحضرت میر سید عبداللہ شاہ بخاری قدس اللہ سرہ

۱) اس فساد کے زمانہ میں اور عہد نبوت سے دوری کے باعث اس طریقہ عالیہ کی تعلیم دوسرے طریقوں کے اعتبار سے زیادہ اولی اور مناسب ہے۔ کیوں کہ شریعت کی پابندی اور اتباع سنت اس طریقہ میں دوسرے طریقوں سے زیادہ کامل طور پر موجود ہے۔(۱)

۲) تمام حق داروں کو راضی رکھیں اور حق والوں کی نافرمانی سے پرہیز کریں، فال گو، منجم، کاہن، رمال وغیرہ کی باتوں پر قطعاً اعتقاد نہ کریں، بل کہ اگر ہو سکے تو اس سے لوگوں کو منع کریں۔(۲)

۳) نیازمندی، عجز و نیاز اور تضرع وزاری کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہئے۔(۳)

۴) عزیمت پر عمل کریں، رخصت سے حتی الامکان ہر وقت اور ہر جگہ دور رہیں، سیاہ دلوں، مال داروں، بچوں، احمقوں، مفسدوں، فاسقوں، بدعتیوں، خدا سے بے خبر لوگوں، کاہلوں اور تن پرور لوگوں اور جاہلوں کی صحبت سے دور رہنا اور پرہیز کرنا چاہئے جس طرح

---

۱)۔ تحفۃ المرشد: ص: ۹۔

۲)۔ تحفۃ المرشد: ص: ۱۰۲۔

۳)۔ تحفۃ المرشد: ص: ۱۰۲۔

شیر درندہ سے ڈرتے ہیں اسی طرح ان مذکورہ گروہوں سے ڈرتے رہنا چاہئے۔۔۔ اور جب تک ممکن ہو اہل اللہ، ارباب کمال اور متقی اور علما و صلحا کی محبت سے کسی وقت دور نہ رہیں اور اپنی جان ان پر نثار کریں کہ اس راہ میں جان پر کھیلتے ہی محبوب کی رضا حاصل ہوتی ہے۔(۴)

۵) جس مؤمن سے بھی بات کریں رفق و نرمی سے بات کریں اور (جس) شخص سے ملاقات کریں خوش خلقی، تبسم اور کشادہ روئی سے ملاقات کریں۔(۵)

۶) غصہ او ور خوش حالی حالت میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے، یعنی آدمی جب کسی سے راضی ہوتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے۔ اس لئے آدمی کو چاہئے کہ ہر حال میں یکساں رہے۔(۶)

۷) اپنے اعمال کو حقیر جاننا اور کسی لائق نہ سمجھنا بھی اس راہ کی ضروریات ولوازمات سے ہے۔(۷)

۸) اللہ تعالی جل شانہ کی ذات اقدس کی محبت کے سوا تمہارا کوئی مقصود نہ ہونا چاہئے، ہمارا کام اللہ کے لئے اور اللہ میں ہونا چاہئے کسی شخص سے کوئی طمع اور توقع نہ رکھے، ہمیشہ تابع خدا ترس، حق پرست اور شرع پرور رہنا چاہئے۔(۸)

۹) کسی کی ملامت و اہانت سے دل گرفتہ، کبیدہ خاطر نہ ہونا چاہئے۔(۹)

۱۰) کسی وقت خواہ سختی کا ہو یا نرمی کا بغیر خدائے بزرگ و برتر کے کسی سے مدد نہ

---

۴)۔ تحفۃ المرشد: ص: ۱۰۲۔ ۱۰۳۔

۵)۔ تحفۃ المرشد: ص: ۱۰۳۔

۶)۔ تحفۃ المرشد: ص: ۱۰۴۔

۷)۔ تحفۃ المرشد: ص: ۱۰۶۔

۸)۔ تحفۃ المرشد: ص: ۱۰۷۔

۹)۔ تحفۃ المرشد: ص: ۱۰۷۔

چاہو،سفر میں ہو یا حضر میں،خلوت میں ہو یا جلوت میں قبض وبسط کی حالت میں ہو یا
فقر وغنا میں، ہر حال میں اللہ تعالی کے کام میں رہو۔(۱)

۱۱) کاہلی،تن پروری، بدخوئی، شرع کی خلاف ورزی، خواہش نفس کی پیروی، جوانی
اور مخدوم زادگی کے غرور سے پرہیز کرو، فضول اور نامعقول باتوں سے دور رہو، کیوں کہ
بات کرنے میں آفت ہے اور خاموشی میں نجات وعافیت ہے۔(۲)

۱۲) جھوٹ، غیبت، فضول اور لایعنی باتوں سے، کبر، خود پسندی نخوت، رعونت
سے اجتناب برتو کہ اس کا نتیجہ تمہاری تباہی اور نقصان کے سوا کچھ نہ ہوگا۔(۳)

۱۳) جب تم مخدوم زادگی اور مخدومیت کے باوجود فقرا کی خدمت کرنے والے
اور دین وتقوی کی مدد کرنے والے ہوں گے تو سبھوں کو تمہارے حال سے اپنے اوپر شرم
آئے گی اور تم سے اخلاص کے ساتھ پیش آ کر مراد پائیں گے اور تمہاری عزت اس راہ سے
ظاہر ہوگی اور تمہارے دینی ودنیاوی کام اچھے ہو جائیں گے۔(۴)

۱۴) تکبر اور بری خواہشات، بے برکت اور بے خاصیت ہیں کہ اس کا نتیجہ ذلت
وخواری ہے، یہاں تک کہ بڑے بڑے بادشاہ اور امرا، شوکت وحشمت کے باوجود تکبر
کے سبب ذلیل وخوار ہوئے ہیں اس لئے مناسب ہے کہ آدمی خواہشات اور آفتوں کو دور
رکھے کیوں کہ اس کی ابتدا ناپاک پانی اور انجام پراگندگی ہے۔(۵)

۱۵) کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ ہم طریقہ جہریہ کے منکر ہیں حالاں کہ ایسا نہیں ہے

---

۱)۔تحفۃ المرشد:ص:۱۰۷۔

۲)۔تحفۃ المرشد:ص:۱۰۷۔۱۰۸۔

۳)۔تحفۃ المرشد:ص:۱۰۸۔

۴)۔تحفۃ المرشد:ص:۱۰۸۔

۵)۔تحفۃ المرشد:ص:۱۱۰۔

بل کہ صرف اس قدر ہے کہ ذکر جہر کی چار شرطیں ہیں:

اول یہ کہ: زبان ایسی ہونی چاہئے جو جھوٹ، غیبت اور فضول گوئی سے پاک ہو۔

دوسرے: باطن ایسا ہو جو حرام اور شبہ سے خالی ہو۔

تیسرے: ایسا سر جو ریا وشہرت سے خالی، مکر سے عاری اور غیر اللہ کی طرف توجہ سے
پاک ہو۔

چوتھے: ذکر ایسی جگہ کرے کہ: ظلم وفساد، ارباب غفلت اور اصحاب بدعت سے
خالی ہو اور خوبصورت امرد اور نامحرم عورتیں وہاں نہ ہوں۔

جو شیخ کہ ان امور مذکورہ کی رعایت کرتا ہو، تو ہم اس کے اطوار واحوال کے منکر نہیں
ہیں، کیوں کہ تمام سلسلے اور طریقے جو شرع شریف کے مطابق ہوں وہ برحق ہیں۔(۶)

۱۶) سلوک سے مقصود احکام فقہیہ کے ادا کرنے میں سہولت اور آسانی کا حاصل
کرنا ہے اور تنگی کا دور کرنا ہے جو نفس امارہ سے پیدا ہوتی ہے، اس کے علاوہ اور کوئی مقصود
نہیں جیسا کہ بعضوں نے خیال کیا ہے اور وہم وگمان میں مبتلا ہو گئے ہیں۔(۷)

۱۷) جو شخص مقام مشاہدہ پر پہنچنا چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ مجاہدہ کو نہ چھوڑے کیوں
کہ مشاہدہ، مجاہدہ کے بغیر وجود میں نہیں آتا ہے جس طرح عمل علم کے بغیر حاصل نہیں ہوتا(۸)

۱۸) جب حضرت حق سبحانہ وتعالی کا اعراض کسی بندہ کے ساتھ ہوتا ہے تو اس کی
زبان اولیائے حق کے لئے دراز ہو جاتی ہے۔ خبردار! دوستوں کو اس ہلاکت گاہ سے محفوظ
رکھو۔(۹)

---

۶)۔تحفۃ المرشد:ص:۱۱۱۔

۷)۔تحفۃ المرشد:ص:۱۱۲۔

۸)۔تحفۃ المرشد:ص:۱۱۲۔

۹)۔تحفۃ المرشد:ص:۱۱۲۔

١٩) اس راہ کے چلنے والے کو بدگو اور تکلیف پہنچانے والے سے مفر نہیں کیوں کہ تجلی کے جمال کے ساتھ تکلیف کا بارگراں بھی ہے لیکن اس گروہ کو بدگو اور رنج دینے والے کوئی نقصان نہیں پہنچاتے بل کہ کمال تک پہنچاتے ہیں۔(١)

٢٠) سالک کو چاہئے کہ ہمیشہ اپنے آپ کو ہر چیز سے بدتر سمجھے یہاں تک کہ گندگیوں اور کافر فرنگ سے بھی اپنے کو بدتر جاننا چاہئے کہ کبر و خود پسندی راہ نہ پائے۔(٢)

٢١) اللہ تعالی کے دوستوں سے دوستی کا جو شخص انکار کرے تو اس کی کم سے کم سزا یہ ہے کہ جو حال وہ رکھتا ہے اس سے بے نصیب رہے، اور اس کو اس حال میں سے کوئی مقام عطا نہ ہو، کہ: ایک ولی کا رد کیا ہوا تمام اولیا کا رد کیا ہوا ہوتا ہے جس طرح ایک ولی کا مقبول تمام اولیا کا مقبول ہوتا ہے۔(٣)

٢٢) اہل اللہ کے کلام میں کبھی دخل نہ دینا چاہئے اور نہ زبان کھولنا چاہئے، بل کہ اگر ہو سکے تو اچھی توجیہ کرے ورنہ خاموش رہے اور غلط ہونے کا حکم نہ لگائے۔۔۔اس میں ضرر کا خوف یقیناً غالب ہے اور نفع کا امکان نہیں ہے کیوں کہ اکثر اولیا اللہ کے الفاظ جو اسرار الٰہی کے نکات ہیں، ہر شخص کی سمجھ میں کب آسکتے ہیں۔(٤)

٢٣) اگر حق تعالی کی محبت صاحب شریعت ﷺ کی متابعت کے مطابق ہو تو وہ محبت صحیح اور مقبول ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ کی متابعت کے بغیر وہ محبت مردود ہے اور ایسے محبت کرنے والے کے حق میں یہ محض استدراج ہی ہوگا اس لئے کہ جوگی اور ارمنی اور یہود و نصاری سب اللہ تعالی کی محبت رکھتے ہیں، لیکن چوں کہ ہمارے رسول اللہ ﷺ

١)۔تحفۃ المرشد:ص:١١٢۔
٢)۔تحفۃ المرشد:ص:١١٣۔
٣)۔تحفۃ المرشد:ص:١١٣۔
٤)۔تحفۃ المرشد:ص:١١٣۔

کی پیروی نہیں کرتے ہیں اس لئے سب کافر اور بد بخت ہیں۔(٥)

٢٤) شیخ کی بزرگی کو ان کے مرید کی بزرگی سے پہچان سکتے ہیں۔(٦)

ملفوظات

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس اللہ سرہ

(متوفی: ٩/١٠/١٢٣٩ھ۔ بمطابق: ٦/٦/١٨٢٤)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس اللہ اسرارھم

١) اگر اللہ تعالی کسی بندے کو علم کی دولت یا کوئی اور نعمت عطا فرمائے تو اس کو چاہئے کہ اس نعمت کی ترویج و اشاعت کا اہتمام کرکے اس نعمت کو مزید کرلے۔(٧)

٢) توجہ چار قسم کی ہوتی ہے:

١) انعکاسی: یہ تمام طرق میں ہے۔ جب ایک قلب دوسرے قلب کے مقابل ہو تو اس کا اثر ہوتا ہی ہے، جیسا کہ آئینہ جب کسی چیز کے مقابل ہو تو وہ چیز بے ارادہ اس میں جلوہ گر ہو جاتی ہے، اس توجہ انعکاسی کے لئے فقط مرید کی صفائی قلب درکار ہے۔

٢) القائی: جیسے ایک شیشے کی چیز دوسرے شیشے میں انڈیلیں، اس میں قصد و ارادہ شرط ہے۔

٣) جذبی: اس میں قلب طالب کو کھینچ کر اپنے قلب کے نیچے رکھتے ہیں، وہ اس ترکیب تدبیر سے متاثر ہو جاتا ہے جیسا کہ ایک خشک کپڑا ایک تر کپڑے کے نیچے آجائے تو ضرور تر ہو جاتا ہے۔

٥)۔تحفۃ المرشد:ص:١١٤۔
٦)۔تحفۃ المرشد:ص:١١٨۔
٧)۔تذکرہ علماء حق:ص:٢٧٢۔

۴)اتحادی: ایک مرشد کے اوصاف بھی مرید میں سرایت کرجاتے ہیں، حتی کہ یہ توجہ مرید کی صورت ظاہر پر بھی اثر انداز ہوتی ہے (یعنی مرید صورۃً بہت کچھ پیرو مرشد کے مشابہ ہوجاتا ہے)۔(۱)

۳)بزرگ چار قسم کے ہیں:

۱)سالک مجذوب: کہ اول سلوک اختیار کیا، بعدازاں جذب کی نوبت آئی۔ یہ بہترین قسم ہے۔

۲)مجذوب سالک: کہ پہلے ایک قسم کے جذب سے سرفراز ہوئے، بعدازاں سلوک اختیار کیا۔

۳)سالک محض: جو جذب سے مشرف نہیں ہوئے۔

۴)مجذوب محض: جن کی عقل، غلبہ تجلیات حق کی بنا پر سلب ہوجاتی ہے۔(۲)

۴)ہر دین ومذہب میں احوال خمسہ کی حفاظت ورعایت ضروری سمجھی گئی ہے:

۱)حفظ عقل ۲)حفظ نفس ۳)حفظ دین

۴)حفظ نسب ۵)حفظ مال۔(۳)

۵)خانقاہ، خان گاہ کا معرب ہے، یعنی بادشاہوں کی جگہ۔(۴)

۶)ہر بھوکے کو کھانا کھلانا چاہئے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔(۵)

۷)عزیز وأقارب اکثر معتقد نہیں ہوتے ہیں اور (بعض) ہم عصر لوگ بھی خواہ مخواہ نفرت وعداوت کا اظہار کیا کرتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ قسم کے رلواں ملواں اعمال

---

۱)۔تذکرہ علماء حق: ص:۲۷۳۔

۲)۔تذکرہ علماء حق: ص:۲۷۳۔

۳)۔تذکرہ علماء حق: ص:۲۷۵۔

۴)۔تذکرہ علماء حق: ص:۲۷۵۔

۵)۔تذکرہ علماء حق: ص:۲۷۵۔

اپنی نظروں سے دیکھتے رہتے ہیں اوران سے ہر قسم کا معاملہ پڑتا رہتا ہے، بس وہ اسی بنا پر ناخوش ہوجایا کرتے ہیں۔(۶)

۸)طریقہ اول کا سلوک طے کئے بغیر دوسری جگہ بیعت جائز تو ہے لیکن بیعت کو بازیچہ اطفال نہ بنائے۔(۷)

۹)مرید رسمی بھی پیران طریقت کی توجہات کے ساتھ مخصوص ہوجاتا ہے۔(۸)

۱۰)تمام مرشد نائب حضرت رسالت مآب ﷺ ہیں اور مرید بشرط اجازت، نائب مرشد ہوتا ہے۔(۹)

۱۱)اگر آدمی کردار کا سچا اور پکا ہو تو بڑی اچھی بات ہے۔(۱۰)

۱۲)نیت ہمیشہ ڈانواڈول رہا کرتی ہے، اسی بنا پر بزرگوں نے کہا ہے کہ: عمل خیر میں مشغول رہنا چاہئے ان شاء اللہ تعالی کبھی نہ کبھی نیت درست ہو ہی جائے گی۔(۱۱)

۱۳)ترک اولی یا خطائے اجتہادی کی وجہ سے کسی پر طعن واعتراض کرنا اچھی بات نہیں ہے، ہر معاملے میں خصوصا کسی پر اعتراض کرنے میں طریقہ اعتدال اختیار کرنا اچھا ہے۔(۱۲)

۱۴)کسی بزرگ کے بارے میں ایسا عقیدہ قائم نہ کرنا چاہئے جو خلاف کتاب وسنت ہو، سمجھ کر عقیدت کرنی چاہئے، اور سوچنا چاہئے کہ اولیاء کے حالات لکھنے والا سوائے

---

۶)۔تذکرہ علماء حق: ص:۲۷۵۔۲۷۶۔

۷)۔تذکرہ علماء حق: ص:۲۷۶۔

۸)۔تذکرہ علماء حق: ص:۲۷۹۔

۹)۔تذکرہ علماء حق: ص:۲۸۵۔

۱۰)۔تذکرہ علماء حق: ص:۲۸۵۔

۱۱)۔تذکرہ علماء حق: ص:۲۸۵۔۲۸۶۔

۱۲)۔تذکرہ علماء حق: ص:۲۸۶۔

کرامت اور خرق عادات کے اور باتیں کب لکھتا ہے۔(۱)

۱۵)پندرہ شعبان کی رات (شب برات) کو مغرب کے وقت سے لے کر صبح صادق تک تجلیات الٰہی کا نزول آسمان دنیا پر ہوتا ہے، اگر ہوسکے تو رات ورنہ اکثر حصہ شب میں عبادت کرے۔(۲)

۱۶)اچھے کام کی تقلید بھی اچھی ہے، بسا اوقات کام آجاتی ہے۔(۳)

۱۷)کوئی سا بھی درود پڑھو اگر زیارت مقدر میں ہے تو ضرور ہوگی، بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ جو کوئی زیارت کے سلسلے میں زیادہ کوشش کرتا ہے زیادہ دیر میں کامیاب ہوتا ہے، اور جس کے نصیب میں زیارت ہوتی ہے وہ آسانی سے فیض یاب ہوجاتا ہے(۴)

ملفوظات

حضرت خواجہ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی دہلوی قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۲۲/۲/۱۲۴۰ھ۔ بمطابق: ۱۶/۱۰/۱۸۲۴)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت میاں مظہر جان جاناں قدس اللہ سرہ

۱)آدمی کو چاہئے کہ ہمہ وقت اللہ تعالی کی جانب متوجہ رہے اور اوقات میں سے ہر وقت اور افعال میں سے ہر فعل میں انوار واسرار اور فیوض وبرکات کی تمیز کرتا رہے۔ مثلا جب نماز پڑھے تو خیال کرے کہ (نماز کے) انور وبرکات کس طرح وارد ہوتے ہیں

۱)۔تذکرہ علماء حق:ص:۲۸۷۔
۲)۔تذکرہ علماء حق:ص:۲۸۷۔
۳)۔تذکرہ علماء حق:ص:۲۸۸۔
۴)۔تذکرہ علماء حق:ص:۲۸۸۔

اور قرآن پاک پڑھتے وقت اس کے انوار وفیوض کس طور پر صادر ہوتے ہیں اور درود شریف پڑھتے وقت کیسے فیض کا ورود ہوتا ہے اور زبان سے لا الہ الا اللہ کہنے پر کون سی برکتیں ہاتھ آتی ہیں اور احادیث مقدسہ کے مطالعہ سے کون سے اسرار منکشف ہوتے ہیں۔ اور اسی طور پر نقصانات کا بھی لحاظ کرے جو مکروہات اور منہیات سے ہوتے ہیں۔ مثلا مشتبہ کھانے سے کون سی ظلمت آتی ہے اور غیبت سے باطن پر کون سا ضرر پہنچا اور جھوٹ سے کیسی ظلمت دل پر چھائی، اسی طرح تمام مکروہات ومحرمات سے اپنے ظاہری وباطنی نقصانات اور مضرتوں کا اندازہ کرے اور ان سے پرہیز کرے اور احتیاط برتے(۵)

۲)توجہ اس طور پر فوراً اثر انداز ہوتی ہے کہ اپنی صورت کو اپنے مرشد کی صورت تصور کرے اور مراقبہ معیت کا لحاظ کرتے ہوئے قلب طالب پر توجہ وہمت کرے یقینا طالب کو ذوق وشوق ہاتھ آئے گا۔(۶)

۳)صوفی کو چاہئے کہ ترک وتجرید اختیار کرے اور دنیا سے روگردانی اور ماسوا اللہ سے انحراف اور خلوت اختیار کرے نیز اغنیا کی صحبت سے دور رہے۔(۷)

۴)جو شخص انبیاء عظام میں سے کسی نبی یا اولیا کرام میں سے کسی بزرگ کے نام فاتحہ پڑھ کر اس نبی یا ولی کی جانب متوجہ ہو کر بیٹھے تو ان کے فیض سے یقینا بہرہ یاب ہوگا۔(۸)

۵)حضوری کی دو قسمیں ہیں:

ایک حضوری ذکر ہے۔ یعنی ابتدا میں جب کہ لطائف ذاکر ہوجائیں، اس کی حفاظت کرنی چاہئے۔

۵)۔درالمعارف:ص:۵۱۔
۶)۔درالمعارف:ص:۵۳۔
۷)۔درالمعارف:ص:۵۶۔
۸)۔درالمعارف:ص:۵۸۔

دوسرے حضور مع اللہ کہ اس کو ہمارے طریق میں یادداشت وتوجہ اور آگاہی در حضور کہتے ہیں۔

لیکن دوسرے طریقوں میں اس کو شہود بولتے ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ دل میں پاک بے نیاز کی جانب دیکھنے کی قوت پیدا ہو۔اور جب یہ قوت پیدا ہو تو اس کی نگہداشت ضروری ہے تاکہ دل کو اس کا ملکہ ہو۔اور وہ حضور دائمی بن جائے اور اس میں کسی وقت بھی غفلت کو راہ نہ ملے اگرچہ بظاہر وہ دنیاوی معاملات میں الجھا رہے لیکن اس کا باطن اس سبحانہ سے ہی متعلق رہے۔(۱)

۶) ہمارے طریقہ میں پہلے کثرت ذکر وتوجہ اور مراقبہ کے ذریعہ قلب کا تصفیہ کرتے ہیں جس کی کیفیت ماسوا کا خیال نکل جانا اور حضور وآگاہی کی مداومت ہونا ہے۔اور اسی کے ذیل میں بقیہ چاروں لطائف (روح وسر وغیرہ) کی تربیت وتہذیب بھی ہو جاتی ہے۔اس کے بعد نفس کے تزکیہ (پاک کرنے) میں مشغول ہوتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ: استہلاک واضمحلال اور دعوی انا کی شکستگی ہو کہ سالک اپنے حق میں ''أنا'' کا لفظ بولنا دشوار سمجھے۔اس وقت راضی اور مرضی (کی کیفیت) اور فنا ''أنا'' حاصل ہوتی ہے اور نفس امارہ، مطمئنہ بن جاتا ہے اور بری خصلتیں زائل ہو جاتی ہیں، یعنی غرور وتکبر، حسد وبغض، کینہ وعجب وغیرہ اچھائیوں سے بدل جاتی ہیں۔(۲)

۷) جو شخص خواہشات نفس کی غلامی کرتا ہے، وہ خدا کا بندہ کیسے ہو سکتا ہے؟(۳)

۸) اس طریقہ عالیہ کی کرامت یہ ہے کہ: ارادہ کر کے دل طالب میں ذکر القا فرماتے ہیں اور توجہ فرما کر طالب کے دل میں جمعیت پیدا فرماتے ہیں اور توجہ

۱)۔ درالمعارف: ص:۵۸۔۵۹۔

۲)۔ درالمعارف: ص:۶۶۔

۳)۔ درالمعارف: ص:۷۱۔

کر کے ہی طالبین کے دل میں حضور وآگاہی اور جذبات وواردات لاتے ہیں اور خاص لوگ اسی کو کرامت سمجھتے ہیں۔(۴)

۹) الہام کے لئے اکل حلال، صدق مقال، طہارت دوام اور خلوت از عوام اور منہیات سے پرہیز چاہیئے۔(۵)

۱۰) صوفی دنیا وآخرت کو پس پشت ڈال کر اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور غیر حق جل وعلا سے کوئی سروکار نہیں رکھتا۔(۶)

۱۱) بعض صوفیا نے اکل حلال کے لئے تجارت وغیرہ کے ذریعہ کسب معاش کیا ہے۔لیکن نماز صبح کے بعد سے ظہر تک اس کام میں مصروف رہتے اور باقی اوقات اپنے أصحاب کے ساتھ حلقہ ومراقبہ اور ذکر وتوجہ میں مشغول ہوتے ہیں۔(۷)

۱۲) بازار کا کوئی پیشہ اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن خلق کی احتیاج دور کرنے کی نیت سے کہ لوگوں کو جس بات کی ضرورت پڑے وہ میرے ہاتھوں انجام پا جائے اور وہ (محنت کرنے والا) کمانے کے طریقوں اور اسباب کو مؤثر حقیقی نہیں جانتا ہو۔(۸)

۱۳) جو شخص بزرگوں کی ملاقات کو جائے اس کو چاہیئے کہ پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھے اس کے بعد اپنے دل کو اس بزرگ کی جانب متوجہ کر کے راہ طے کرتا ہوا حضور والا میں حاضری دے، تاکہ ان کے فیض سے بہرہ ور ہو اور اس بزرگ کی صحبت میں چپ بیٹھ جائے۔(۹)

۴)۔ درالمعارف: ص:۷۵۔

۵)۔ درالمعارف: ص:۷۶۔

۶)۔ درالمعارف: ص:۸۳۔

۷)۔ درالمعارف: ص:۸۸۔۸۹۔

۸)۔ درالمعارف: ص:۹۱۔

۹)۔ درالمعارف: ص:۹۸۔

۱۴) بیعت کی تین قسمیں ہیں:

ایک بیعت توسل ہے کہ: ایک شخص طریقہ نقشبندیہ یا قادریہ یا چشتیہ وغیرہ کے پیران کبار کا وسیلہ چاہنے کے لئے بیعت کرتا ہے۔

دوسری بیعت گناہوں کے دفعیہ کے لئے ہے لیکن گناہ کر لینے سے یہ بیعت ٹوٹ جاتی ہے۔ پس اس کی تجدید کرنا چاہئے بل کہ گناہ کے واقع ہونے کے بعد (تجدید) لازم ہے۔

تیسری بیعت: باطن کے کسب سلوک کے لئے ہے۔(۱)

۱۴) آدمی کو چاہئے کہ وقت ضائع نہ کرے کیوں کہ اوقات کا ضائع کرنا درجات کے نقصان کا موجب ہے۔(۲)

۱۶) جذبہ اسم ذات سے پیدا ہوتا ہے اور راہِ سلوک کا کشف نفی واثبات سے۔ یعنی اسم مبارک اللہ اللہ دل سے مذکور کے معنی کا لحاظ کرتے ہوئے ذکر کرنا جذبہ میں معاون ہوتا ہے اور کلمہ لا اِلٰہ اِلا اللہ سلوک کی راہ کو کھولنے والا ہے۔(۳)

۱۷) طریقہ عالیہ مجددیہ میں کم از کم اِجازت کا مقام تصفیہ قلب کے بعد ہے کہ جب قلب میں حضور وآگاہی اور بے خطرگی کی کیفیت طاری ہوجائے تو وہ تلقین طریقہ کی اِجازت کے قابل ہوجاتا ہے۔(۴)

۱۸) اسرار الٰہیہ کی چار نہریں اس طریقہ مجددیہ میں جاری ہیں ان میں سے دو نقشبندی، ایک قادری، نصف چشتی اور نصف سہروردی ہیں۔(۵)

۱)۔ درالمعارف: ص:۹۹۔

۲)۔ درالمعارف: ص:۱۰۶۔

۳)۔ درالمعارف: ص:۱۱۹۔

۴)۔ درالمعارف: ص:۱۲۲۔

۵)۔ درالمعارف: ص:۱۲۴۔

۱۹) حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند و حضرت غوث الاعظم محی الدین جیلانی و حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُجمعین میں سے ہر ایک بزرگ اسرار اِلٰہی کا مصدر اور انوار لامتناہی کا مظہر ہے۔ ایک کو دوسرے پر فضیلت دینا درست نہیں اور ایک کے کمال کو دوسرے کے کمال پر فوقیت دینا نازیبا بات ہے۔(۶)

۲۰) آدمی چار قسموں میں منقسم ہیں:

ایک قسم نامردوں کی ہے: یہ وہ لوگ ہیں جو محض دنیا کے طالب ہیں۔

دوسرے: مرد ہیں جو دنیا وآخرت کے طلب گار ہیں۔

تیسرے: جواں مرد ہیں جو آخرت کے ساتھ لقاء خداوندی کے بھی طالب ہیں۔

چوتھے: فرد ہیں، جو صرف دیدار خداوندی کے طالب ہیں انہیں دنیا وآخرت سے کوئی مطلب نہیں۔(۷)

۲۱) اس طریقہ شریفہ نقشبندیہ میں محرومی نہیں ہے جو کوئی بدبخت ہوتا ہے، وہ اس طریقہ میں داخل ہی نہیں ہوتا اور جو اس سلسلہ میں داخل ہوگیا، وہ اس نسبت سے محروم نہ رہے گا۔(۸)

۲۲) کوئی شخص پیری کے قابل اور مسند نشینی کے لائق اسی وقت ہوتا ہے جب کہ وہ تمام مسائل ضروریہ کا علم رکھتا ہو اور اسے صوفیا کے مقامات عشرہ یعنی توکل وقناعت وغیرہ حاصل ہوں اور ارباب دنیا کی صحبت سے پرہیز کرتا ہو اور مشائخ کرام کی صحبتوں کا فیض یافتہ ہو، صاحب کشف یا صاحب ادراک ہو، ماسوا اللہ کے خیال سے پاک ہو۔ اس کا ظاہر

۶)۔ درالمعارف: ص:۱۲۴۔

۷)۔ درالمعارف: ص:۱۲۵۔

۸)۔ درالمعارف: ص:۱۲۵۔۱۲۶۔

شریعت سے آراستہ اس کا باطن طریقت سے مزین ہو۔(۱)

۲۳)خانقاہ کے صوفیوں کے حالات کا جائزہ لو کہ: ہرایک نے کس قدر وقوف قلبی حاصل کی ہے اور معنی کا لحاظ رکھتے ہوئے کتنی مقدار میں زبانی ذکر تہلیل کیا ہے اور اسم ذات کے ذکر زبانی اور قلبی میں کس قدر مداومت رکھتا ہے اور درود و استغفار اور تلاوت کتاب اللہ المجید کا ورد کس مقدار میں کرتا ہے اور دن ورات کو کس ڈھنگ سے گزارتا ہے اور اپنے اوقات کن مشاغل میں بسر کرتا ہے پس جو شخص ان کاموں میں (جس حد تک بھی ہو) مصروف رہے اور انہیں اذکار و اطوار کو وہ پسند رکھتا ہو، تو اسے خانقاہ میں رہنے دو، ورنہ باہر کردو کہ وہ فقرا کی صحبت کے قابل اور اولیا کی ہمت کے لائق نہیں ہے۔(۲)

۲۴)جو ترقی خدمت (شیخ) کے واسطہ سے ہوتی ہے، ریاضت سے اس مقدار کی عشر عشیر (یعنی دسواں حصہ بھی نہیں ہوتی۔ خدمت ہی ہے کہ چند سالوں کا کام پلک جھپکنے میں میسر ہوجاتا ہے اور یہ خدمت ہی (کا فیض) ہے کہ سالک جذبات الہیہ تک پہنچ جاتا ہے۔(۳)

۲۵) آدمی کو چاہئے کہ حضرت حق جل شانہ کے مواعید (یعنی وعدوں) پر صدق کی نظر رکھتے ہوئے اسباب ظنیہ وہمیہ کی طرف نگاہ نہ کرے اور یقین رکھے کہ وہ اسے روزی پہنچاتا ہے اس نے جس کسی کو بھی پیدا کیا ہے اس کی روزی بھی مہیا فرمادی ہے۔(۴)

۲۶)طالب کو چاہئے کہ ہر گھڑی اور ہر لحظہ اپنے مطلوب کے خیال میں مگن رہے

۱)۔درالمعارف:ص:۱۲۷۔

۲)۔درالمعارف:ص:۱۲۹۔

۳)۔درالمعارف:ص:۱۴۰۔۱۴۱۔

۴)۔درالمعارف:ص:۱۴۱۔

اور اس کے جلوہ کا انتظار کرتا رہے۔(۵)

۲۷)جس شخص کو پیغمبر خدا ﷺ یا کسی بزرگ کی نسبت اویسی طلب کرنا ہو اس کو چاہئے کہ ہر روز تخلیہ میں دوگانہ (یعنی دو رکعت نفل) ادا کرے پھر اس بزرگ کی فاتحہ کر کے ان بزرگ کی روح کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ جائے۔ چند روز میں یہ نسبت ظاہر ہونے لگے گی۔(۶)

۲۸)جو خصلتیں انسان کی جبلت (یعنی فطرت) میں پڑ جاتی ہیں، ان کا جانا بہت دشوار ہے اور ان کے علاوہ جب تک سالک اخلاق خداوندی سے متخلق نہ ہوجائے (یعنی ان پاکیزہ خصائل سے متصف نہ ہوجائے) پیران طریقت کے زمرہ میں شمار نہیں ہوتا۔(۷)

۲۹)جو چیز بھی یاد حق سے غافل کردے وہی دنیا ہے۔(۸)

۳۰)تمام امت میں تین کتابیں ہیں جو اپنی مثال نہیں رکھتیں:

پہلی ان میں سے کلام اللہ المجید ہے (یعنی قرآن شریف ہے) اس کے بعد بخاری شریف، اس کے بعد مثنوی مولانا روم ہے۔ کلام اللہ المجید اور بخاری شریف کے علاوہ اور کوئی کتاب مثنوی شریف کی جیسی نہیں ہے۔ جو اس مثنوی شریف پر عمل کرلے پیر طریقت کی تعلیم کے بغیر بھی وہ اسرار معرفت سے کافی حصہ پالے گا اور واصلین حق جل وعلا کے زمرہ میں گردانا جائے گا۔(۹)

۳۱)پیر رہبر کی مرضی کے خلاف کام نسبت باطنی کو خراب وابتر کردیتا ہے۔(۱۰)

۵)۔درالمعارف:ص:۱۶۸۔

۶)۔درالمعارف:ص:۱۷۰۔

۷)۔درالمعارف:ص:۱۷۱۔

۸)۔درالمعارف:ص:۱۷۸۔

۹)۔درالمعارف:ص:۱۸۲۔

۱۰)۔درالمعارف:ص:۱۹۵۔

۳۲) طالب کو چاہئے کہ جب وہ زبان سے لاالٰہ الا اللہ کا ذکر کرے تو ان باتوں کا خاص طور سے لحاظ رکھے کہ الفاظ صحیح ادا ہوں ان کے معانی پیش نظر رہیں، دل بے دار رہے خیالات ماسوا نہ آنے پائیں اور توجہ صرف اللہ کی طرف رہے ورنہ طریقت میں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور اسم ذات اور نفی واثبات بھی لحاظ معنی وغیرہ کے ساتھ کرے اور اس پر مرتب ہونے والے فیوض وبرکات کا انتظار کرے۔(۱)

۳۳) رحمن کے بندے تو زمانہ میں بہت ہوتے ہیں لیکن عباداللہ (یعنی اللہ تعالی کے حقیقی عبادت گزار بندے) بہت کم ہیں، جن کی عبادت وبندگی محض (خالص) اللہ کی ذات کے لئے ہو، نہ اس لئے کہ وہ تعالی شانہ رزق دیتا ہے اور پرورش فرماتا ہے اور طرح طرح کی نعمتوں سے مشرف فرماتا ہے۔ برخلاف پہلے طبقہ کے (یعنی عبادالرحمن کا طبقہ) کہ وہ اللہ تعالی شانہ کی بوجہ اس کی صفاتِ کاملہ کی وجہ سے عبادت کرتے ہیں چناں چہ عباداللہ وعبادالرحمن کے درمیان کتنا فرق ہے۔(۲)

۳۴) مریدوں کے آنے اور لوگوں کے جمع ہوتے رہنے پر فخر نہ کریں اور انکسار ونیستی کو ہر لحہ وہر لحظہ اپنے پیش نظر رکھیں، مخلوق کا رجوع اور رشد وہدایت کی کثرت پیران کبار کی توجہات اور ان کی امداد کا نتیجہ سمجھیں اور ہمیشہ پیروں کی جانب متوجہ اور ان کی عنایات کے امیدوار رہیں۔(۳)

۳۵) صوفیا کا طریقہ (دراصل) اتباع سنت نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ کا طریقہ ہے۔(۴)

۱)۔ درالمعارف: ص: ۲۰۳۔

۲)۔ درالمعارف: ص: ۲۰۸۔۲۰۹۔

۳)۔ درالمعارف: ص: ۲۰۹۔

۴)۔ درالمعارف: ص: ۲۱۴۔

۳۶) اس طریقہ شریفہ نقشبندیہ میں مجاہدات وریاضات اور چلہ کشیاں نہیں ہیں۔ اس طریقہ کے بڑوں نے اوراد ووظائف کچھ مقرر نہیں کئے ہیں۔ ان کا عمل بس سنت مصطفویہ علی صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ پر ہے اور ناپسندیدہ بدعات سے بچنے پر ہے۔(۵)

۳۷) اندارج النہایۃ فی البدایہ کے معنی یہ ہیں کہ: سالک کو اگر بے خطرگی یا کم خطرگی حاصل ہوئی اور توجہ الی اللہ اس میں پیدا ہوگئی اور اسے جمعیت خاطر حاصل ہوگئی، تو اس خاندان عالیشان کا مبتدی قرار پائے گا کیوں کہ یہی جمعیت وحضور دوسروں کی انتہا ہے پس ان کی بدایت (یعنی ابتدا) دوسروں کی نہایت (یعنی انتہا) ہوئی۔(۶)

۳۸) یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس دوسرے ہزارہ میں جو بھی ولایت کے درجہ میں پہنچے گا خواہ وہ کسی بھی خاندان سے متوسل ہو بغیر آپ (حضرت مجدد الف ثانی قدسنا اللہ تعالی باسرارہ السامی) کے واسطہ کے اس راہ کا اس پر کھلنا غیر ممکن ہے۔ آپ کی توجہ وامداد سے وہ مراحل طے کرے گا اگر چہ ابدال، اقطاب واوتاد واغواث ہوں۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ حضرتؒ کی توجہ وامداد کی خبر رکھتے ہوں۔(۷)

۳۹) صوفیا کا مریض کی عیادت کے جانے کے لئے چند شرائط ہیں کہ: مریض فاسق اور بدعتی نہ ہو اور اس کے ہم نشین خلاف طریقہ نہ ہوں اور راستہ میں بازار نہ پڑتی ہوتا کہ چلتے میں نگاہیں منتشر نہ ہوں۔(۸)

۴۰) اسی طرح (صوفیا کے لئے) دعوت قبول کرنے کی بھی چند شرطیں ہیں: مشتبہ کھانا نہ ہو (یعنی جس کمائی سے وہ کھانا تیار ہوا ہو، اس میں حرام کا پیسہ شامل نہ ہو) اور اس

۵)۔ درالمعارف: ص: ۲۱۸۔

۶)۔ درالمعارف: ص: ۲۲۳۔

۷)۔ درالمعارف: ص: ۲۲۳۔

۸)۔ درالمعارف: ص: ۲۲۵۔۲۲۶۔

مجلس (دعوت) میں گانا بجانا نہ ہوتا ہو اور کوئی کھیل کود وہاں نہ ہو اور دعوت دینے والا ظالم، بدعتی، فاسق اور شرابی نہ ہو تو ایسی دعوت کا قبول کرنا واجب ہے ورنہ ممنوع و ناجائز۔(۱)

۴۱) سیر و سلوک کا خلاصہ یہ ہے کہ بغیر خطرات کی مزاحمت کے حضور مع اللہ حاصل ہو جائے۔(۲)

۴۲) جو شخص چاہے کہ دنیا والوں کا مخدوم بن جائے تو اس کو پیر و مرشد کی خدمت اختیار کرنا چاہئے۔(۳)

۴۳) ذکر کرنا اور جد و جہد کرنا چاہئے کہ بغیر چلے ہوئے راہ طے نہیں ہو سکتی۔(۴)

۴۴) حلقہ کے وقت ذکر نہ کرنا چاہئے بل کہ اپنے مرشد کی طرف متوجہ رہنا چاہئے کہ مرشد کی طرف توجہ ذکر سے زیادہ فائدہ مند ہے۔(۵)

۴۵) رمضان المبارک کے مہینہ میں بڑا فیض وارد ہوتا ہے اور کثیر برکات ظاہر ہوتی ہیں اس مہینہ میں عبادت و طاعت میں بڑی جد و جہد کرنی چاہئے۔(۶)

۴۶) علم الیقین کا مطلب یہ ہے کہ دل میں یقین پیدا ہو جائے اور عین الیقین یہ کہ دل کو توجہ الی اللہ حاصل ہو اور حق الیقین یہ کہ اس توجہ سے سالک کو اضمحلال و استہلاک نصیب ہو۔(۷)

۴۷) ذکر و اذکار میں لگنا اور مراقبات کرنا مقربین کا طریقہ ہے اور نماز و نوافل کی

۱)۔درالمعارف:ص:۲۲۶۔

۲)۔درالمعارف:ص:۲۲۸۔

۳)۔درالمعارف:ص:۲۳۹۔۲۴۰۔

۴)۔درالمعارف:ص:۲۴۰۔

۵)۔درالمعارف:ص:۲۵۱۔

۶)۔درالمعارف:ص:۲۵۸۔

۷)۔درالمعارف:ص:۲۵۹۔

کثرت ابرار کا وطیرہ ہے۔(۸)

۴۸) فقرا ہر لقمہ کے شروع میں بسم اللہ کہتے ہیں اور آخر میں الحمد للہ۔(۹)

۴۹) خرقہ تین قسم کا ہوتا ہے:

ایک خرقۂ بیعت کہ مرید کرتے وقت شیخ اس کو عنایت کرتا ہے اور مرید کو وہ خرقہ دوسری جگہ سے لینا جائز نہیں ہے۔

دوسرا خرقہ تبرک ہے اور ایسا خرقہ متعدد جگہوں سے بھی لیا جا سکتا ہے۔

اور تیسرا خرقہ اجازت ہے اور اس کو بھی متعدد شیوخ سے لینا جائز ہے۔(۱۰)

۵۰) ہر کس و ناکس کے گھر کا کھانا نہ کھانا چاہئے۔ لقمہ میں احتیاط ضروری ہے کہ یہ درویشی کے لوازمات میں سے ہے۔(۱۱)

حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ سرہ کا ایک مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صاحب حقائق اور دست گاہ معارف، شاہ صاحب حضرت پیر محمد شاہ صاحب

سلمهم الله تعالى جعلهم للمتقين إماما۔

(یعنی اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے اور ان کو پرہیز گاروں کا امام بنائے)

فقیر غلام علی عفی عنہ کی جانب سے اسلام کی سنت سلام اور استقامت کے کمال، عافیت اور سلامتی کی دعا کے بعد معلوم کریں۔ آپ کے ایک (ہی) مضمون کے دو تین مکتوبات گرامی دو تین بار موصول ہوئے (کہ) اللہ سبحانہ کی عنایت سے توجہ میں قوی

۸)۔درالمعارف:ص:۲۶۸۔

۹)۔درالمعارف:ص:۲۶۹۔

۱۰)۔درالمعارف:ص:۲۷۳۔

۱۱)۔درالمعارف:ص:۲۷۷۔

تاثیر پیدا ہوگئی ہے،اورطالبین جمع ہوگئے ہیں،اجازت وخلافت بھی دی گئی ہے۔الحمدللہ!اللہ تعالی اورزیادہ ترقیات کرامت فرمائے۔یہ تاثیر کسی دوسری جگہ سے ہے،پیران کباررحمۃ اللہ علیہم کاشکر کرنالازم سمجھیں،اس اجتماع پرمغرور نہ ہوں،ہوسکتا ہے کہ ایک استدراج ہو،معاذ اللہ!(اللہ کی پناہ)ہمیشہ خائف اورڈرتے رہیں۔ذکرومراقبہ، نسبت باطن کی مشغولیت اوراعمال کے وظائف سے اپنے اوقات کوبھرپوررکھیں۔ ماسوی(اللہ)سے محرومی ونا امیدی اوراللہ سبحانہ کے فضل سے توقع رکھیں۔تنہائی کوشعار اوراپنی عزت وآبرو کاسرمایہ بنائیں۔انکار واقرار سے پروانہ کریں۔اقراراللہ تعالی کی نعمتوں سے اورانکارہمارے اعمال کی سزامیں سے ہے۔گناہوں سے توبہ کرنے والا،نادم شکستہ دل رہنااس کام کی کامیابی ہے:

ایں فتح جزشکست میسرنمی شود

یعنی:فتح شکست کے علاوہ میسرنہیں ہوتی۔

اجازت(دینے)میں بہت زیادہ تامل کرناچاہئے۔دوام حضور،جمعیت وترک احوال،کثرت اعمال اورتاثیر ضروری ہے،جوکہ غیب سے پہنچتی ہے۔فقرا کا حصہ مقرررکھیں،مساکین تمہاری صحبت میں جمع رہیں گے۔اچھا کھانے کی عادت نہ بنائیں اورآسان زندگی بسرکریں۔

تفسیروحدیث وعلوم صوفیہ کی کتابیں اورمکتوبات شریف حضرت مجددرحمۃ اللہ علیہ آپ کی مجلس میں رہیں،اسے واجب سمجھیں،خاتمہ(آخری وقت)سے خوف زدہ رہیں(اور)متواضع،خوار،مسکین،بے چارہ،مفلس اوربے سروسامان رہیں،وسوسوں سے خودکودوررکھیں،مجھے بھی دعامیں یادرکھیں۔والسلام۔

کمالات کوحق سبحانہ کی طرف منسوب کرنا،خودکومحض عدم(نابود)دیکھنا،ہرروز کے واقعات کواللہ تعالی کی تقدیر:

النافع ھواللہ والضار ھواللہ

(یعنی:ہرنفع دینے والا اللہ ہے اور ہرنقصان دینے والا اللہ ہے)

سے پیداہونے والاسمجھنا،بل کہ دیکھنااوررنجشوں کوترک کرنا،اللہ تعالی کے دوستوں کاشیوہ ہے۔

تومباش اصلاانیست وبس

یعنی تونہ رہے،اصل(کام)یہ ہے اوربس۔

فعل کی نسبت اوراپنی تعریف نابودہوجائے:

رودروگم شودوصال اینست وبس

یعنی جااس میں گم ہوجا،وصال یہ ہے اوربس(۱)

ملفوظات

حضرت شاہ ابوسعید دہلوی قدس اللہ سرہ

(متوفی:۱/۱۰/۱۲۵۰۔بمطابق:۳۱/۱/۱۸۳۵)

خلیفہ مجاز

حضرت شاہ درگاہی قدس اللہ سرہ

وحضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس اللہ سرہ

۱)جب اللہ تعالی کی عنایت بے غایت کسی بندہ کے شامل حال ہوتی ہے تووہ اسے اپنے دوستوں میں سے کسی ایک دوست کی خدمت میں بھیج دیتا ہے اوروہ بزرگ ریاضات ومجاہدات کاحکم دے کراس کے باطن کاتزکیہ اورتصفیہ کرتا ہے اوراذکارو افکار کی کثرت سے اس کے لطائف کوان کی اصل کی طرف رجوع کرادیتا ہے۔(۲)

۲)شیخ کامل ومکمل ہوناچاہئے کہ اس کاظاہرپوری طرح حضور انور ﷺ کی

۱)۔مکاتیب شریفہ حضرت شاہ غلام علی دھلوی:مکتوب شصت وپنجم:ص:۲۳۶۔۲۳۷۔

۲)۔ہدایت الطالبین:ص:۲۱۔

متابعت رکھتا ہو اور اس کا باطن غیر اللہ سے رشتہ توڑ کر اور بے تعلق ہو کر حضرت حق سبحانہ کے دوام حضور سے مشرف ہو۔(۱)

ملفوظات

حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ سرہ

(متوفی: رجب: ۱۲۶۲۔۱۸۴۶)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس اللہ سرہ

۱) اپنے کو کمترین مخلوقات سمجھنا چاہئے اور یہ کہ تا امکان خود قوت حرام و مشتبہ سے پرہیز واجب جانے کہ لقمہ حرام مشتبہ سے برابر نقصان ہے۔(۲)

۲) نماز تہجد کی چار رکعتیں ہیں یا آٹھ یا بارہ جو نبھ سکے، سالک راہ طریقت کو اشد ضرورت ہے۔(۳)

۳) حلال روزی کا خیال رکھنا اول طریقت کا ہے، اس کی شکل یہ ہے کہ جتنا خرچ اپنا کم رکھے گا رزق حلال پاوے گا۔(۴)

۴) جب رزق حلال نہیں تو منزل شریعت طے نہیں، طریقت کہاں، جو شخص ان خیالات میں رہتا ہے کہ عمدہ کھانا کھایا کروں، برا بھلا ہرگز نہ کھاؤں، باریک کپڑا ہمیشہ پہنا کروں، موٹے جھوٹے سے نفرت ہو، اور شادی لڑکے لڑکی کی دھوم دھام سے کروں،

---

۱)۔ہدایت الطالبین: ص ۳۷۔

۲)۔حیات شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ سرہ: ص:۷۶۔

۳)۔ارشاد پیر: ملحقہ: حیات شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ سرہ: ص: ۱۷۴۔

۴)۔حیات شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ سرہ: ملحقہ: ارشاد پیر: ص: ۱۷۷۔

اور چھوٹی موٹی سبھی شادیاں کروں اور سب بچوں کی شادی ایسی ہی کروں اور جب بچوں سے فراغت پاؤں تو بچوں کے بچوں کی بھی شادی میں زور لگاؤں اور برادری میں نیوتہ بھی اپنے نام کے موافق دوں اور کھانا برادری کا بھی ایسا دوں کہ سب واہ واہ کریں تو اسے طریقت تو کہاں اگر شریعت بھی قسمت سے مل جاوے تو غنیمت ہے۔(۵)

۵) سالک راہ طریقت کو چاہئے کہ خیالات زینت دنیا بالکل دل سے اڑا دے بعدہ قوت لایموت کے قدر مزدوری کرلے، پھر دیکھے کیا انوار قلب میں پیدا ہوتے ہیں۔(۶)

۶) رزق حلال کی چار صورتیں ہیں:

اول: نوکری بشرطیکہ ہرج عبادت مفروضہ کا اس میں نہ ہو، یعنی جمعہ اور جماعت فوت نہ ہو، اور کفر اور شرک اور ظلم کی مدد نہ ہو۔

دوسری: زراعت: بشرطیکہ ادائے حقوق عالموں کا بوجہ مشروع ہو اور حتی الامکان جمعہ اور جماعت فوت نہ ہو۔

تیسری: تجارت امور مباح میں بشرط ادائے حقوق اور نہ ہونے کم و بیشی کے وزن اور کیل میں اور نہ ہونے جھوٹ اور دغا کے اور نہ فوت ہونے جماعت کے۔

چوتھی: ہنر اور پیشہ انہی شرطوں کے ساتھ۔(۷)

۷) امورات جدیدہ میں استشارہ اور استخارہ ضروری ہے کہ یہ دونوں امر سنت ہیں۔(۸)

۸) جوان اور بہت بوڑھا اور احمق اور عورت قابل مشورہ کے نہیں ہیں، جوان سے مشورہ کر کے کام شروع کرے گا پشیمان ہوگا۔(۹)

---

۵)۔حیات شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ سرہ: ملحقہ: ارشاد پیر: ص: ۱۷۷۔

۶)۔حیات شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ سرہ: ملحقہ: ارشاد پیر: ص: ۱۷۸۔

۷)۔حیات شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ سرہ: ملحقہ: ارشاد پیر: ص: ۱۷۸۔۱۷۹۔

۸)۔حیات شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ سرہ: ملحقہ: ارشاد پیر: ص: ۱۷۹۔

۹)۔حیات شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ سرہ: ملحقہ: ارشاد پیر: ص: ۱۸۰۔

ملفوظات

حضرت خواجہ اُحمد سعید مہاجر مدنی نقشبندی مجددی قدس اللہ سرہ

(متوفی:۲/۳/۱۲۷۷۔ بمطابق:۱۸/۹/۱۸۶۰)

خلیفہ مجاز

حضرت شاہ ابوسعید دہلوی قدس اللہ سرہ

وحضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس اللہ سرہ

۱) ساتھیوں کو یہ نصیحت کی جاتی ہے کہ وہ بزرگوں کے سلسلے کو رائج کریں۔ دین ودنیا کے اُمور کو ظاہر وباطن کے لحاظ سے، پیران کرام کے واسطے سے، جناب الٰہی کے سپرد کریں۔ تمام واقعات کے پیش آنے کو خداوندِ کریم کارساز کی طرف سے سمجھیں۔ واقعات وحادثات پر چوں وچرا نہ کریں۔ لوگوں کی مخالفت اوران کا مقابلہ نہ کریں۔ لغزشوں کی چشم پوشی کریں۔ لوگوں کی برائیوں کو کسی کے سامنے بیان نہ کریں۔ جو کچھ ملے وہ فقراتک پہنچائیں اور اپنے لئے اللہ کے ماسوا ہر ایک سے ناامید ہوجائیں۔ صبر وتوکل، قناعت، رضاوتسلیم، افتقار وانکسار اور خاک ساری وتواضع اللہ کے دوستوں کا طریقہ ہے۔(۱)

۲) کتاب صوفیہ اور مکتوبات شریفہ کو مطالعے میں رکھنا ضروری ہے۔ ہمارے پیران کرام رضی اللہ عنہم کے توسل سے پوری انکساری کے ساتھ ذکر اور اللہ تعالی کی طرف توجہ کو ہمیشہ کیا جائے اس میں غفلت نہ کی جائے کہ حق جل وعلا کے طالبوں کے لئے یہ اس راستے میں ناگزیر ہے۔ اللہ تعالی کے سچے وعدوں پر دل کو مضبوط رکھا جائے، وسوسوں کی وجہ سے اپنے مقام سے نہ ہٹا جائے، یک سو ہوکر زندگی گزارنا اور یک سو (اللہ پاک کی

۱)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۱ص:۱۶۔

طرف) دیکھنا خلاصۂ زندگی ہے۔(۲)

۳) ہمیشہ ہمت کو ذکرِ حق سبحانہ میں مصروف رکھنا چاہئے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس کی جنابِ قدس سے غفلت نہ برتنی چاہئے۔ نسبتِ شریفہ کی اِشاعت میں بھرپور کوشش کرنی چاہئے کہ یہ قربِ قیامت کا زمانہ اور فتنوں کا دور ہے۔ اپنے سلسلے کی اِشاعت کو حق تعالی کی عین مرضی سمجھا جائے۔(۳)

۴) واضح ہو کہ اصحاب طریقت وارباب حقیقت کا اس پر اتفاق ہے کہ: انسانی تخلیق کا سب سے اہم اور بڑا مقصود ومطلوب رب العالمین کی محبت ہے۔ اوراس کی دو قسمیں ہیں: محبت ذات اور محبت صفات

محبت ذات اللہ کے عطیوں میں سے ہے۔ بندوں کے کسب وعمل کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ بندے کے عمل کا دخل اس محبت سے ہے جو محنت واکتساب سے ملتی ہے۔

محبت کو حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ: اللہ کے ماسوا ہر شئے سے دل خالی کر کے دائمی ذکر کیا جائے۔ دل کو ماسوا سے فارغ رکھنا شرط ہے۔ مشروط میں خلق، دنیا، نفس اور شیطان رکاوٹ ہیں۔

مخلوق کو دفع کرنے کا طریقہ گوشہ نشینی اور تنہائی ہے۔

دنیا کو دفع کرنے کا طریقہ، قناعت ہے۔

اور نفس وشیطان کو دور بھگانے کا طریقہ ہر گھڑی اللہ پاک سے التجا کرنا ہے۔(۴)

۵) جو طالب کشف حاصل کرنے کے بعد فضول باتیں کرتا ہو، اپنے شیخ سے منحرف ہوچکا ہو، اس کی نسبت سلب کرلینا ہی بہتر ہے۔۔۔۔۔۔ اگر نسبت بظاہر باقی بھی رہ جائے تو وہ مقام اعتبار سے گر گیا۔(۵)

۲)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۱ص:۱۷۔

۳)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۲ص:۱۷۔۱۸۔

۴)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۳ص:۱۸۔۱۹۔

۵)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۴ص:۱۹۔

۶) فنائے قلب کی علامت: دل سے ماسوی کا بھول جانا ہے حتی کہ اگر تکلف سے بھی یاد کرے تو یاد نہ آئے، نہ ہی دنیا کی خوشی سے خوش ہو اور نہ ہی دنیا کے غم سے غمگین ہو۔ اس کے سامنے تجلی افعالی ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مخلوق کے افعال میں واحدِ حقیقی کے فعل کو دیکھے۔ اس کی علامت یہ ہے ہ: زید کی طرف سے ملنے والے انعام اور ایذا کو یکساں سمجھے یعنی زید کے شکر اور طمانچہ کو برابر خیال کرے۔(۱)

۷) فنائے روح کی علامت یہ ہے کہ: تجلی صفاتی کا ظہور ہو یعنی سالک کی صفات معدوم ہو جائیں اور اس کی جگہ صفاتِ حق ظاہر ہوں۔(۲)

۸) فنائے سر کی علامت یہ ہے کہ: سالک کی ذات حق جل وعلا کی ذات میں مستہلک (فنا) ہو جاتی ہے۔ اپنے آپ سے الگ ہو کر، من و تو سے گزر کر خدا رہ جاتا ہے۔ (۳)

۹) فنائے اخفی کی علامت: ظاہر کا مظاہر سے الگ ہونا ہے یعنی حق، باطل سے ممتاز ہو جاتا ہے اور وحدت کثرت سے ممتاز ہو جاتی ہے۔(۴)

۱۰) فنائے نفس کی علامت: عین اثر کا زوال توحید شہودی کا ظہور، شرح صدور، اپنے مقام سے نزول، جوار صلحا میں ورود، تخت صدر پر اتقاء، اور حقیقی ایمان کا حصول ہے جو زوال سے محفوظ ہے۔(۵)

۱۱) قادریہ یا چشتیہ سلسلے کا طالب اگر آئے تو اسے مذکورہ سلسلے میں بیعت کر لیا جائے

۱)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۵ ص:۲۰۔

۲)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۵ ص:۲۰۔

۳)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۵ ص:۲۱۔

۴)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۵ ص:۲۱۔

۵)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۵ ص:۲۱۔

اور اس کی تربیت، اذکار و اشغال میں، حضرات نقشبندیہ کی طرز پر کی جائے۔ چناں چہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کا یہی معمول تھا۔(۶)

۱۲) جس شخص پر ذکر کرتے وقت مرتعش (کانپنے والے) کی سی حرکت غالب آجاتی ہو، اس کا علاج یہ ہے کہ: اسے زیادہ ذکر کرنے پر توجہ نہ دی جائے بل کہ اس پر سکینہ و حضور القا کیا جائے۔ اسے ذکر کرنے سے روکا جائے۔ اسے مراقبہ احدیت یا وقوف قلبی کی تعلیم دی جائے۔ اگر وہ مراقبہ احدیت سے گزر چکا ہو (اس کی تعلیم لے چکا ہو) تو اسے مراقبہ معیت سکھایا جائے امید ہے کہ فنائے قلب کے پرتو سے تسکین پائے گا۔ اگر ایسا نہ ہو (تسکین نہ پائے) تو لطیفہ نفس پر اسے توجہ دی جائے، جب اس لطیفہ کی نسبت غالب آجائے گی تو اس حرکت سے رک جائے گا اور شعور میں آجائے گا۔(۷)

۱۳) جو شخص قادریہ یا چشتیہ سلسلہ میں بیعت کئے ہوئے ہو، پھر وہ نقشبندیہ طریقہ میں بیعت کرنا چاہے اور اس طریقہ میں سلوک کی منزل طے کرنا چاہے تو جائز ہے اور مقصود خدا ہے۔ مطلوب تک پہنچنے میں یہ طریقہ سب طریقوں سے زیادہ قریب ہے۔ خاص طور پر اس زمانے میں کہ دوسرے سلسلے نام کے سوا باقی نہیں رہے (برائے نام رہ گئے ہیں) حق جل وعلا کے طالب کے لئے اس طریقہ شریفہ کا التزام کرنا ضروری ہے۔(۸)

۱۴) شیخ کو جائز ہے کہ وہ ایک ایسے صاحب استعداد مرید کو اجازت دے دے جو مرتبہ اجازت پر نہ پہنچا ہو۔(۹)

۱۵) مرید جب فنائے قلب اور فنائے نفس دونوں کو پالے تو وہ اجازت مطلق پانے کا اہل ہو جاتا ہے۔(۱۰)

۶)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۶ ص:۲۲۔

۷)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۶ ص:۲۳۔

۸)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۶ ص:۲۳۔

۹)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۶ ص:۲۳۔

۱۰)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۶ ص:۲۳۔

۱۶) اگر نا خواندہ اوران پڑھ مرید سلوک میں پورا ہوجائے اور شیخ کامل ومکمل وعامل کی خدمت میں اپنے مرشد کے آداب بجالانے والا بن جائے تو شیخ کے لئے جائز ہے کہ اس کو اولاً تعلیم طریقہ کی اِجازت دے، اس مرید کے لئے ضروری ہے کہ علم ضروری پڑھے اور شرعی مسائل سے آگاہ ہوجائے۔(۱)

۱۷) شیخ کو چاہیئے کہ تاریک رات میں کہ: مریدوں کو پتہ نہ چلے۔تمام اشخاص (مریدوں) کو ہمت دلاتے ہوئے دعا کرے کہ: یااللہ! ہر شخص کو وہ فیض عطا فرما، جس کے وہ لائق ہو، مجموعی طور پر سب کے لئے دعا کی جائے اور کسی کی تخصیص نہ کی جائے۔(۲)

۱۸) جب تک لطائف اپنے اصولوں تک نہیں پہنچتے فنا نہیں ہوتے، لہذا ہمت کی جائے کہ لطائف میں جذبات پیدا ہوں تاکہ اپنے اصولوں تک پہنچنے والے بنیں اور فانی ومستہلک ہوجائیں۔(۳)

۱۹) اس طریقہ شریفہ میں استفادے کا دارومدار محبت وعشق اور رابطۂ شیخ پر ہے، اگرچہ شیخ بظاہر دور ہو لیکن باطن میں قریب بل کہ اقرب ہوتا ہے۔رابطۂ شیخ کے غلبے کے سبب مرید لحظہ بہ لحظہ اپنے پیر کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔(۴)

۲۰) جس وقت مرید کو طریقہ کی تعلیم دیں تو مرید کو چاہیئے کہ وہ اپنے شیخ کی روش اپنائے، اور طریقے کو آگے بڑھائے کہ اس زمانے میں نسبت شریف کی ترویج واشاعت حق سبحانہ کی مرضی ہے۔(۵)

۱)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۶ ص:۲۳۔
۲)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۶ ص:۲۳۔
۳)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۶ ص:۲۴۔
۴)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۶ ص:۲۴۔
۵)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۷ ص:۲۶۔

۲۱) مریدوں کے احوال سب پیروں کی طرف سے منعکس ہوتے ہیں، مرید پیر کا آئینہ ہوتے ہیں۔(۶)

۲۲) ہم اپنے مشائخ رحمۃ اللہ علیہم سے سخت محبت رکھتے ہیں اور محبت محبوب کے کمالات کے ایک دقیقہ کو بھی ظاہر کئے بغیر نہیں چھوڑتی بل کہ لحظہ بہ لحظہ محب اپنے محبوب کے رنگ میں رنگتا جاتا ہے، مرید اپنے پیران کرام کے کمالات سے محروم نہ رہے گا لیکن احکام کی تعمیل اور نواہی سے رکنا ضروری ہے، نیز اذکار واَشغال اور مراقبات میں تعطل نہ ہو۔فاستقم کما أمرت (جس طرح تجھے حکم دیا گیا ہے استقامت اختیار کر) اس کے بغیر سب فضول ہے۔(۷)

۲۳) مرید اپنے پیروں کے آئینے ہوتے ہیں اور ان کے چھپے ہوئے کمالات کے مظہر ہوتے ہیں۔مریدوں اور استفادہ کرنے والوں کی کثرت پیر کو عجب وتکبر میں مبتلا نہ کردے کہ یہ مہلک مرض ہے۔(۸)

۲۴) کتب فقہ کے مطالعے کو ضروریات میں شمار کرنا چاہیئے۔(۹)

۲۵) معروف کا حکم، برائی سے روکنا اور سلسلہ کے طالبوں کو راہنمائی کی بات بتانا ضروری ہے۔(۱۰)

۲۶) مرشدوں کا مقصود یہ ہے کہ طالب جلدی اپنے مطلوب کو پہنچے۔تمام سلسلوں سے زیادہ قریب ترین راہ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی ہے۔(۱۱)

۶)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۷ ص:۲۷۔
۷)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۹ ص:۳۰۔
۸)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۱۱ ص:۳۳۔
۹)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۱۳ ص:۳۸۔
۱۰)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۱۵ ص:۴۵۔
۱۱)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر:۲۳ ص:۵۸۔

۲۷)بندۂ صادق کو چاہیئے کہ اپنے مولا کی عظمت کے سامنے اپنے نام ونشان کو نہ رہنے دے۔(۱)

۲۸)غلبۂ رابطہ کا چھائے رہنا عظیم نعمت اور بڑا عطیہ ہے جو بے مثال ہے اور ہزاروں میں سے کسی ایک صاحب دولت کو اس عنایت سے نوازا جاتا ہے،لہذا اس کے شکریے کا اہتمام اللہ تعالی کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر کرنا چاہیئے کہ وہ ظاہری حضور ومجالست کے بغیر بھی حضور وصحبت کے کارِ شرف سے نوازتا ہے۔اور اللہ پاک نسبت خاص الخاص سے مشرف فرماتا ہے۔جو اس وقت عنقا کے حکم میں ہے۔(۲)

۲۹)درس قرآن شریف،حدیث لطیف،فقہ اور صوفیہ کی کتابیں ہمارے عالی شان خاندان کی نسبت میں مدد ومعاون ہیں۔(۳)

۳۰)واضح ہو کہ: فنافی الشیخ فنافی الرسول پر مقدم ہے۔(۴)

۳۱)مرید رشید کو اپنے پیر کامل ومکمل کے ساتھ جو محبت کا غلبہ ہو جاتا ہے،اس محبت کے سبب وہ لحظہ بہ لحظہ اپنے محبوب کے کمالات میں جذب ہو جاتا ہے حتی کہ وہ اپنے آپ کو اور سب کو فراموش کر دیتا ہے اور اَنا الشیخ کی آواز اس کے باطن سے باہر آتی ہے۔(۵)

۳۲)اہل سنت والجماعت (اللہ تعالی ان کی کوششوں کو قبول فرمائے) کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلیفہ برحق ہیں اور حضرت صدیقؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کو اپنا خلیفہ بنایا۔حضرت صدیقؓ کی وفات کے بعد تمام

۱)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۲۴ ص: ۶۰۔
۲)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۲۶ ص: ۶۳۔
۳)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۳۲ ص: ۶۸۔
۴)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۳۵ ص: ۷۱۔
۵)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۳۵ ص: ۷۱۔

چھوٹے بڑوں نے حضرت فاروقؓ کی بیعت کی اور انہیں خلیفۂ رسول اللہ ﷺ کہتے تھے۔ان کے بعد،ان کے خلیفہ حضرت عثمانؓ ہوئے۔ان کے بعد حضرت علی مرتضیؓ خلیفہ ہوئے۔

پس صوفیا کے طریقوں میں سے ہر طریقہ جو حضرت علی مرتضیؓ کی طرف منسوب ہے وہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے بھی منسوب ٹھہرا۔اختصار کے لئے ان دونوں بزرگوں کے نام حذف کر دیتے ہیں۔بل کہ یہ خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منسوب ہے خواہ لوگ ان بزرگوں کے نام لکھیں یا نہ لکھیں۔

پس صوفیا کرام رحمتہ اللہ علیہم کے تمام طریقے نقشبندیہ ہو یا قادریہ،چشتیہ ہو یا سہروردیہ وغیرہ،ہم تک خلفائے راشدین ہادیین مہدیین۔رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واسطے سے پہنچے ہیں۔اس لئے کہ انہوں نے شریعت،طریقت،حقیقت اور معرفت کی ترویج میں بہت زیادہ کوشش کی،اللہ سبحانہ انہیں ہماری طرف سے بہترین جزا دے۔

جان لیجئے کہ: ہمارے نبی وسردار وہادی اور ہمارے گناہوں کے شفاعت فرمانے والے ﷺ نبوت وولایت دونوں کے کمالات کے جامع تھے۔کمالات نبوت شیخین کی ذات میں غالب ہو گئے اور کمالات ولایت حضرت علی مرتضیؓ میں غالب ہو گئے اس لئے آپ اولیا کرام کے سلاسل کا مرجع ہوئے اور حضرت عثمان مجمع البحرین ٹھہرے،لہذا انہیں ذوالنورین کا نام دیا گیا۔

اس میں شک نہیں کہ کمالات نبوت،کمالات ولایت سے اعلی وارفع ہیں،لہذا شیخین رضی اللہ عنہما کو ختنین کریمین پر فضیلت حاصل ہوئی۔یہ راز بعض لوگوں سے مخفی ہے لہذا انہوں نے مساوات کا حکم لگایا۔(۶)

۳۳)دشمنوں کی عداوت کا بدلہ عطا و احسان سے کیا جائے۔دشمنوں کے افعال کے

۶)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۳۸ ص: ۷۷۔۷۸۔

پردے میں تربیت جلالی کاظہور ہوتاہے۔دل کے کام اوراپنی آہ کو انتظام تک پہنچاتا ہے۔(۱)

۳۴) آپ کے سپرد جوکام ہواہے اس میں سرگرم رہیے اوراپنے تمام اوقات میں اللہ سبحانہ کی طرف مشغول ومتوجہ رہیں اورکسی سے سروکار نہ رکھیں۔آپ کے پاس جوکوئی بھی آئے اس سے کشادہ پیشانی اورخاطرداری سے ملیے اوراگرکوئی آپ کے بارے میں کچھ براکہتاہے تواس کابدلہ نیکی سے دیں اوراپنے تمام یاروں اوردوستوں کواسی بات کی تلقین کریں،برائی کابدلہ برائی سے دینایہ عوام کاکام ہے۔(۲)

۳۵) دینی بھائیوں کی کثرت ،زیادہ قرب کاسبب ہے کیوں کہ زیادہ ثواب ملتاہے،ان کاثواب مرشدکوپہنچتاہے جیسےان کوپہنچتاہے۔(۳)

۳۶) اے میرے بھائی! آپ کواللہ سبحانہ کے ساتھ ہمیشہ ذکروشغل میں رہناچاہئے ،کثرت سے مراقبہ کرناچاہئے کہ یہ مشاہدے کادروازہ ہے ،جوسختی کادروازہ کھٹکھٹاتاہےاس کے لئے کھولاجاتاہے۔(۴)

۳۷) دنیااوردنیاوالوں سے انقطاع صوفیوں صافیوں کے لئے ناگزیرہے۔(۵)

۳۸) بدبختی کی ایک علامت یہ ہے کہ :انسان نافرمانی کرے اورتوقع رکھے کہ میں مقبول ہوجاؤں گا۔(۶)

۱)۔تحفہ زواریہ:مکتوب نمبر:۴۴۔ص:۸۲۔
۲)۔تحفہ زواریہ:مکتوب نمبر:۴۷۔ص:۸۵۔
۳)۔تحفہ زواریہ:مکتوب نمبر:۴۹۔ص:۸۷۔
۴)۔تحفہ زواریہ:مکتوب نمبر:۵۲۔ص:۹۱۔
۵)۔تحفہ زواریہ:مکتوب نمبر:۵۳۔ص:۹۱۔
۶)۔تحفہ زواریہ:مکتوب نمبر:۵۵۔ص:۹۳۔

۳۹) سلوک سے مرادمرتبۂ احسان کاحصول ہے۔(۷)

۴۰) حضرات نقشبندیہ نے اللہ سبحانہ کاذکردائمی طورپرکرنے کاطریقہ بنایاہے،یہ حضرات طالبوں پرخاص طریقہ سے توجہ دیتے ہیں اوران کی توجہ کی برکت ہے کہ طالبوں میں پہلے جذبہ پیداہوتاہے،بےتابی وبےقراری،آہ ونالہ،ذوق وشوق اورسکروبےخودی ظاہرہوتی ہے۔(۸)

۴۱) اللہ والوں پراعتراض کی زبان نہ کھولیں کہ اس کانتیجہ اچھانہیں ہے۔(۹)

۴۲) کینہ وبغض وعداوت صفاتِ ذمیمہ سے ہیں،اہل اسلام کوان سے بچناضروری ہے۔علماوصلحاکی شان تواس سے بہت بلندہے۔(۱۰)

۴۳) اللہ والے جوکچھ دیکھتے ہیں حق سے دیکھتے ہیں اورجوکچھ سنتے ہیں حق سے سنتے ہیں وہ اشخاص سے۔جوکہ تعینات ہیں۔اپنی نظربلندرکھتے ہیں ۔وہ زیدوعمروکی شکایت ہونٹوں پرنہیں لاتے،وہ لوگوں کے طعنوں پرکان نہیں دھرتے۔وہ براکہنے والوں کوحسنِ سلوک سے بدلہ دیتے ہیں اوران کی غلطیوں کومعاف فرمادیتے ہیں۔(۱۱)

۴۴) پیری ومریدی عرفان حق کے حصول کے لئے ہے۔جب تک عرفان حاصل نہ ہوبے کارمحض ہے۔اگرپہلے پیرسے معرفت حاصل نہ ہوتوبلاتردددوسرے پیرسے رجوع کرے،جب تک مقصود حاصل نہ ہوجائے،نہ بیٹھے اورطلب سے اپنے آپ کوفارغ نہ کرے۔(۱۲)

۷)۔تحفہ زواریہ:مکتوب نمبر:۵۸۔ص:۹۷۔
۸)۔تحفہ زواریہ:مکتوب نمبر:۵۸۔ص:۹۷۔
۹)۔تحفہ زواریہ:مکتوب نمبر:۵۸۔ص:۹۷۔
۱۰)۔تحفہ زواریہ:مکتوب نمبر:۵۸۔ص:۹۷۔
۱۱)۔تحفہ زواریہ:مکتوب نمبر:۶۱۔ص:۱۰۳۔
۱۲)۔تحفہ زواریہ:مکتوب نمبر:۶۳۔ص:۱۰۶۔

۴۵) وجد وتواجد جو باختیار ہو یا مجلس سماع میں ہو اور نامشروعہ امور پر مرتب ہو وہ ہمارے طریقہ میں نہیں ہے اور بے اختیار وجد وتواجد میں ممانعت نہیں ہے اور ممانعت کیسے ہو کہ بشر کے اختیار سے خارج ہے، حق تعالیٰ تکلیف مالا یطاق نہیں دیتے۔(۱)

۴۶) اللہ تعالیٰ کا مرید انسان اس وقت بنتا ہے جب اپنے تمام مقاصد اور مرادوں کو اپنے سینے سے نکال دے اور حق سبحانہ کی رضا کے سوا، اس کی کوئی مراد نہ رہے اور وہ حضرت حق تبارک وتعالیٰ کے سامنے یوں ہو جیسے نہلانے والے کے ہاتھوں میں مردہ۔ ہمیشہ باری تعالیٰ کی جناب میں تضرع وزاری کرتا رہے کہ: یاالٰہی جو کچھ تیری رضا ہے مجھے اس پر رکھ اور مجھے ایک لحظہ کے لئے بھی اپنے آپ سے دور نہ کر۔(۲)

۴۷) خلافت کا معاملہ اس شخص کے سپرد کیجئے جو عالم بھی ہو اور سلوک کی منزل بھی طے کی ہو۔ معتبر ہو، لوگوں میں عزیز وشریف ہو۔ مخلوق کا رجوع اس کی طرف زیادہ ہو۔ مشائخ کرام کے اوصاف اور اخلاق سے مزین ہو۔ پیران کبار سے عشق ومحبت تمام وکمال رکھتا ہو۔ توجہ دینے میں قوی تاثیرات ظاہر کرے۔ اس کے دل سے حب جاہ وریاست دور ہو چکی ہو۔ تواضع، فروتنی وخاکساری وسخاوت اس کی عادت ہو۔ حق سبحانہ سے مشغولی اسے ہمیشہ کے لئے حاصل ہو۔ اس قسم کا شخص خلافت کے لائق ہے۔(۳)

۴۸) اپنے کام میں مشغول ومستعد رہئے اور اپنے اوقات عزیز کو سب سے اہم خیر میں مصروف رکھیے جو کہ یاد حق سبحانہ ہے۔ خواہ یہ اذکار واشغال ومراقبات سے ہو یا طاعات وعبادات سے یا تلاوت اور النبی المختار علیہ الصلاۃ والسلام پر درود سے ہو یا طالبوں کے ارشاد وافادہ سے ہو یا کتب تصوف، مکتوبات اور تفسیر وحدیث وغیرہ مفید کتابوں کا مطالعہ ہو۔(۴)

۱)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۶۴۔ص: ۱۰۹۔
۲)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۱۷۔ص: ۱۲۳۔
۳)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۷۵۔ص: ۱۲۷۔
۴)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۸۷۔ص: ۱۳۴۔

۴۹) حاکموں اور والیوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ فساد کرنے والوں کی تادیب وسرزنش کریں تاکہ اللہ والے فارغ البال ہو کر حق سبحانہ کے ذکر میں مشغول رہیں اور دل سے حاکموں اور رئیسوں کے مرتبوں کی ترقی کے لئے دعا میں مصروف رہیں۔(۵)

۵۰) باصفا درویشوں کا وجود غنیمت ہے اور ملک عالی میں ان کی امداد واعانت ان گنت اور لاتعداد نتائج کے لئے مفید ہے۔(۶)

۵۱) اس آخری زمانے میں حضرات کی نسبت عنقا ہو چکی ہے۔ طالبوں کے حال پر توجہ دینا اور انہیں نسبت القا کرنا سب سے افضل نیکی ہے۔(۷)

۵۲) توجہ بہترین طریقہ سے دیں تاکہ نسبت نقشبندیہ کی چاشنی حاصل ہو اور مشغولی غالب ہو اور شعلہ عشق بڑھے۔ اور چوں کہ یہ امر بہترین عبادات سے ہے، اس لئے اس پر صرف ہمت ضروری ہے۔(۸)

ملفوظات

حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۲۲/۱۰/۱۲۸۴۔ بمطابق: ۱۶/۲/۱۸۶۸)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ شاہ احمد سعید مہاجر مدنی قدس اللہ سرہ

۱) طریقہ صوفیہ کی ترویج اور اجازت کے لئے یہ شرط ضروری ہے کہ شریعت مطہرہ

۵)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۱۰۱۔ص: ۱۴۶۔
۶)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۱۰۱۔ص: ۱۴۶۔
۷)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۱۱۸۔ص: ۱۶۱۔
۸)۔تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۱۱۹۔ص: ۱۶۲۔

نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والتحیات کے احکام شریفہ پر ظاہری اور باطنی طور سے پوری پوری استقامت ہونا چاہئے اور حتی الوسع حدود شرعیہ سے ایک ذرہ بھی تجاوز نہ کرنا چاہئے۔خصوصاً پنج وقتہ نماز کو اول وقت میں باجماعت ادا کرنا چاہئے اور صبح کی نماز کو واجبی طور پر۔ ہر وقت خداوند کریم کے ذکر اور مراقبہ میں مشغول رہنا چاہئے۔کم کھانا، کم سونا، کم بولنا اور لوگوں کے ساتھ کم ملنا جلنا رکھنا چاہئے۔توبہ، زہد، صبر، قناعت، توکل، شکر، خوف، تسلیم، رضا جیسے اوصاف علیا سے موصوف ہونا چاہئے۔عوام لوگوں کی طرح کشف وکرامات کو کوئی اہمیت نہ دینا چاہئے۔اپنی ذات اور جملہ مخلوق کی ذات سے ناامید رہنا چاہئے۔فقر اور فاقہ کو بڑی نعمت خیال کریں۔مریدوں کے مال میں کسی قسم کا کوئی لالچ نہ رکھیں۔مخلوق آپ کی تعریف کرے یا آپ کو برائی سے یاد کرے اس کی کوئی پرواہ نہ کریں۔دولت اور دولت مندوں سے پرہیز کریں اور علماوفقرا کی جان ومال وتن سے خدمت کریں،مخلوق خدا کی غیبت اور مذمت سے اجتناب کریں۔(۱)

۲)صوفیائے کرام کے طریقے کا سلوک، تہذیب اخلاق سے عبارت ہوتا ہے تا کہ اللہ تعالی کے ساتھ اتصال پیدا ہوجائے اور اتصال کے معنی یہ ہیں کہ: حق تعالی کے سوا جمیع ماسوا سے پورے طور پر انقطاع حاصل ہوجائے۔(۲)

۳)ہر چیز کے آداب ہوتے ہیں۔ بلا ومصیبت کے آداب یہ ہیں کہ: اس کی شکایت اور اس کے دور ہونے کی التجا سوائے خدا کے اور کسی دوسرے سے نہ کرے۔اہل سنت والجماعت کے ہاں یہ ہے کہ: اگر اللہ تعالی کی طرف سے کوئی تکلیف یا مصیبت بندہ پر نازل ہوتو اس سے محبت رکھنا اور اس پر راضی رہنا فرض ہے۔جو مصائب اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہوتی ہیں ان پر راضی رہنا قلب کے لئے خوشی وسرور کا باعث ہے۔یاد رہے کہ جب

۱)۔تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر:۱ ص:۲۵۔
۲)۔تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر:۲ ص:۳۰۔

تک ان بلیات کے ساتھ دل کو خوشی اور رغبت حاصل نہ ہوجائے اس وقت تک حقیقت، طاعت وبندگی نصیب نہیں ہوسکتی۔(۳)

۴)کلام اللہ شریف کی تفسیر اور علم عقائد، علم حدیث شریف، علم فقہ اور علم تصوف کی تدریس، ہمارے حضرات کبار کی نسبت حاصل کرنے میں مدد دیتی ہے۔(۴)

۵)صوفیوں کا اس میں اتفاق ہے کہ: نسبت مجددیہ اس پیر پر حرام ہے جو اپنے آپ کو حشرات الارض اور کتے سے بہتر سمجھے۔(۵)

۶)جو بھی چیز شریعت کے خلاف ہے وہ مردود ہے، ہر وہ حقیقت جس کو شریعت رد کرے وہ زندقہ ہے۔شریعت کے احکام کو بجالاتے ہوئے جو شخص حقیقت کی طلب کرے وہ جواں مرد ہے۔(۶)

۷)فنافی الشیخ کے مرتبہ کے حصول کے بغیر سلوک کا معاملہ سرانجام ہونا محال ہے(۷)

۸)وہ طالب جو پیر کی از حد محبت رکھا ہے وہ لحظہ بہ لحظہ پیر ہی کے رنگ میں رنگین ہوجاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ: پیر کے انتہائی اور توسط احوال کے عکوس، مبتدی طالب میں نمایاں ہونے لگتے ہیں۔(۸)

۹)شیخی اور پیری کا کام بہت ہی مشکل ہے جس کے لئے فراست صحیح اور وجدان قوی درکار ہے۔(۹)

۳)۔تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر:۲ ص:۳۰۔
۴)۔تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر:۲ ص:۳۲۔
۵)۔تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر:۳ ص:۳۷۔
۶)۔تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر:۳ ص:۳۹۔
۷)۔تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر:۴ ص:۴۲۔
۸)۔تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر:۴ ص:۴۴۔
۹)۔تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر:۴ ص:۴۴۔

۱۰)جو شخص اپنی ریاضات اور مجاہدات سے راحت نفس اور دنیا حاصل کرنا چاہتا ہے تو ایسے شخص سے اگرچہ عجائب اور خوارق عادات ظاہر ہوں تو وہ بھی مکر اور استدراج ہے(۱)

۱۱)استدارج کی علامت یہ ہے کہ: مرد اپنے نفس کے عیب دیکھنے سے اندھا ہوجاتا ہے۔(۲)

۱۲)اولیا اللہ کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ عوام اور خلق خدا کے سامنے اپنی کرامات کا اظہار نہ کریں بل کہ ولایت کا معاملہ پوشیدہ رکھنا ہی بہتر ہے۔(۳)

۱۳)ایسے علما کی صحبت سے جنہوں نے دنیاوی جاہ ومنصب کی خاطر علم کو وسیلہ بنایا ہو سخت پرہیز کریں جو گانے بجانے اور سرود کی طرف مائل ہوں اور حرام وحلال میں تمیز نہ کرتے ہوں۔جو بھی ان کو دیا لے لیا اور جو بھی ان کو ملا وہ کھالیا۔نیز امور شرعیہ کا ان کو پاس نہ ہو۔آپ کو چاہئے کہ ان توحید ومعارف کو بھی ہرگز نہ سنا کریں جن کی وجہ سے اہل سنت والجماعت کے عقائد میں نقصان آتا ہو۔(۴)

۱۴)خداوند جل سلطانہ کا ذکر جمیع عبادات کا بھید ہے۔یہ بلند سعادت اس شخص کو نصیب ہوتی ہے جو تمام علائق وعوارضات دنیا سے اپنا تعلق قطع کرلے اور اس پر خدا تعالی کے عشق کی آگ غالب ہوجائے۔جب تک اللہ تعالی کے ذکر میں دوام حاصل نہ ہوجائے اس وقت تک اللہ تعالی کی محبت کا غلبہ حاصل نہیں ہوسکتا۔نیز معلوم رہے کہ: تمام ذکر کی بنیاد کلمہ مبارک اللہ اور لا الہ الا اللہ ہے اور اس کی حقیقت کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ بندہ جمیع اشیا سے اپنا تعلق قطع کرلیتا ہے۔خدا تعالی کی محبت کے سوا کسی دوسری شے کی طرف توجہ نہیں کرتا۔(۵)

---

۱)۔تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر:۴ص:۴۵۔

۲)۔تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر:۴ص:۴۵۔

۳)۔تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر:۴ص:۴۸۔

۴)تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر:۶ص:۵۴۔

۵)۔تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر:۷ص:۵۵۔

۱۵)مبتدی طلبہ کو کم توجہ دیا کریں کیوں کہ مبتدی طالب کے لئے زیادہ قوی توجہ نقصان کا باعث ہے۔(۶)

۱۶)انسان کو چاہئے کہ وہ ذکر الٰہی جل شانہ، مراقبہ، تلاوت قرآن مجید، نماز، استغفار اور درود شریف جیسی عبادت میں لگا رہے۔اپنی شکستگی اور بندگی کو مدنظر رکھے۔باقی کسی اور چیز کی طرف توجہ نہ کرے۔کیوں کہ بندہ کا اصل مقصود بندگی کرنا ہے۔نہ کہ انوارات، تجلیات، کشفیات وکرامات کا حاصل کرنا۔(۷)

۱۷)وہ حضرات جو باطنی طور پر انوارات وتجلیات کا مشاہدہ نہیں کرتے کسی طرح بھی ان لوگوں سے رتبہ میں کم نہیں جو ان چیزوں کا مشاہدہ کرتے ہیں بل کہ پہلے فریق (ضعیف الحال) کا مرتبہ حالت مذکورہ میں فریق ثانی (ارباب یقین) کے مرتبہ سے کم ہے، کیوں کہ اکثر حالات اور واقعات اور کشفیات کو نئی ضعیف الحال لوگوں کو اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کا یقین قوت پکڑلیتا ہے، لیکن ارباب یقین اس طرف کوئی التفات نہیں کرتے۔(۸)

۱۸)سلوک کا حاصل جو صوفیائے کرام کے ہاں معمول ہے وہ یہ ہے کہ: سالک اللہ کے رنگ میں رنگین ہوجائے اور اس کی عادات رذیلہ واخلاق خبیثہ فنا ہوجائیں اور سالک جمیع صفاتِ حمیدہ اور اخلاق عالیہ سے موصوف ہوجائے اور جذبہ کے مقامات میں جو کیفیات اور انوارات پیش آتے ہیں ان سے وہ منور ہوجائے جس کو یہ فنا اور بقا اور حالات تو یہ مکمل طور سے حاصل ہوجاتے ہیں تو اس پر حق تعالی کا پہلو غالب آجاتا ہے یعنی وہ تسلیم، رضا، توکل، صبر میں پورا پورا مشتاق ہوجاتا ہے اور اس وقت ان حالات ومقامات میں وہ اپنے ان اغیار پر افضل اور اشرف ہوجاتا ہے جو ان امور میں ثبات نہیں رکھتے۔(۹)

---

۶)۔تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب: نمبر۸۔ص:۵۶۔

۷)۔تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر:۱۰ص:۶۰۔

۸)۔تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر:۱۰ص:۶۱۔

۹)۔تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر:۱۲ص:۶۴۔

۱۹) باطنی قبض اور باطنی ظلمت کے رفع کے لئے تلاوت قرآن مجید عمدہ لہجہ کے ساتھ کرنی چاہیے یا کسی دوسرے شخص سے قرآن شریف جو عمدہ لہجہ سے پڑھتا ہو، سننا چاہیئے۔ نماز لمبی قرات کے ساتھ بڑے خشوع وخضوع سے ادا کرنا چاہیئے (۱)

۲۰) ذوق وشوق وگرمی باطن کے حصول کے واسطے درمیانی غمگین آواز سے ذکرِ جہر کرنے میں کوئی خطرہ نہیں۔ جس وقت دل میں جذب پیدا ہوجاتا ہے تو بے اختیار ذکر کے ساتھ آواز بلند ہوجاتی ہے۔ اس قسم کے جہر کو کسی نے منع نہیں کیا۔ (۲)

۲۱) ذکر خفی ذکر جہر سے کئی وجوہ کی بنا پر افضل ہے:

۱) ذکر خفی ہر وقت ہوسکتا ہے۔

۲) ذکر خفی نفی اثبات سانس بند کرکے نرمی وگرمی کے حصول کے لئے مقرر ہے۔

۳) ذکر خفی میں بدعت ناپسندیدہ سے ایک قسم کا پرہیز ہوجاتا ہے اور مسلمان کی تحقیر اور عیب اور سخن چینی اور اپنی قدر وغیرہ جتانے سے بھی اجتناب حاصل ہوجاتا ہے۔ (۳)

۲۲) سالک کو چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو عدم محض خیال کرے اور اپنے کمالات کو اس کے اصل سے جانے اور اپنے حسنات کو قابل قبول نہ سمجھے اور اپنے گناہوں کو ایک بڑے پہاڑ کی مانند جانے جو اس کے سر پر کھڑا ہے۔ نیز غیر کی برائیوں میں ہمیشہ نیک تاویل کرے اور روزمرہ کے وقائع کو حق تعالی کے ارادہ سے جانے۔ پس اہل معرفت رحمۃ اللہ علیہم کا یہی طریقہ ہے۔ (۴)

۲۳) سنت شریفہ اور توجہ کا حصول، اعمال ظاہری کے بغیر مشکل ہے۔ اعمال ظاہری

۱)۔ تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۲ ص: ۶۴۔

۲)۔ تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۲ ص: ۶۴۔

۳)۔ تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۲ ص: ۶۵۔

۴)۔ تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۲ ص: ۶۵۔

کے انوار کو باطنی اطمینان میں بہت کچھ اثر اور دخل ہے۔ باطن میں التفات اور پیر کی عظمت کا حصول اور ظاہر میں شائستہ اعمال، نیک اخلاق اور عاجزی وانکساری سے آراستہ ہونا کمال عظیم ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا کمال نہیں ہے۔ (۵)

۲۴) اس طریقہ شریفہ مجددیہ میں ذکر خفی کا معمول ہے۔ ہمارے حضرات گرامی کسی کو بھی ذکر جہر کی تلقین نہیں کرتے۔ آپ بھی کسی کو ذکر جہر کی تلقین نہ فرمائیں۔ اگر بے اختیاری کی حالت میں ذوق وشوق اور جوش وخروش کے غلبہ سے زبان سے زور سے جاری ہوجائے تو کوئی حرج نہیں۔ کیوں کہ ایسی حالت سکر کے حکم میں ہے۔ اس لئے معذور قرار دیئے جائیں گے۔ (۶)

۲۵) طریقت کے دو جز ہیں:

اول جز: جذب اور دوم: سلوک

جذب کے متعلق یہ ہے کہ پیران کبار کی مدد سے جذبہ اجمالا سالک پر وارد ہوتا ہے اس میں سالک کی کوشش اور اختیار کا کوئی دخل نہیں۔ الا ماشاءاللہ کہ وہ بھی محض عنایت خداوندی جل شانہ پر موقوف ہے۔ لیکن جز ثانی کی تحصیل میں جس کو سلوک کہتے ہیں۔ کوشش کرنی چاہیئے۔ اس مقام میں سالک کے لئے ہمت اور کوشش درکار ہے۔ جو کچھ تکمیل کرنی ہو اس میں پوری کوشش سے کام لے۔ چوں کہ سالک کو جز اول تو خداوند تعالی کی عنایت سے حاصل ہوتا ہے لیکن جز ثانی کے لئے کوشش درکار ہے اس لئے سالک کسی کے فتوے پر عمل نہ کرے بل کہ عزیمت پر عمل کرے۔ حضرات نقشبندیہ کا طریق عزیمت پر مبنی ہے۔ کامل انکساری، عاجزی اور بندگی میں اپنے اوقات عزیزہ کو معمور رکھیں۔ (۷)

۵)۔ تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۲ ص: ۶۵۔

۶)۔ تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۲ ص: ۶۶۔

۷)۔ تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۳ ص: ۶۷۔

۲۶)ہمارے بزرگوں کے طریقہ میں پرہیزگاری،تقوی،صبروقناعت،توکل اوررضا ہے۔آپ کو چاہئے کہ آپ ان چیزوں پر قائم رہیں اور کسی وقت بھی یاد خدا سے غافل نہ رہیں اور نہ ہی ذکر الٰہی میں سستی اور کاہلی سے کام لیں۔(۱)

۲۷)دونوں جہاں کی فلاح وبہبودی کا دارومدار عاجزی وانکساری پر ہے۔آپ اپنے دینی ودنیاوی ظاہری اور باطنی کل کام اپنے پیران کبار کے توسط سے جناب الٰہی کے سپرد کریں،نیز اپنے جملہ امور کا مالک کارساز حقیقی کو جانیں اور جو واقعات پیش آئیں ان کو بغیر چوں وچرا کے خاموشی کے ساتھ قبول کرلیں۔کسی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں اوران کے عیبوں سے چشم پوشی کریں۔کیوں کہ اہل اللہ جو کچھ دیکھتے ہیں اور جو کچھ سنتے ہیں حق کی طرف سے جانتے ہیں اورلوگوں سے جو کہ تعینات یعنی مظاہر ہیں نظر کو ہٹا لیتے ہیں۔برا کہنے والے کو اچھا بدلہ دیتے ہیں اور قصوروار کا قصور معاف کردیتے ہیں،خواہ ان کو کسی سے ایذا یا تکلیف کیوں نہ پہنچے۔(۲)

۲۸)توبہ،صبر،قناعت،زہد،توکل،شکر،خوف،تسلیم ورضا کو اپنا شیوۂ کار بنائیں اور کشف وکرامات اور خوارق عادات کو عام لوگوں کی طرح اہمیت نہ دیں اور اپنی ذات اور ماسوی سے ناامید رہیں۔فقروفاقہ کو نعمت عظمی خیال کریں۔مریدوں کے مال میں کسی قسم کا طمع نہ رکھیں۔لوگ آپ کو اچھے نام سے یاد کریں یا برے نام سے اس کی کوئی پرواہ نہ کریں۔دولت اور دولت مندوں کی صحبت سے پرہیز کریں جو کچھ میسر ہوجائے اسے فقرا میں تقسیم کریں۔علما اور فقرا کی جان ومال سے خدمت کریں۔نفس وشیطان کے شر سے مرتے دم تک بے خوف نہ رہیں،اپنے آپ کو جمیع مخلوقات سے حقیر جانیں بل کہ اپنے آپ

۱)۔تحفہ ابراہیمیہ:مکتوب نمبر:۱۴،ص:۶۸۔

۲)۔تحفہ ابراہیمیہ:مکتوب نمبر:۱۵،ص:۷۰-۷۱۔

کو ناچیز خیال کریں ایسا کرنا اللہ تعالی کو بہت پسند ہے۔(۳)

۲۹)ہر برے بھلے کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئیں اور معذور شخص کا عذر قبول کریں۔اچھا خلق رکھئے،لوگوں پر کم اعتراض کیجئے،نرمی سے بات کیجئے،غصہ کے ساتھ کسی سے پیش نہ آیئے،باتیں کرتے وقت یہ خیال رہے کہ کسی کا دل نہ دکھے۔نہ زیادہ سوئیں اور نہ ہی زیادہ ہنسیں،کیوں کہ زیادہ سونے اور ہنسنے سے دل مردہ ہوجاتا ہے،اپنے تمام کام خدا تعالی کے سپرد کردیجئے۔(۴)

۳۰)اپنے آپ کو ہمیشہ یاد الٰہی میں مشغول رکھیں تاکہ تمام کاموں کی تدبیر سے تیرا دل فارغ ہوجائے۔جب تیرے دل کو اس کے ذکر کی وجہ سے یک سوئی حاصل ہوجائے گی تو اللہ تعالی تیرے سب کاموں کا محافظ اور کارساز ہوگا۔اپنے بندوں کو تجھ پر مہربان کردے گا اور تیرے تمام امور کو سرانجام دیتا رہے گا۔(۵)

۳۱)حکام وقت کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں۔ان کی صلح وصلاحیت کے کاروبار کو اہل دنیا کے لئے ہی چھوڑ دیں۔(۶)

۳۲)اعمال شرعیہ اور احوال طریقت وحقیقت سے اصلی مقصود پاکی نفس اور صفائی دل ہے۔جب تک کہ نفس کو پاکی اور دل کو سلامتی حاصل نہ ہوجائے اس وقت تک ایمان حقیقی کا حاصل ہونا محال ہے۔(۷)

۳۳)ہر طریقہ کے اکابرین خواہ نقشبندیہ وقادریہ ہوں،چشتیہ وسہروردیہ ہوں،

۳)۔تحفہ ابراہیمیہ:مکتوب نمبر:۱۵،ص:۷۱۔

۴)۔تحفہ ابراہیمیہ:مکتوب نمبر:۱۵،ص:۷۵-۷۶۔

۵)۔تحفہ ابراہیمیہ:مکتوب نمبر:۱۵،ص:۷۶۔

۶)۔تحفہ ابراہیمیہ:مکتوب نمبر:۱۸،ص:۸۶۔

۷)۔تحفہ ابراہیمیہ:مکتوب نمبر:۱۹،ص:۸۷۔

قلندریہ خواہ شطاریہ ومداریہ وکبرویہ ہوں۔سالکین خواہ حنفی المذہب ہوں، یا مالکی، یا شافعی یا حنبلی المذہب ہوں ،سب کے سب اس پر متفق ہیں کہ خوارق عادات اور تصرفات وکشفیات اس راستہ کے مقاصد میں سے نہیں۔کیوں کہ پانی میں تیرنا مچھلیوں کا کام ہے، ہوا پر اڑنا پرندوں کا وظیفہ ہے اور غیبی خبروں پر مطلع کرنا جوگیوں کا شیوہ ہے اور مشرق سے مغرب تک پل بھر میں جانا شیطان کا کام ہے۔یہ سب کام ہیچ ہیں اور بزرگان دین کے ہاں کرامت اور بزرگی یہ ہے کہ ظاہرا ''سرور عالم ﷺ کی متابعت سے آراستہ'' اور باطنا ''حق تعالی سبحانہ میں مستغرق'' ہو اور اس کا دل غیر کی محبت سے خالی ہو۔اپنے جمیع افعال اور صفات کو عاریتا خیال کرے اور اپنے آپ میں بجز نقص اور عیوب کے اور کچھ نہ دیکھے(۱)

۳۴)اللہ تعالی اگر سالک کو اپنے اسرار پوشیدہ سے آگاہ کردے اور اس کو تصرفات پر قدرت بخش دے اور گزرے ہوئے اور آئندہ آنے والے واقعات سے مطلع فرمادے تو سالک کو چاہئے کہ وہ ان سب کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرے۔نہ یہ کہ ان کو لوگوں کے سامنے ظاہر کردے۔(۲)

۳۵)اگر کوئی اللہ کا ولی اللہ کے سوا باقی چیزوں سے قطع تعلق کرلے تو وہ حقیقت میں صاحب ولایت ہے۔پس ہر وہ سالک جس نے کرامت پر ہی تکیہ کیا ہو اور اس کو اپنے لئے کامیابی کا ذریعہ اور مقصد جانا ہو تو وہ حقیقت میں اپنے اصلی مقصد سے کوسوں دور بھاگا۔(۳)

۳۶) رابطہ کا حاصل ہونا مناسبت کلی پر منحصر ہے اس کو جدائی کے زمانے میں بڑی نعمتوں میں سے جانیں اور جب موانع ہٹ جائیں تو پھر قرب قلوب ہی پر اکتفا کیجئے

۱)۔تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر:۱۹۔ص:۸۸۔

۲)۔تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر:۱۹۔ص:۸۹۔

۳)۔تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر:۱۹۔ص:۹۰۔۹۱۔

اور اس قربت کے باوجود بدنوں کے قرب کو (یعنی باہمی صحبت) ہاتھ سے نہ جانے دیجئے کیوں کہ ساری نعمتیں اسی قرب پر موقوف ہیں۔(۴)

۳۷)ولی کی علامت یہ ہے کہ:سب سے پہلے وہ اہل سنت والجماعت کے اعتقادات پر ثابت قدم ہو اور باقی سب اہل قبلہ یعنی شیعہ، وہابیہ، رافضیہ وغیرہ فرقوں کے اعتقادات سے دور رہتا ہو۔نیز ان کی خلاف قیاس روایتوں پر عمل نہ کرتا ہو۔نیز احکام فقہ خصوصا مذہب حنفیہ پر پورا پورا عامل اور کاربند ہو یہاں تک کہ اس سے فرائض، واجب، سنن ومستحبات ومندوبات وغیرہ میں کسی قسم کا قصور واقع نہ ہو کیوں کہ باطنی آراستگی اور زیبائش کا وسیلہ ظاہری آراستگی ہے۔اس کو صوفیائے کرام کے دس مقامات:توبہ، رجوع الی اللہ، زہد، پرہیزگاری، ورع، صبر، شکر، توکل، تسلیم، رضا، اجمالا یا تفصیل وار حاصل ہوں۔

نیز اس کی صحبت میں یہ تاثیر ہونا چاہئے کہ جو شخص اس کی صحبت میں جا بیٹھے تو اس کا دل، دنیا اور اہل دنیا سے سرد ہوجائے، نیز اس کے ہم نشینوں کے دلوں سے غفلت زائل ہوجائے، نیز وہ اپنے آپ کو جمیع مخلوقات سے بدتر جانے نہ یہ کہ وہ اپنی تعریف خود کرے نیز وہ جمیع اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ مثلا: تواضع، علم، حوصلہ، بردباری، مروت، قدردانی، نرمی، سخاوت، خندہ پیشانی، خوش خلقی، سچائی، عجز ونیاز، بے آزاری، وغیرہ صفات سے موصوف ہو اور حرام ومکروہ ومشتبہ سے پرہیز کرتا ہو۔

غرض کہ وہ تمام بھلے کاموں اور نیک اعمال سے آراستہ ومزین ہو اور جمیع امور میں خلق نبوی ﷺ کے ساتھ متخلق ہو۔پس ایسے شخص کی صحبت جس میں مذکورہ بالا صفات موجود ہوں نعمت عظمی اور دولت کبری ہے،اور اگر کوئی کوئی محض پیرزادگی کی بنا پر مسند ارشاد وشیخی پر بیٹھ گیا ہو لیکن وہ نہ تو سنت رسول کریم ﷺ پر عامل ہو اور نہ ہی احکام شرعیہ پر محکم

۴)۔تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر:۱۹۔ص:۹۳۔

ہو اور گلہ، جھوٹ، جھوٹی قسمیں کھانے اور برے اخلاق سے پرہیز نہ کرتا ہو۔ بس خبردار! ہوشیار! ایسے شخص کی صحبت میں ہرگز نہ بیٹھیں بل کہ دور بھاگیں اور اگر ممکن ہو سکے تو اس شہر میں بھی نہ رہئے جس میں وہ رہتا ہو، ایسا نہ ہو کہ کہیں آپ کا اس کے پاس گزر ہو جائے اور اختلاط باہمی ہو جانے کی وجہ سے کارخانہ خدائی میں خلل پڑ جائے۔ ایسا شخص امامت اور رہبری کے قابل نہیں بل کہ وہ مخفی چور اور پوشیدہ شیطان ہے جس نے شیطانی جال پھیلا رکھا ہے۔ پس آپ کشفیات اور خوارق عادات کتنی بھی اس سے دیکھیں پھر بھی اس کی صحبت سے اتنا دور بھاگیں جیسا کہ شیر سے بھاگتے ہیں۔(۱)

۳۸) آپ کو معلوم ہو کہ اہل مجاہدہ اور محاسبہ اور اولوالعزم کے لئے دس خصلتیں ہیں جن کو انہوں نے اپنے نفس کے لئے تجربہ سے مفید پایا ہے پس جنہوں نے ان خصلتوں پر مضبوطی کے ساتھ استقامت حاصل کی تو وہ بحکم الٰہی شریعت کے منازل کو پہنچ جائیں گے۔

لہذا پہلی خصلت یہ ہے کہ:

بندہ اللہ تعالیٰ کی قسم خواہ وہ جھوٹی ہو یا سچی نہ کھائے۔ نہ جان بوجھ کر اور نہ ہی بھولے سے اگر اس نے قسمیں نہ کھانے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے اور استقامت حاصل کر لی ہے یعنی وہ بھولے سے یا جان بوجھ کر قسم ہرگز نہیں کھاتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے امور کا دروازہ کھول دے گا جس سے اس کے دل کو نفع پہنچے گا اور اس کا مرتبہ بلند ہوگا اس کا عزم پختہ ہوگا اس کی بصیرت قوی ہوگی اور بھائیوں اور دوستوں میں اس کی تعریف کی جائے گی۔ اپنے پڑوسیوں کی نظر میں وہ بزرگ ہوگا، یہاں تک کہ جو شخص اس کو دیکھے گا اس کی اقتدا کرے گا اور جو اس کو پہچانے گا وہ اس سے ڈرے گا مگر یہ اس وقت جب کہ وہ اس کام کو کرے اور اس کا نفس اس پر قرار پکڑتے ہوئے اس کام کا عادی ہو جائے تو خداوند

۱)۔ تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۹۔ ص: ۹۳۔ ۹۴۔

تعالیٰ اس کا سینہ کھول دے گا اور اس کے عمل کو پاکیزہ کر دے گا۔

دوسری خصلت یہ ہے کہ:

ہر قسم کے جھوٹ سے خواہ مذاق میں ہو یا سنجیدگی میں پرہیز کرے اس لئے کہ جب اس نے ایسا کیا اور اپنے نفس کو اس کا حکم دیا اور اپنی زبان کو اس کی عادت ڈالی تو اللہ تعالیٰ اس کے سینہ کو کھول دیتا ہے اس کا عمل اس سے صفائی حاصل کر لیتا ہے، یہاں تک کہ وہ جھوٹ کو نہیں پہنچتا، پس جب وہ جھوٹ کو کسی غیر سے سنتا ہے اور وہ اس کو ایک عیب سمجھتا ہے اور اس سے اس کے نفس کو شرم آتی ہے اور اس شخص کے لئے جھوٹ زائل ہونے کی دعا کرتا ہے یعنی اس کی یہ عادت جاتی رہے تو اس کو اس کا ثواب ملے گا۔

تیسری خصلت یہ ہے کہ:

وہ کسی سے کسی چیز کا وعدہ کرے گا تو خلاف ورزی کرنے سے ڈرے گا جب کہ وہ اس کے پورا کرنے پر قادر ہے۔ مگر کسی عذر سے نہ کر سکا تو بیان کر دے گا، اپنے وعدے کو ہرگز نہیں توڑے گا، اس لئے کہ وہ اپنے امر کے لئے زیادہ قوی ہے اور اپنے طریقہ کے لئے زیادہ معتدل ہے کیوں کہ وعدہ خلافی کرنا جھوٹ میں سے ہے، پس جب وہ ایسا کرے گا تو اس کے لئے سخاوت کا دروازہ کھول دیا جائے گا اور اس کو حیا کا درجہ حاصل ہوگا اور اس کو صادقین کی دوستی عطا کی جائے گی اور اللہ کے نزدیک اس کا درجہ بلند ہوگا۔

چوتھی خصلت یہ ہے کہ:

وہ مخلوق میں سے کسی پر لعنت نہ بھیجے اور نہ ہی مخلوق کو کسی قسم کا ضرر پہنچائے اس لئے کہ یہ خصوصیات ابرار اور صادقین کے اخلاق سے تعلق رکھتی ہیں، بہر حال ان کا انجام نیک ہے اور آخرت میں درجات بلند ہونے کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اخلاق حمیدہ کی بنا پر سخت ترین جان لیوا موقعوں پر اپنے بندہ کی حفاظت کرے گا اور لوگوں کے ضرر اور ایذا سے محفوظ

رکھے گا اور بندوں کے لئے اس کو رحمت بنائے گا اور اپنے ہاں اس کو قرب عطا فرمائے گا۔

پانچویں خصلت یہ ہے کہ:

وہ کسی کے حق میں بددعا نہ کرے خواہ کسی نے اس پر ظلم ہی کیوں نہ کیا ہو۔ نہ کسی کے حق میں زبان طعن دراز کرے اور کسی کو اس کے کئے کی بری جزا دے کیوں کہ جزا کا دینا اللہ تبارک وتعالی کی شان مبارک کے شایان ہے پس ان عادتوں والے حضرات کے درجات بلند ہوجاتے ہیں جب اس کو ان کے ساتھ ادب حاصل ہوجاتا ہے تو وہ دنیا وآخرت میں بلند مقام حاصل کرتا ہے اور تمام مخلوق کے دلوں میں خواہ وہ نزدیک ہو یا دور اس کی محبت پیدا ہوجاتی ہے اور اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور نیکی میں اس کو بلندی حاصل ہوتی ہے اور مومنوں کے دلوں میں اس کی عزت حاصل ہوتی ہے۔

چھٹی خصلت یہ ہے کہ:

وہ اہل قبلہ میں سے کسی پر شرک، نفاق کی شہادت نہ دے۔ یہ خصلت رحمت کے زیادہ قریب اور درجہ کو بلند کرنے والی ہے اور مکمل ایمان کی نشانی ہے۔ اللہ تعالی کے غضب سے دور کرنے والی اور اس کی رضا سے زیادہ قریب کرنے والی ہے۔ یہ دروازہ نہایت ہی شریف اور کریم ہے جو بندہ کو مخلوقات پر رحم کرنے کا وارث بنا دیتا ہے۔

ساتویں خصلت یہ ہے کہ:

وہ ظاہری اور باطنی گناہوں سے اپنی نظر اور اعضا کو بچائے رکھے کیوں کہ ان اعمال سے دل واعضا کو دنیا میں جلد ثواب حاصل ہوتا ہے اور آخرت میں اللہ کے ہاں اجر عظیم کا ذخیرہ میسر ہوگا، پس اللہ تعالی سے دعا مانگیں کہ وہ یہ خصلتیں عطا فرمائے اور اللہ تعالی کی ذات کے سوا دوسری امنگیں ہمارے دلوں سے نکال دے۔

آٹھویں خصلت یہ ہے کہ:

وہ مخلوق میں سے کسی پر تھوڑا، بہت احسان نہ جتائے وہ آزاد ہو اور کسی کا محتاج نہ ہو، یہ عابدوں اور متقیوں کے لئے عزت وشرف کا باعث ہے اور اسی کے ذریعہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر قابو پا لیتا ہے، پس جب وہ اس مرتبہ کو پہنچ جائے گا تو خداوند تعالی اس کو غنا اور یقین عطا فرمائے گا اور اللہ کے ہاں معتبر لوگوں میں اس کا شمار ہوگا۔ وہ اپنی حاجت کسی کے سامنے لے کر نہیں جائے گا، اس کی نظر میں سب لوگ برابر ہوں گے اور یہ عز وشرف مومنین ومتقین کو اخلاص سے قریب کرنے والا ہے۔

نویں خصلت یہ ہے کہ:

وہ جمیع مخلوق سے کسی قسم کا لالچ نہیں رکھے گا (مگر خدائے وحدہ لاشریک سے) پس بے شک یہی بڑی عزت ہے اور خالص غنا ہے اور یہ بڑی بادشاہت ہے اور فخر کا باعث ہے اور صحیح معنوں میں توکل ہے اور اللہ تعالی پر بھروسہ رکھنے کے دروازوں میں سے یہی ایک دروازہ ہے اور زہد کے دروازوں میں سے بھی ایک دروازہ یہی ہے۔ اسی کے ساتھ وہ ورع حاصل کرسکتا ہے اور کل شریعت کے احکام اسی سے مکمل ہوتے ہیں اور یہی علامات ان لوگوں کی ہیں جو اللہ سے رجوع کرتے ہیں۔

دسویں خصلت:

تواضع ہے یہ عابد کے درجے کو بلند کرتی ہے اور اللہ کے ہاں اس کو عزت اور بلندی دلاتی ہے اور لوگوں کے ہاں بھی اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے، بس یہی خصلت سب عبادات کی جڑ اور سب کا کمال ہے ان ہی کے ذریعہ بندہ نیک لوگوں کے درجات حاصل کرلیتا ہے اور وہ اللہ تعالی کے ساتھ نرمی وتکلیف میں راضی برضا رہتا ہے، کمال تقوی یہی ہے وہ ان خصائل کے ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو کسی سے افضل نہ جانے گا اور یہی خیال کرے گا

کہ ممکن ہے: اللہ کے ہاں فلاں شخص کا بڑا درجہ ہو اور وہ اس کے نزدیک نیک لوگوں میں سے ہو

جب وہ اپنے سے کم عمر والے کو دیکھے گا تو وہ یہی کہے گا کہ اس نے اللہ کی نافرمانی نہ کی ہو گی اور میں بڑا گناہ گار رہوں پس وہ مجھ سے بہتر ہے

اور اگر وہ اپنے سے زیادہ عمر والے کو دیکھے گا تو وہ یہ کہے گا کہ یہ مجھ سے پہلے خداوند کریم کا پورا پورا مطیع ہے

اور اگر عالم کو دیکھے گا تو کہے گا کہ اس کو وہ علمی دولت عطا کی گئی ہے جو مجھے نہیں دی گئی اور جس چیز کا میں جاہل ہوں وہ عالم ہے۔

اور اگر جاہل کو دیکھے گا تو کہے گا کہ اس نے اس جہالت کی وجہ سے اللہ کی نافرمانی کی ہے اور میں نے علم کے ہوتے ہوئے اس کی نافرمانی کی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میرا خاتمہ کیسا ہوگا۔

اگر کافر کو دیکھے گا تو کہے گا کہ میں کچھ نہیں جانتا ممکن ہے کہ خداوند کریم اس کا خاتمہ ایمان پر کرے اور اسلام سے مشرف فرمائے اور معلوم نہیں کہ میں کافر ہو جاؤں اور میرا خاتمہ بالخیر نہ ہو۔

اور یہ بات اللہ سے محبت اور قرب کی علامت ہے اور اول میں بھی اور آخر میں بھی یہی بات ہے جو بندوں کو اللہ کے قرب پر باقی رکھتی ہے۔

جب بندہ یہ گمان کر لیتا ہے تو اللہ تعالی اسے تمام گمراہیوں سے محفوظ فرما لیتا ہے اور اسی وجہ سے اس کے درجات بھی بلند ہوتے ہیں، اس قسم کے شخص کا شمار خداوند کریم کے ہاں برگزیدہ بندوں میں ہو جاتا ہے قرب الہی اسے حاصل ہو جاتا ہے اور یہ آدمی شیطان کے دشمنوں میں شمار کیا جاتا ہے وہ ہر قسم کے شر سے محفوظ ہو جاتا ہے، کیوں کہ وہ کبر سے دور، خود پسندی سے پرے، اور تکبر سے امن میں ہو جاتا ہے، اس کا درجہ دین کے اعتبار سے دنیا اور آخرت میں بلند ہوتا ہے، یہی عبادت کا مغز اور عابدین کی شرافت کی

انتہا ہے، پس شریعت پر چلنے والوں کا یہی شیوہ ہے۔ شریعت کی پابندی سے افضل کوئی اور شے نہیں ہوتی، ایسا شخص کسی کی عیب جوئی نہیں کرتا اور اس کے دل سے کجی، برائی، کبر وغیرہ ہر صورت میں نکل جاتا ہے اور اس کا ظاہر و باطن ایک ہو جاتا ہے یعنی اس کی زبان اور دل ایک ہو جاتا ہے اور نصیحت کے بارے میں کیا چھوٹا کیا بڑا اس کی نظر میں یکساں ہوتا ہے اس میں یہ بری عادت بھی نہیں ہوتی کہ منہ پر کسی کی تعریف کرے اور پیٹھ پیچھے برائی، کیوں کہ ایسا کرنا عابدوں کے لئے آفت ہے اور زاہدوں کے لئے ہلاکت اور یہ یاد رہے کہ ایسا جب ہی ہو سکتا ہے جب کہ اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے ان کے دل و زبان کو اس برائی سے محفوظ رکھے۔

بھائی جان معلوم ہو کہ حضرت امام غزالی قدس سرہ العزیز نے احیاء العلوم میں فرمایا:

علما اور حکما نے اتفاق کیا ہے کہ: سعادت اخروی کی طرف اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں کہ: انسان اپنے آپ کو ہوا و ہوس سے بچائے اور شہوات کی مخالفت کرے، پس ایسے شخص کے لئے ایمان واجب ہے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

جو شخص بڑا دانا ہے اس کو درجہ بھی بڑا عطا کیا گیا ہے، پس ایسا شخص اپنے آپ کو ہیچ خیال کرے گا اور اپنے نفس کو تہمت زیادہ دے گا اور سخت نادان وہ ہے جو اپنے آپ کو دانا خیال کرتا ہے، بڑا عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کو زیادہ تہمت دینے والا ہے۔

پس صوفیائے کرام کا گروہ جمیع لوگوں کے مقابلے میں اللہ تعالی کے ساتھ زیادہ حسن ظن رکھنے والا ہے، لیکن اپنے نفس کے ساتھ سخت بدگمان ہوتا ہے، صوفیائے کرام اپنے آپ کو کسی دینی اور دنیوی بہتری کے لائق نہیں سمجھتے۔

حارث محاسبیؒ سے عبودیت کے متعلق نقل کیا گیا ہے کہ:

عبودیت یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو کسی چیز کا مالک نہ جانے اور یہ خیال کرے کہ مجھے

کسی کام میں بھی کوئی فائدہ یا نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں۔

اور سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ:

معرفت یہ ہے کہ تو جانے کہ مخلوق کی حرکات وسکنات اللہ تعالی کے ساتھ کیا ہیں، پس تہمت سے پرہیز واجب ہے، پس جب تو لوگوں کی عیب جوئی کا درپے ہو کر ان کے متعلق بدظنی کرنے لگے تو سمجھ لے کہ یہ تیری باطنی خباثت ہے اور بے شک یہ ایسی خباثت ہے جو شرِ نفس نے تراشی ہے اور عارف کامل اپنے نفس کو پہچانتے ہوئے ہر لحظہ اور ہر آن اپنے ایمان پر خائف ہوتا ہے کیوں کہ وہ اپنے نفس کے عیوب سے آگاہ ہوتا ہے۔ اس واسطے وہ لوگوں کے عیوب کے درپے نہیں ہوا کرتا اور اسی واسطے وہ ہر وقت اپنے نفس کو اللہ کی عبادت میں صرف کیا کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کی عبادت سے کسی وقت بھی فارغ نہیں ہوتا۔

اہل سنت والجماعت کے جمیع مشائخ خواہ وہ کسی امام کے پیروکار ہوں یعنی حنفی یا مالکی ہوں، شافعی یا حنبلی ہوں اور خواہ جس طریقہ صوفیہ سے وہ منسلک ہوں نقشبندی ہوں یا قادری، چشتی ہوں یا سہروردی، کبروی ہوں یا مداریہ، قلندری ہوں یا شطاری سب کے سب مذکورہ بالا اوصاف سے موصوف ہوتے ہیں۔ والسلام اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً۔ فقط (۱)

۳۹) مرید صادق کے لئے یہ لازم ہے، بل کہ واجب ہے کہ وہ اپنے پیران کبار علیہم الرحمۃ کی پیروی جمیع افعال واقوال، اخلاق واطوار میں کرے اور حتی الامکان ان کی روش کی مخالفت نہ کرے کیوں کہ ان کی مخالفت سے بے برکتی پیدا ہوتی ہے اور انسان فیض باطنی سے محروم ہو جاتا ہے۔ (۲)

۴۰) ہمارے حضرات قدسنا اللہ تعالی نے حاکموں سے وظیفے قبول نہیں کئے۔ ہمارے پیران کبار عزیمت پر عمل کرتے ہیں۔ پیری مریدی کے بہانے تجارت وزراعت

۱) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۲۰۔ ص: ۹۶۔ تا ۱۰۰۔
۲) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۲۷۔ ص: ۱۷۰۔

کرنا اور امیروں کے آگے ہاتھ پھیلانا ان کا شیوہ نہیں۔ یہ حضرات اپنے مریدوں کو بھی منع فرماتے ہیں کہ: پیری مریدی کو ذریعہ معاش نہ بنائیں اور اس کے صلے میں تجارت وزراعت سے پرہیز کریں وامیروں سے وظائف وغیرہ قبول نہ کریں۔ (۳)

ملفوظات

حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مراد آبادی قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۲۲ ربیع الاول ۱۳۱۳۔ بمطابق: ۱۲/۹/۱۸۹۵)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی قدس اللہ سرہ

وحضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس اللہ سرہ

۱) لوگ کہتے ہیں کہ: مجھے تسخیر کا عمل ہے۔ ہم نے تو تسخیر کا عمل کبھی نہیں کیا، البتہ **یحبھم ویحبونہ** کا مراقبہ کیا کرتے ہیں۔ (۴)

۲) اس (تہجد کے) وقت جاگا کرو، اور استغفار پڑھو کہ اس وقت کا جاگنا بڑی فضیلت ہے۔ (۵)

۳) ہم نے اپنے خالق سے پہلے ہی دعا کر لی ہے کہ جس کے لئے بددعا کروں وہ دعا سمجھی جائے۔ (۶)

۳) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۲۷۔ ص: ۱۷۱۔
۴) تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی: ص: ۳۶۔
۵) تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی: ص: ۳۸۔
۶) تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی: ص: ۴۱۔

۴)اللہ،رسول پر جان قربان کرنا چاہئے اس سے سب کچھ ہوتا ہے۔(۱)

۵)اللہ کی محبت میں جو مزہ ہے وہ جنت کی چیزوں میں نہیں ہے،حور وقصور اور کھانے کی چیزیں اور حوض کوثر،ان سب کا مزہ اس مزہ کے روبرو کچھ نہیں ہے،عاشقوں کو جنت بھی اسی وجہ سے پسند ہوگی کہ اس میں اسی کا جمال ہے۔(۲)

۶)غوث ہو یا قطب جو خلاف شرع کرے وہ کچھ بھی نہیں۔(۳)

۷)اتباع سنت یہی غوثیت اور قطبیت ہے۔(۴)

۸)تصور یا بے تصور شیخ کی محبت ہونی چاہئے۔(۵)

۹)یادرکھو جو بات شریعت کے اتباع اور ان اعمال سے حاصل ہوتی ہے جو حدیث میں آئے ہیں وہ کسی سے نہیں ہوتی۔(۶)

۱۰)مشائخ سے جو دعائیں منقول ہیں ان میں وہ تاثیر نہیں جو کہ آنحضرت ﷺ نے دعائیں فرمائی ہیں ان میں ہے۔(۷)

۱۱)درود بکثرت پڑھو،جو کچھ ہم نے پایا،درود سے پایا۔(۸)

۱۲)اتباع سنت یہی ہے کہ جیسا آنحضرت ﷺ نے کیا ہے اسی طرح کرے،

۱)۔تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی:ص:۴۴۔

۲)۔تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی:ص:۴۵۔

۳)۔تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی:ص:۵۰۔

۴)۔تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی:ص:۵۰۔

۵)۔تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی:ص:۵۱۔

۶)۔تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی:ص:۵۱۔

۷)۔تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی:ص:۵۲۔

۸)۔تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی:ص:۵۲۔

گھٹائے بڑھائے نہیں۔(۹)

۱۳)افعال ظاہری رسول اللہ ﷺ بسہولت اور بے تکلف ہونے لگنا،یہی فنافی الرسول ہے اور کچھ نہیں۔(۱۰)

۱۴)ولایت اسی کو کہتے ہیں کہ احکام شریعت بے تکلف ہونے لگیں اور افعال شریعت ایسے ہوجائیں کہ گویا امور طبعی ہیں۔(۱۱)

۱۵)منطق کے زیادہ پڑھانے سے قلب سیاہ ہوجاتا ہے،حدیث،فقہ پڑھایا کرو (۱۲)

۱۶)جو لذت ہم کو قرآن میں آتی ہے اگر تم کو وہ لذت ذرہ بھر آوے تو ہماری طرح نہ بیٹھ سکو،کپڑے پھاڑ کر جنگل کو نکل جاؤ۔(۱۳)

۱۷)نسبت قرآن کی غایت سلوک ہے۔(۱۴)

۱۸)ہم کو اگر قرآن شریف کے بدلے جنت ملے تو منظور نہیں،اگر قرآن شریف ہو تو کیا مضائقہ ہے،ہمارے پاس جنت میں حوریں آئیں گی تو ان سے ہم کہیں گے کہ:آؤ بی بی بیٹھ جاؤ،تم بھی قرآن شریف سنو۔(۱۵)

۱۹)تم جانتے ہو کہ حدیث پڑھنے میں اللہ کو کیسی محبت ہوتی ہے اور کیسا پیار ہوتا ہے جیسے کسی عورت کا لڑکا مرجائے اور اس کی کوئی کتاب پڑھنے کی ہو،اور اس لڑکے کے مرنے

۹)۔تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی:ص:۵۳۔

۱۰)۔تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی:ص:۵۳۔

۱۱)۔تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی:ص:۵۳۔

۱۲)۔تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی:ص:۵۶۔

۱۳)۔تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی:ص:۵۸۔

۱۴)۔تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی:ص:۵۸۔

۱۵)۔تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی:ص:۵۸۔

کے بعد اس کی ماں کسی طالب علم کو دے، کہ یہ میرے لڑکے کی کتاب ہے اس کو پڑھو، اور ہم کو سناؤ۔ اب اس وقت پڑھنے میں جو کیفیت اور جوش محبت اس کی ماں کو ہوتا ہے ویسا ہی بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے، ان کی حدیث پڑھوانے سے ایک محبت کا جوش اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے۔(۱)

۲۰) جس دل میں شوق کیمیا ہے نسبت الٰہی ہرگز قرار پذیر نہیں ہوسکتی ہے۔(۲)

۲۱) آیئے ہم آپ کو ایک نسخہ کیمیا بتائیں وہ یہ ہے کہ: ہم جو بھی کام کریں اس میں سنت کا لحاظ کریں، مثلاً جب کھانا کھائیں تو اکڑو بیٹھ کر یا ایک پاؤں کھڑا کر کے کھائیں یہ سمجھ کر کہ یہ سنت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، اور مسجد میں دائیں پیر سے داخل ہوں اور بائیں پیر سے نکلیں اور استنجاخانہ میں بائیں پیر سے داخل ہوں اور دائیں پیر سے نکلیں یہ قصد کر کے کہ یہ بھی سنت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، اسی طرح ہر کام کو استحضار کے ساتھ کریں کہ یہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، چند روز کوئی اس طرح کر کے دیکھ لے اگر وہ صاحب نسبت نہ ہو جائے تو میرا ذمہ ہے۔(۳)

۲۲) ایک شخص میرے پاس آیا، اس کے ہر بن مو سے اللہ نکل رہا تھا، مگر خلاف سنت زندگی تھی، فرائض وواجبات کا تارک تھا، تو اس مشق سے اس کو کیا حاصل ہوگا۔(۴)

۲۳) میں جب کسی کو ڈانٹتا ہوں تو اس کو نہیں ڈانٹتا، ہر آنے والے کے ساتھ اس کا شیطان بھی ہوتا ہے، اس کو ڈانٹتا ہوں، پھر وہ بھاگ جاتا ہے اور خالی انسان رہ جاتا ہے ۔چناں چہ ایک مرتد کو ڈانٹ لگایا، کہ جا مردود نالائق نکل جا یہاں سے، اسلام کا تو محتاج

۱)۔تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی: ص:۵۹۔
۲)۔تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی: ص:۷۰۔
۳)۔روح البیان: حصہ دوم: قرب الٰہی کے دو ذریعے: ذکر وفکر: ص:۳۷۔۴۷۔
۴)۔اہل دل کی باتیں ص:۱۲۹۔

ہے، اسلام کو تیری احتیاج نہیں، بس وہ مؤمن ہو گیا اور اس کو ایمان اور ہدایت مل گئی۔(۵)

ملفوظات

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۲۲/۸/۱۳۱۴ھ۔ بمطابق: ۲۶/۱/۱۸۹۷)

خلیفہ مجاز

حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری قدس اللہ سرہ

۱) انسان کے قلب کی مثال آسمان کی طرح ہے۔ جو کبھی صاف ہوتا ہے اور کبھی ابر آلود۔ شیطان لعین انسان کا طاقت ور دشمن ہے۔ یہ اس گھات میں لگا رہتا ہے کہ اپنے مکروفریب کے ذریعے بے چارے انسان کو غلط راستے پر لے جائے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ خدا کے راستہ میں جان بازی کی ضرورت ہے۔ اس لئے چاہئے کہ سوائے اللہ کے کسی غیر کی طرف توجہ نہ کریں۔ بس اپنے قلب کی سلامتی میں کوشاں رہیں۔ اللہ پر بھروسہ کر کے صراط مستقیم پر چلتے رہیں اور اس سے منہ نہ موڑیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اس کے دوستوں کے وسیلے کے سوا کوئی اور چیز ملجا وماوی نظر نہیں آتی۔(۶)

۲) ہمارے لئے تو عبادت کرنا فرض ہے۔ اس کے نتائج اور ثمرے کی توقع نہ کریں۔ ہمارے حضرات گرامی نے باطنی کیفیت کے نتائج اور ثمرات کو اس طریقے کے بچوں کے بہلانے کا ایک ذریعہ قرار دیا ہے معاذ اللہ، ثم معاذ اللہ۔ اس سے زیادہ اہمیت دینا اپنے پیران کرام سے انکار کرنا ہے۔ اگر کبھی عالم شہادت یا عالم مثال یا وجدان وفراست کے طور پر کچھ حالات منکشف ہو جائیں اور سالک ان پر فخر کرنے لگے تو یہ اس کی

۵)۔اہل دل کی باتیں ص:۱۲۹۔
۶)۔تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر:۱ ص:۴۱۔۴۲۔

نادانی ہے۔(۱)

۳) باطنی ترقی کا انحصار سچ بولنے اور حلال روزی پر ہے۔ نیز اپنے قول وفعل میں اٹھتے بیٹھتے، ہمیشہ رسول پاک ﷺ کی اتباع کو ملحوظ خاطر رکھیں، طریقہ نقشبندیہ احمدیہ مجددیہ رضوان اللہ علیہم پر پورا پابند رہنا واجب ہے۔ یہ یاد رہے کہ شریعت شریف کے اتباع بغیر اگر مختلف قسم کے احوال مشاہدے میں آتے ہوں تو بزرگوں کے نزدیک ان کا کوئی اعتبار نہیں اور یہ سب کے سب بے سود ہیں۔ سالک کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنے قیمتی وقت کو جس کا کوئی بدل نہیں حبیب خدا ﷺ کی پیروی میں صرف کرنے کی دن رات جدوجہد کرتا رہے، پس شریعت کی اتباع کرنا لازمی ہے۔ اصل مقصد یہی ہے ورنہ توسب بے کار(۲)

۴) آج کل کے حالات اور زمانے کے مطابق اللہ تعالی جل شانہ پیران کبار علیہم الرضوان کی برکت سے سچے اعتقاد رکھنے والے مرید پر اس کی صلاحیت کے موافق فیض کا القا کرتا ہے۔ شیطان لعین ونفس امارہ دونوں کے دونوں انسان کے قوی دشمن ہیں جو ہر وقت ساتھ لگے رہتے ہیں۔ حالاں کہ ایسے سالک پر جو مرید صادق ہو ان کا کوئی بس نہیں چلتا۔(۳)

۵) پیران کبار کی پیروی کرنا اور ان کے آداب واطوار کو بجالانا مرید کی محبت واستطاعت پر منحصر ہے۔ اگر مرید اپنے پیر سے محبت کرتا ہے تو وہ کسی کام میں بھی اپنے پیروں کے طریقے کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھائے گا۔ پیر کی مخالفت اس کی باطنی ترقی میں یقینا رکاوٹ کا سبب بن جاتی ہے۔ بس حتی الوسع ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش

۱)۔تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر:۱ص:۴۲۔۴۳۔

۲)۔تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر:۳ص:۴۷۔

۳)۔تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر:۴ص:۴۸۔۴۹۔

کرنا چاہئے۔(۴)

۶) مرید صادق کو چاہئے کہ وہ غیر اللہ سے اپنے باطن کو پاک وصاف رکھے اور حضور اکرم حبیب خدا ﷺ کی پوری پوری اتباع کرے اور پیران کبار کے آداب واطوار کو ملحوظ رکھے۔ اپنا کام کرتا رہے۔ لوگ اسے برا کہیں یا اچھا، اس کی کوئی پرواہ نہ کرے اور اپنے قلب کی سلامتی کو اپنا مطلوب ومقصود اعلی جانے۔ جتنا بھی شریعت غرا کی اتباع میں ظاہر وباطن طور سے کوشش کریں گے۔ آپ کو اتنا ہی زیادہ فائدہ حاصل ہوگا۔(۵)

۷) اے عزیز! اپنے دنیاوی کاموں سے فرصت پا کر باقی ماندہ قیمتی وقت کو ذکر الہی میں صرف کریں۔ شغل باطنی دوسرے کاموں کے مقابلے میں زیادہ اہم ہے۔ اپنے وقت کو بے کار ضائع نہ کریں۔ جو کچھ کرنا ہے وہ آج کرلو، کل سوائے حسرت وندامت کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔(۶)

۸) اللہ والوں کا کہنا ہے کہ: جھوٹا ہمیشہ ذلیل وخوار ہوتا ہے۔(۷)

۹) غیر جنس کی صحبت درویش کے لئے زہر قاتل ہے۔(۸)

۱۰) حقیقی محبت کرنے والا مرید اپنے شیخ سے دور نہیں ہوتا، اپنی محبت کے معیار کے مطابق وہ دور سے ہی اپنے شیخ سے فیض حاصل کرتا رہتا ہے۔(۹)

۱۱) دینی اور دنیاوی مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالی نے وسیلے مقرر کئے ہیں۔ پس آپ کے لئے ضروری ہے کہ پیران کبار رضی اللہ تعالی عنہم کے طریقے کے مطابق

۴)۔تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر:۵ص:۵۰۔۵۱۔

۵)۔تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر:۵ص:۵۱۔

۶)۔تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر:۶ص:۵۳۔

۷)۔تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر:۷ص:۵۵۔

۸)۔تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر:۱۰ص:۶۱۔

۹)۔تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر:۱۰ص:۶۲۔

اپنے قیمتی وقت کو اللہ جل شانہ کے ذکر وفکر میں گزاریں، یہاں تک کہ ایک لحظہ اور ایک لمحہ بھی اس کی یاد سے غفلت میں گزرنے نہ پائے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ: بندوں کا کام اس کی بندگی کرنا ہے۔(۱)

۱۲) فقیروں کا کام قیاسی نہیں سماعی ہے۔ جو کچھ بھی متشرع اور کامل پیروں نے لکھا ہے اس کی مخالفت سے مریدوں کو منع کیا گیا ہے۔۔۔ طریقت کا کام سالک کی فکر سے وراء الوراہے، ان کا طریقہ سمجھ میں آئے یا نہیں، لیکن ان کی اتباع کرنا ہمارے لئے لازمی ہے۔(۲)

۱۳) جو شخص اللہ تعالی کی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے، وہ دنیوی جاہ ومنصب کی پرواہ نہیں کرتا۔ بل کہ اپنے عارضی سانسوں کو اللہ تعالی کے ذکر وفکر میں گزارتا ہے، ایسا کرنا بڑا مشکل ہے۔ ہزاروں میں سے ایک ہی جان باز ملتا ہے جو سر دھڑ کی بازی لگا دیتا ہے۔(۳)

۱۴) جب دل کو اللہ تعالی کے ساتھ تعلق اور عشق پیدا ہو جاتا ہے تو مجبوراً غیر اللہ سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔(۴)

۱۵) ذکر واذکار وعبادات ماثورہ سے اصلی مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو ذلیل وخوار اور منعم حقیقی جل شانہ کو صاحب نعمت وجاہ وجلال جانے۔(۵)

۱۶) عبادت کا دارومدار قلب کی رغبت ومحبت پر ہے، یعنی عبادت رغبت سے کرے اور دل میں محبت رکھے۔(۶)

---

۱)۔ تحفۂ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۱۲ص: ۶۵۔
۲)۔ تحفۂ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۱۷ص: ۷۱۔
۳)۔ تحفۂ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۱۸ص: ۷۲۔
۴)۔ تحفۂ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۲۰ص: ۷۵۔
۵)۔ تحفۂ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۲۵ص: ۸۲۔
۶)۔ تحفۂ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۲۵ص: ۸۳۔

۱۷) صوفی کو چاہئے کہ وہ تنہائی میں دل سے غور کرے کہ اس دنیا میں وہ کس لئے آیا ہے۔ اگر دل میں کسی قسم کے مال وجاہ کی خواہش نہیں ہے بل کہ محض اللہ سے امید لگائے ہوئے ہے تو ایسی صورت میں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ ہاں! دنیاوی مکر وفریب سے ڈرتا رہے کیوں کہ شیطان لعین اور نفس امارہ گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ انسان جہاں کہیں بھی ہو اللہ کی یاد کرتا رہے۔ یہاں تو چند دن رہنا ہے اس کے بعد اپنے اصل وطن کو لوٹنا ہے جس کے پاس سفر آخرت کا زادراہ نہیں ہے تو اس کو حیرانی وپریشانی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔(۷)

۱۸) سالک کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے قیمتی وقت کو اللہ تعالی کے ذکر وفکر، عبادات وطاعات میں گزارے اور اپنے تمام ظاہری وباطنی کاموں کو اللہ تعالی کے سپرد کرے۔(۸)

۱۹) سلوک مجددیہ کے کسب کے لئے حضرات مجددیہ علیہم الرضوان کی کتابوں کا مطالعہ اس راہ میں ضروری ہے۔(۹)

۲۰) کسی خدا پرست درویش کی خدمت واعانت کرنا دونوں جہاں کی نعمتوں سے مالا مال ہونا ہے۔(۱۰)

۲۱) دل سے خطرات ووساوس شیطانی کا دفع کرنا کوئی آسان کام نہیں، لیکن اللہ والوں کی توجہ سے یہ سب خطرات دفع ہو جاتے ہیں۔(۱۱)

۲۲) ہر مشکل کا حل موجود ہے۔ انسان کو گھبرانا نہیں چاہئے، دل کو مضبوط رکھ کر اپنے پیران کبار قدسنا اللہ تعالی باسرارہم الاقدس کے وسیلے سے اپنی عزت وفتح مندی کے لئے

---

۷)۔ تحفۂ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۲۷ص: ۸۶۔
۸)۔ تحفۂ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۲۸ص: ۸۷۔
۹)۔ تحفۂ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۲۹ص: ۸۸۔
۱۰)۔ تحفۂ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۳۴ص: ۹۱۔
۱۱)۔ تحفۂ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۳۵ص: ۹۲۔

اللہ تعالی کے دربار میں دعا مانگیں، اللہ تعالی جل شانہ کارساز حقیقی ہے۔(۱)

۲۳)غیر جنسوں کی صحبت سے صوفی کی باطنی حالت مکدر ہوجاتی ہے۔(۲)

۲۴)انسان کو پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ:وہ خلوص نیت سے اللہ کی عبادت کرنے لگے اوراس کو معبود حقیقی کی معرفت نصیب ہوجائے۔(۳)

۲۵)ہمیشہ اہل سنت والجماعت کے طریقے پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں، شیعہ شنیعہ فرقے سے قطعی اجتناب رکھیں۔(۴)

۲۶)حتی الامکان ایسی محفلوں اور مجلسوں سے جن میں خلاف شرع کام ہوتے ہوں پرہیز کریں۔کیوں کہ درویش کے لئے غیر جنس کی صحبت سم قاتل ہے۔درویشوں کا شیوہ ہے کہ وہ لوگوں کی آمدورفت سے گھبراتے ہیں، کیوں کہ اس سے حب جاہ اور ریاست کی ہوس پیدا ہوتی ہے۔اہل وعیال کے ساتھ شریعت کے مطابق میل جول رکھیں۔(۵)

۲۷)دنیا کی یہ تو یہ حالت ہے کہ صبح کو آجاتی ہے اور رات کو چلی جاتی ہے۔عقل مند وہ ہے جس کے دل میں دین کا غم ہے نہ کہ دنیا کا۔کیوں کہ دنیا سے تو ایک نہ ایک دن کوچ کرنا ہے۔(۶)

۲۸)فقیری کے جو کمالات بزرگوں نے کتابوں میں لکھے ہیں وہ اس آخری زمانہ میں نایاب ہیں اور ہر آدمی اپنے حوصلہ کے مطابق کوشش کررہا ہے اور اپنی استعداد کے موافق سعی کررہا ہے۔زمانے کی حالت کے مطابق یہ بھی غنیمت ہے۔دکان دار پیروں کا یہ

---

۱)۔تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر:۵۶ ص:۱۰۷۔

۲)۔تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر:۵۹ ص:۱۰۸۔

۳)۔تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر:۶۵ ص:۱۱۲۔

۴)۔تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر:۷۷ ص:۱۲۱۔

۵)۔تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر:۷۹ ص:۱۲۲۔

۶)۔تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر:۹۰ ص:۱۳۰۔

گروہ جس نے اب رواج پکڑلیا ہے، اس طرح کی پیری سے اللہ تعالی مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔(۷)

۲۹)جو آدمی بھی توکل اور قناعت پر کمر ہمت کس لے، اللہ تعالی اس کے لئے خیر کا سبب غیب سے مہیا فرماتا ہے۔(۸)

۳۰)عیال دار آدمی سے توکل اور قناعت کرنا بڑا مشکل ہے اگروہ اپنے نفس پر قدرت کر کے توکل اختیار کرتا ہے تو بیوی بچے متوکل نہیں ہوتے۔(۹)

۳۱)مشکاۃ شریف، بخاری (شریف) مثنوی مولانا روم صاحب اور دوسری کتابیں پڑھنے کے لئے احادیث کی استعداد وافر اور زیادہ ہونی چاہئے، کیوں کہ اکثر علما اور فضلا قرآن شریف پڑھتے ہیں اور تفسیریں (بھی) پڑھتے ہیں، لیکن (ان کو) پوری طرح نہیں سمجھتے۔(۱۰)

۳۲)بے شک شیخ کی صحبت ضروری ہے اور اس کی صحبت کا ترک کرنا نہایت نقصان کا سبب ہے۔(۱۱)

۳۳)بے شک حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر کوئی فیض نصیب نہیں ہوتا لیکن اس زمانے میں رسول اکرم ﷺ کی (کامل) پیروی بہت مشکل ہوگئی ہے۔تصوف وطریقت کی تمام کتابوں سے عوام الناس کو دس مقامات جو توبہ، انابت، زہد، قناعت، تقوی صبر، شکر، توکل، تسلیم اور رضا ہیں، حاصل کرنے چاہئیں اور حالات کے اسرار، جو اسرار الہی خاصان (درگاہ) کو نصیب ہوتے ہیں، (ان کا حصول) اس زمانے میں بہت

---

۷)۔مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۱: ص:۶۵۔

۸)۔مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۲: ص:۶۶۔

۹)۔مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۵: ص:۶۸۔

۱۰)۔مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۸: ص:۷۱۔

۱۱)۔مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۱۵: ص:۷۹۔

مشکل ہوگیا ہے، ہزاروں میں سے کوئی ایک ہوگا، جن کے ازلی نصیب میں یہ نعمت عظمیٰ لکھی ہوتی ہے، انہیں یہ حاصل ہوتے ہیں۔(۱)

۳۴) فنا کا مطلب یہ ہے کہ آدمی نہ دنیا کی خوشی پر خوش ہوتا ہے اور نہ دنیاوی غم پر غمگین ہوتا ہے، وہ تمام اعمال، افعال اپنی ذات کو اور تمام ممکنات کو ہیچ سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا سب چیزوں کو نیست و نابود خیال کرتا ہے۔ سو اس طرح کی فنا کا حاصل ہوجانا ہی معرفت الٰہی کا کمال ہے۔(۲)

۳۵) حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند صاحب قبلہؒ کی نسبت آسان ہے۔۔۔اور حضرت جناب امام ربانی صاحبؒ کی نسبت مجددی مشکل ہے۔(۳)

۳۶) ہر ملک اور زمانے کی عورتوں کی عادت ہے کہ وہ ہر روز اپنے گھر میں جھاڑو دیتی ہیں اور گرد و غبار اور کوڑا کرکٹ صاف کرتی ہیں اور گندگی اور کدورت دور ہوجاتی ہے، جس سے گھر میں رہنے والے کو مکان کی صفائی سے ایک طرح کی خوش اسلوبی اور رونق نظر آتی ہے اور دل کی نورانیت بڑھ جاتی ہے۔ صوفی کے دل کی بھی یہی حالت ہے۔ چاہئے کہ مراقبہ سے پہلے استغفار اور تہلیل کی چند تسبیحات پڑھ کر جو گرد و غبار دل پر دنیاداری کی وجہ سے آبیٹھا ہے، اسے صاف کرے اور بشریت کی بنا پر جو کوڑا کرکٹ دل پر آگرا ہے اسے صاف کرے اور دل کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا تمام خیالات سے پاک بنائے اس کے بعد مراقبہ کرے اور متوجہ فیض ہوجائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ فیض خالص آئے گا اور وہ فیض یاب ہوگا اور دل کی نورانیت حاصل ہوگی۔(۴)

۱)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۱۸: ص: ۸۳۔
۲)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۲۰: ص: ۸۴۔
۳)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۲۱: ص: ۸۵۔
۴)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۲۵: ص: ۸۹۔

۳۷) غیر شرع فقیروں اور بزرگوں کو بھی فیض ہوتا ہے اور وہ بھی تاثیر رکھتے ہیں لیکن ان کا فیض اور تاثیر گدلے (غیر شفاف) پانی کی طرح ہوتا ہے کہ وہ خود ناپاک ہیں اور دوسروں کو بھی ناپاک بناتے ہیں۔(۵)

۳۸) اس زمانے کے علما سمجھتے ہیں کہ علم دین اور چیز ہے اور علم تصوف و فقیری کوئی دوسری شے ہے اور نہیں سمجھتے کہ تمام فقہا نے فقہ کی کتابوں میں اللہ اور رسول (کریم ﷺ) کی فرماں برداری کا ہی لکھا ہے۔ پس اس پر پوری طرح عمل کرنا ہی فقیری اور کمال تصوف ہے۔(۶)

۳۹) علم فقر صوفی کے دل میں تھوڑی سی کثافت پیدا کرتا ہے لیکن عقائد کی درستگی کا جمال اس تقصیر کو مٹا ڈالتا ہے۔(۷)

۴۰) فقیری کے لئے ضروری ہے کہ پیر اور مرید اپنی مرادوں کو ترک کردیں اور ماسوی اللہ خیالات کو چھوڑ دیں۔(۸)

۴۱) اولاد دو قسم کی ہے:

ایک صوری اولاد اور دوسری معنوی اولاد

صوری اولاد کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی طرف ہے اور معنوی اولاد کی نسبت حضرت رسول اکرم ﷺ کی طرف کی جاتی ہے۔ پیر اور مرید کے درمیان بھی یہی مثال ہے کہ مرید صوری اولاد کے اعتبار سے اپنے والدین سے ہے لیکن معنوی اولاد کے لحاظ سے

۵)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۲۵: ص: ۹۰۔
۶)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۲۹: ص: ۹۳۔
۷)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۳۲: ص: ۹۶۔
۸)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۳۳ ص: ۹۷۔

وہ اپنے پیرومرشد سے تعلق رکھتا ہے۔(۱)

۴۲)طالب کے لئے فتور کا سب سے مضبوط سبب اس کا ایسے ناقص شیخ کی طرف رجوع کرنا ہے جس نے ناقص سلوک وجذبہ کے ساتھ اپنی شیخی کی مسند بچھا رکھی ہو۔طالب کو اس طرح (کے شیخ) کی صحبت پستی کی جانب لے آتی ہے اور اسے بلندی (مقام) سے گرا کر پستی (ناکامی) سے دوچار کر ڈالتی ہے۔(۲)

۴۳)فقیر کی یہ نصیحت یاد رکھیں کہ کسی کی اَمانت کو اپنے پاس مت رکھو اور یہی نصیحت ہمارے پیرومرشد (حضرت دوست محمد قندھاری) رحمۃ اللہ علیہ نے کئی بار فقیر کو فرمائی تھی کہ کسی کی اَمانت اپنے پاس مت رکھو۔(۳)

۴۴)بے چارے اِنسان نے اپنی حقیقت کو بھلا کر انانیت (غرور) کی پوشاک پہن لی ہے اگر وہ اپنی اصلیت کو یاد رکھتا تو اسے عجز وانکساری کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوتا اور وہ شکستگی اور نیستی کو اپنا شعار بناتا۔(۴)

۴۵)اگر کوئی آدمی خانقاہ شریف میں چند مہینے اخلاص نیت اور عدم اختلاط جو پراگندگی کا ذریعہ ہے، کے ساتھ رہے تو اِن شاء اللہ العزیز وہ مقصود سے حصہ پائے گا۔(۵)

۴۶)اس فتنے کے زمانے اور ابتلاوغم کے وقت میں نقشبندیہ مجددیہ نسبت کو محفوظ رکھنے کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی تیلیوں کے گھر میں رہتا ہوا اور اپنے کپڑوں کو محفوظ رکھے۔(۶)

---

۱)۔مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۳۳ ص: ۹۷۔

۲)۔مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۳۶ ص: ۱۰۲۔

۳)۔مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۳۷ ص: ۱۰۳۔

۴)۔مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۴۲ ص: ۱۰۸۔

۵)۔مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۴۳ ص: ۱۱۰۔

۶)۔مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۴۸ ص: ۱۱۷۔

۴۷)طالبوں اور شاگردوں کو چاہئے کہ اول علم وغیرہ کے کام کی خوب مضبوطی سے بنیاد رکھیں، تا کہ باقی عمارت اس پر مضبوط بنے۔اگر کوئی ابتدا میں خراب اور خام بنیاد رکھے تو باقی (تمام عمارت) خام ہوگی۔(۷)

۴۸)نفع اور نقصان، نہ ملنا اور عطا ہونا، عزت اور ذلت، صحت اور بیماری سے جو چیز بھی اِنسان کو پہنچتی ہے وہ تقدیر الٰہی سے ہوتی ہے اگرچہ بعضے امور ظاہری طور پر نازیبا دکھائی دیتے ہیں، لیکن باطنی طور پر کیوں کہ وہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں، لہٰذا وہ سب شائستہ، زیبا، عین مصلحت اور ثواب ہوتے ہیں۔(۸)

۴۹)خاندان عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی نسبت جوش وخروش اور آہ ونعرہ پر موقوف نہیں ہے بل کہ (یہ) نسبت ایک باریک چیز ہے جو آدمی کو ہوا کی طرح پہنچتی ہے۔(۹)

۵۰)مطالعہ کتب انسان کے لئے نعمت عظمیٰ ہے لیکن سلوک کا مقام حصول باطن اور کثرت ذکر کی ہمیشگی کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔(۱)

۵۱)حافظ قرآن اگر اخلاص نیت کے ساتھ خالص اللہ (تعالیٰ) کی رضا کے لئے قرآن شریف پڑھتا ہے تو غنا اس کی بغل میں ہوتی ہے (یعنی وہ دنیاوی لالچ نہیں رکھتا)(۱)

۵۲)اس زمانے کے پیر جو پیری اختیار کرتے ہیں اور لوگوں کو مرید بناتے ہیں، اگر انہوں نے یہ کام اس خیال سے اپنا رکھا ہے کہ فلاں امیر یا فلاں رئیس یا فلاں تاجر میرا مطیع وفرماں بردار بن جائے تا کہ اس سے مجھے دنیاوی فائدہ حاصل ہو تو صوفیہ صافیہ کے مذہب

---

۷)۔مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۴۸ ص: ۱۱۸۔

۸)۔مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۴۹ ص: ۱۱۹۔

۹)۔مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۵۷ ص: ۱۳۴۔

۱۰)۔مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۵۸ ص: ۱۳۵۔

۱۱)۔مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۵۸ ص: ۱۳۵۔

میں یہ جلی شرک ہے، کیوں کہ رزاق مطلق صرف اللہ (تعالی) ہے اور اس نے اس کے علاوہ (غیر پر) بھروسہ کیا

اور اگر وہ پیری اس اعتبار سے کرتے ہیں کہ: میں صاحب فیض ہوں اور دوسروں کو فیض یاب کرتا ہوں، اس چیز کو بھی پیران کرام علیہم الرضوان کے طریقہ میں شرک جلی کہتے ہیں، کیوں کہ فیض کا مبداء خلق تعالی کی ذات (اقدس) ہے اور اس آدمی نے اس کے برعکس اپنی ذات کو (یوں) سمجھا ہے۔ صوفیا اور صاحب نسبت (حضرات) نے جو لکھا اور وہ جسے طریقہ میں جاری کرتے ہیں، اس سے مراد اور ہے۔ یعنی وہ یہ سمجھتے ہیں کہ: اللہ تعالی نے مجھے ایک فیض عطا فرمایا ہے جو مجھ سے پرنالے کی مانند گرتا ہے اور ضائع ہو جاتا ہے۔ سو وہ چاہتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ لوگ اس نعمت عظمی سے فیض یاب ہوں، وہ اس خیال سے (لوگوں کو) مرید بناتے ہیں اور توجہ ڈال کر لوگوں کے دلوں میں فیض القاء فرماتے ہیں۔ ان بزرگوں کے فیض میں کسی قسم کی کمی اور نقصان واقع نہیں ہوتا(۱)

۵۳) تمہیں چاہئے کہ ہمیشہ ذکر، مراقبہ اور شب خیزی میں مشغول رہو کہ یہ وقت، وقت کار ہے، کیوں کہ صحت اور جوانی ہے، بڑھاپے میں گزرے ہوئے اوقات پر افسوس وندامت کرنے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔(۲)

۵۴) رابطہ اس لئے موصل تر (زیادہ ملانے والا) ہے کہ شیخ پر فیض کی ندی جاری (ہوتی) ہے، جب اس سے رابطہ حاصل ہوتا ہے تو (مرید) لازمی طور پر اس ندی کے فیض سے بہرہ مند ہوتا ہے۔(۳)

۵۵) تعلیم تو ہماری نسبت (نقشبندیہ مجددیہ) کی مددگار اور ہماری نسبت کی ترقی کا ذریعہ ہے۔(۴)

۱)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۶۰ ص: ۱۳۷۔۱۳۸۔

۲)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: ص: ۱۴۰۔

۳)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: ص: ۱۴۲۔

۴)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: ص: ۱۴۳۔

ملفوظات

حضرت خواجہ سراج الدین دامانی قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۲۶ر۳ر۱۳۳۳۔ بمطابق: ۱۱ر۲ر۱۹۱۵)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس اللہ سرہ

۱) وساوس اور خطرات کو دور کرنے کے ہمیشہ ذکر قلبی میں مشغول رہیں۔(۵)

۲) انسان کے پاس یہ عمر عزیز ایک عارضی امانت ہے۔ یہ حقیقت میں ایک بے بہا گوہر ہے جس کی قیمت دنیا ومافیہا سے بالاتر ہے۔ پس اس قیمتی عمر کو ناشائستہ کاموں میں برباد نہ کرنا چاہئے اور نہ ہی اسے حرص وہوس کے غبار سے غبار آلو کرنا چاہئے۔ ہر حال میں اسے پاک وصاف رکھا جائے تا کہ جب مالک حقیقی کے دربار میں حاضر ہو تو انعام واکرام کا مستحق قرار دیا جائے۔ ورنہ تو تباہی وبربادی کا منہ دیکھنا پڑے گا اور حشر کے روز خسارہ، رسوائی اور شرمندگی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔(۶)

۳) یہ امر مسلمہ ہے جو مصیبت زدوں کے ساتھ سختی سے پیش آتا ہے وہ خود اپنی جڑ کاٹتا ہے۔(۷)

۴) کسی سے ناراض ہونا اور اس سے بدلہ لینا بندگی کی قید سے آزاد ہونا ہے۔(۸)

۵) راہ سلوک میں بال سے بھی زیادہ باریک لاتعداد نکتے ہیں، یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ ہر کس وناکس بال منڈا کر قلندر بن جاتا ہے۔(۹)

۵)۔ تحفہ زاہدیہ: حصہ دوم: مکتوب نمبر: ۵ ص: ۱۷۳۔

۶)۔ تحفہ زاہدیہ: حصہ دوم: مکتوب نمبر: ۸ ص: ۱۷۵۔

۷)۔ تحفہ زاہدیہ: حصہ دوم: مکتوب نمبر: ۱۲ ص: ۱۸۲۔

۸)۔ تحفہ زاہدیہ: حصہ دوم: مکتوب نمبر: ۱۲ ص: ۱۸۳۔

۹)۔ تحفہ زاہدیہ: حصہ دوم: مکتوب نمبر: ۱۲ ص: ۱۸۴۔

۶)ہمیشہ بلند ہمتی سے کام لو، کیوں کہ خدا وخلق کے نزدیک انسان کا اعتبار اس کی ہمت کے مطابق ہوتا ہے۔(۱)

۷)پوشیدہ طور پر صبح وشام نہایت عجز وانکساری سے گریہ وزاری کیا کریں اور اپنے اعمال کے فکر میں پشیمان اور غمگین رہا کریں۔(۲)

۸)یہ زندگی چندروزہ ہے اس کو اذکار وافکار وعبادات سے معمور رکھیں اور عبادت کے ذریعے اپنی تاریک راتوں کو منور رکھیں اور تمام فرض نمازوں کو مستحب وقت پر ادا کریں، خلوت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اور آنے جانے والوں کے ساتھ اگر چہ وہ بے شرع ہوں خوش اخلاقی سے پیش آئیں، جیسا کہ ہمارے حضرات کرام قدسنا اللہ تعالی بسرھم السامی کا معمول رہا ہے۔(۳)

۹)اپنے اور بیگانوں سے علیحدہ رہ کر مولائے حقیقی کی یاد میں ہمہ تن مصروف رہیں، ادھر ادھر کے دنیاوی خیالات ومعاملات کی طرف کوئی توجہ نہ کریں، اپنے دینی اور دنیاوی مقاصد کی تکمیل کے لئے حضرات کبار کے وسیلے سے بارگاہِ رب العزت میں دعا مانگیں، خداوند کریم آپ کی ضرور لاج رکھ لے گا، اور آپ پر مطالب کی کامیابی کے دروازے کھول دے گا۔(۴)

۱۰)اس دنیا کے مصائب وآلام ظاہر میں تو زخموں کی مانند ہیں لیکن حقیقت میں یہ ترقیات وثمرات کا موجب ہیں۔ سعادت مند ان کی حلاوت کو مدنظر رکھتے، ان کی تلخی کو شکر کی مانند شیریں محسوس کرتے ہیں اور کھاتے ہیں۔(۵)

---

۱)۔تحفہ زاہدیہ: حصہ دوم: مکتوب نمبر:۱۶ص:۱۹۰۔

۲)۔تحفہ زاہدیہ: حصہ دوم: مکتوب نمبر:۲۰ص:۱۹۹۔

۳)۔تحفہ زاہدیہ: حصہ دوم: مکتوب نمبر:۳۴ص:۲۱۸۔۲۱۹۔

۴)۔تحفہ زاہدیہ: حصہ دوم: مکتوب نمبر:۳۴ص:۲۱۹۔

۵)۔تحفہ زاہدیہ: حصہ دوم: مکتوب نمبر:۴۸ص:۲۴۵۔

۱۱)عشق ومحبت کی حقیقت یہ ہے کہ: سالکین کرام جب عشق ومحبت کی انتہا پر پہنچتے ہیں تو وہ رب العزت جل شانہ کی دیدار میں پگھلتے رہتے ہیں۔۔۔۔ان کو بجز دیدار محبوب حقیقی جل شانہ کے سکون وقرار حاصل نہیں ہوسکتا اور وہ اس دنیا فانی میں حاصل نہیں ہوسکتی۔(۶)

۱۲)انسان انس سے ماخوذ ہے اور انس اس کی فطرت میں موجود ہے لہذا ذات حق عزاسمہ سے انس رکھے، بود ونابود، موت وحیات، معاش ومعاد ہر معاملہ میں انسان اس کا محتاج ہے صرف اس کی ذات پاک سے ہر لحظہ، ہر لمحہ، ہر دقیقہ اور ہر ثانیہ انس رکھے۔(۷)

۱۳)جو صاحب درد نہیں وہ حیوان سے بھی بدتر ہے۔(۸)

۱۴)کوئی حالت بھی اس حالت کی برابری نہیں کرسکتی جس میں بندہ خداوند تعالی کا ہوکر رہے۔ خواہ ایک لحہ قدر بھی ہو۔(۹)

۱۵)اگر کوئی شخص خلوص نیت سے دیوان حافظ اور مثنوی شریف کا مطالعہ کرے گا اور شیخ کامل کے ساتھ رابطہ بھی رکھے گا، ان شاء اللہ ان کے فیوضات اور برکات سے ہرگز محروم نہیں رہے گا۔(۱۰)

---

۶)۔مواہب رحمانیہ جلد سوم: مقامات سراجیہ: الفصل الثانی: ملفوظات شریف اور نصائح شریفہ کے بیان میں، ص:۳۵۔

۷)۔مواہب رحمانیہ جلد سوم: مقامات سراجیہ: الفصل الثانی: ملفوظات شریف اور نصائح شریفہ کے بیان میں، ص:۳۶۔

۸)۔مواہب رحمانیہ جلد سوم: مقامات سراجیہ: الفصل الثانی: ملفوظات شریف اور نصائح شریفہ کے بیان میں، ص:۳۷۔

۹)۔مواہب رحمانیہ جلد سوم: مقامات سراجیہ: الفصل الثانی: ملفوظات شریف اور نصائح شریفہ کے بیان میں، ص:۴۰۔۴۱۔

۱۰)۔مواہب رحمانیہ جلد سوم: مقامات سراجیہ: الفصل الثانی: ملفوظات شریف اور نصائح شریفہ کے بیان میں، ص:۳۷۔

۱۶) محبت خداوندی مامور شرعی ہے اس کے بغیر حلاوت ایمانی ہرگز نصیب نہیں ہوسکتی۔(۱)

۱۷) حرام وحلال جائز وناجائز میں کمال اتباع سنت چاہئے۔(۲)

۱۸) اگر مرید کو اپنے پیر کا کوئی کام خلاف شریعت نظر آئے تو وہ پیر پر ہرگز اعتراض نہ کرے بل کہ اس کے کام اور کلام کی تاویل کرے اگر اس کا فعل حالت سکر پر مبنی ہو اور وہ کام گناہ کا ہو تو مرید کو چاہئے کہ اس کے فعل اس کے کام پر عمل نہ کرے مگر اس کی ولایت کا ہرگز انکار نہ کرے۔(۳)

۱۹) اپنے پیر سے اس کو کوئی دوسرا کامل پیر نظر آیا یا ایک ادنی سی خصوصیت بھی اپنے پیر سے اس دوسرے پیر میں زیادہ پائی تو مرید کو چاہئے کہ وہ اپنے پیر سے اجازت لے کر اس دوسرے پیر کا مرید ہوجائے اور اس سے توجہ باقی مقامات کی حاصل کرے، اس کو اجازت ہے نہ اس میں کوئی گناہ ہے اور نہ اس سے پیر اول کی پیری میں نقص خیال کرے بل کہ یہ سمجھے کہ سابقہ پیر سے اسی قدر حصہ میری قسمت میں لکھا ہوا تھا، ہرگز اپنے پیر کو ناقص نہ سمجھے اگر ایسا خیال کیا تو معاذ اللہ وہ پیر ثانی کا بھی فیض حاصل نہیں کرسکتا۔(۴)

۱)۔مواہب رحمانیہ جلد سوم: مقامات سراجیہ: الفصل الثانی: ملفوظات شریف اور نصائح شریفہ کے بیان میں، ص: ۳۷۔

۲)۔مواہب رحمانیہ جلد سوم: مقامات سراجیہ: الفصل الثانی: ملفوظات شریف اور نصائح شریفہ کے بیان میں، ص: ۳۸۔

۳)۔مواہب رحمانیہ جلد سوم: مقامات سراجیہ: الفصل الثانی: ملفوظات شریف اور نصائح شریفہ کے بیان میں، ص: ۴۲۔

۴)۔مواہب رحمانیہ جلد سوم: مقامات سراجیہ: الفصل الثانی: ملفوظات شریف اور نصائح شریفہ کے بیان میں، ص: ۴۳۔

۲۰) مرید پر اپنے شیخ کے ساتھ بے انتہا محبت رکھنی واجب ہے۔(۵)

۲۱) یہ دنیا عیش وعشرت کی جگہ نہیں ہے، یہاں کی سب چیزیں فانی ہیں، یہاں کی فانی رونقیں جی لگانے کے قابل نہیں ہیں۔(۶)

۲۲) رابطہ کامل وہ ہے کہ پیر کو اپنی ذات، اپنی بیوی، اپنے فرزند اور ہر چیز سے زیادہ محبوب جانیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ: کوئی شخص ہرگز ایمان دار نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میں اسے اس کے والد اور اس کے اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہوں۔ اس درجہ سے جو کچھ بھی کم ہو، رابطہ ناقص ہے۔(۷)

ملفوظات

حضرت مولانا عنایت اللہ خاں نقشبندی مجددی قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۱۰/۱۲/۱۳۴۵ھ۔ بمطابق: ۱۱/۶/۱۹۲۷)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مولانا ارشاد حسین رام پوری قدس اللہ سرہ

۱) انسان کی پیدائش کی غرض وغایت وظائف بندگی کا ادا کرنا اور اللہ تعالی کی طرف ہمیشہ رجوع رہنا ہے اور یہ غرض وغایت ظاہرا وباطنا بغیر کمال اتباع حضرت سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ناممکن ہے۔(۸)

۵)۔مواہب رحمانیہ جلد سوم: مقامات سراجیہ: الفصل الثانی: ملفوظات شریف اور نصائح شریفہ کے بیان میں، ص: ۴۴۔

۶)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۹۸-۹۹۔ (بروایت حضرت مولانا نصیر الدین غور غشتویؒ)

۷)۔ فیوضات حسنیہ: (مکتوبات) ص: ۳۴۸-۳۴۹۔

۸)۔ مجموعہ مقامات ارشادیہ وعنایتیہ: ص: ۲۲۱۔

۲) حق سبحانہ اوراس پر ایمان لانا مقصود حقیقی اور مطلوب اصلی ہے اوراس مقصد کا حصول موقوف ہے دو چیزوں کی نفی پر، ایک آفاقی معبودوں کی نفی، دوسرے انفسی معبودوں کی نفی، آفاقی معبودوں سے مراد کفار ومشرکین کے معبودان باطلہ ہیں جیسے لات وعزی وغیرہ اور انفسی معبودوں سے مراد نفس کی خواہشیں ہیں۔(۱)

۳) شرع شریف کے احکام، فرائض اور واجبات وغیرہ کے ادا کرنے سے غرض ہی یہ ہے کہ نفس عاجز اور پائمال ہوجائے کیوں کہ قلب اپنی ذات سے حکم خداوندی کا مطیع اور تابع دار ہے اگر قلب میں کچھ خباثت پیدا بھی ہوتی ہے تو وہ نفس امارہ کی ہم سائیگی اور ہم نشینی سے ہوتی ہے۔(۲)

۴) تزکیہ نفس کا حصول درجہ ولایت پر موقوف ہے اور ولایت فنا وبقا کا نام ہے یعنی جب تک درجۂ ولایت حاصل نہ ہوگا نفس کا اطمینان پانا محال ہے اور جب تک نفس کو اطمینان نصیب نہ ہوگا دل ودماغ کو حقیقت ایمان کی ہوا بھی نہیں لگے گی، نہ ایمان خوف زوال سے محفوظ ہوگا۔(۳)

۵) بیعت کے ارادہ کے بعد ضرور ہے کہ اس بات کا لحاظ رکھے کہ جس سے بیعت کا ارادہ ہو وہ اوامر ونواہی اور امور شرعیہ پر قائم ہو اور مستقیم الاحوال ہو کہ یہ قلب اور نفس کے اطمینان کا اثر ہے اور بہتر یہ ہے کہ ایسا پیر ہو جو مرید کے احوال کی تشخیص بھی کرسکتا ہو اور بصیرت رکھتا ہو، نہ یہ کہ فقط مرید کے بیان سے اس کے احوال کا اندازہ کرے، بل کہ اپنی بصیرت اور تشخیص سے اس کے احوال کا تعین کرسکے، مگر ایسا پیر جس میں خود یہ صفت بالذات مستقلا پائی جاتی ہو، بہت زمانوں اور قرنوں کے بعد ظاہر ہوتا ہے اگر طالب

۱)۔ مجموعہ مقامات ارشادیہ وعنایتیہ: ص: ۲۲۳۔ ۲۲۴۔

۲)۔ مجموعہ مقامات ارشادیہ وعنایتیہ: ص: ۲۲۴۔

۳)۔ مجموعہ مقامات ارشادیہ وعنایتیہ: ص: ۲۲۴۔ ۲۲۵۔

کو ایسا با کمال بزرگ شخص مل جائے تو یہ اس کی بڑی خوش قسمتی ہے اور اگر ایسا پیر نہ مل سکے تو اس کے پیروؤں کی طرف رجوع کرے، ذاتی طور سے اگر چہ اس میں تشخیص احوال نہیں ہے لیکن بالتبع تو ہوتی ہے اور یہ بھی غنیمت ہے پھر اگر ایسا بھی نہ ملے تو اس شخص کی طرف رجوع کرے جس کو طالب کے تلوین احوال میں معرفت حاصل ہو (تلوین احوال یعنی صوفی کے قلبی احوال کا بدلتے رہنا، اسی کے مقابل تمکین ہے، یعنی قلبی اطمینان اور کشف حقیقت ہمیشہ رہتا ہو)۔(۴)

۶) سالکین کی دو قسمیں ہیں: ایک مرید دوسرے مراد

جو مراد ہیں ان کی خوش قسمتی کا کیا کہنا، خود حق تعالی ایک خاص جذب ومحبت کے راستہ سے ان کو اپنی معرفت اور قرب کے اعلی مقام پر کھینچ لیتا ہے، اور ان کو جس ادب اور تربیت کی ضرورت ہوتی ہے بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلیم فرماتا ہے اور اگر ان سے کوئی لغزش ہوجاتی ہے تو اس پر ان کو جلد متنبہ فرمادیتا ہے اور اس پر ان سے مؤاخذہ بھی نہیں کرتا ہے اور اگر ان کو ظاہری پیر کی ضرورت ہوتی ہے تو ان کی جست جو اور سعی کے بغیر ان کو عطا فرمادیتا ہے، غرض کہ حق تعالی کی عنایت ازلی ان بزرگواروں کی کارساز ہوتی ہے اور ان کا کام کبھی سبب سے اور کبھی بلا سبب بنتا رہتا ہے۔(۵)

۷) پیر کی ذات کمالات وفیوضات کی جامع ہوتی ہے اور پیر کی جانب سے مرید کی استعداد کے موافق ہی افاضہ ہوتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مرید کسی دوسرے باکمال بزرگ کے کسی کمال سے مناسب استعداد رکھتا ہے تو اس صورت میں خود اس کا پیر ہی اس بزرگ کی صورت میں ظاہر ہوکر فیض پہنچاتا ہے، مرید کو سمجھنا چاہئے کہ پیر کا جو لطیفہ اس فیض سے مناسبت رکھتا ہے اس بزرگ کی صورت میں میری آزمائش کے لئے ظاہر ہوا ہے جس

۴)۔ مجموعہ مقامات ارشادیہ وعنایتیہ: ص: ۲۲۵۔

۵)۔ مجموعہ مقامات ارشادیہ وعنایتیہ: ص: ۲۲۸۔

کو میں نے دوسرا بزرگ خیال کیا اور اس کی طرف سے اس فیض کو جانا، ایسا واقعہ کبھی بہت بڑی غلطی کا باعث اور لغزش کا سبب ہوتا ہے۔حق سبحانہ وتعالیٰ ایسی لغزشوں سے محفوظ رکھے اور پیر کی محبت اور اعتقاد پر بطفیل سید البشر علیہ الصلاۃ والسلام مستقیم رکھے۔آمین۔(۱)

۸) اگر مرید بعض آداب کی رعایت کرنے سے قاصر رہا ہو، اور کوشش کے باوجود بھی پورے آداب بجانہ لاسکا ہو تو قابل معافی ہے لیکن اس کو اپنی تقصیر کا اعتراف کرنا لازم ہے اور اگر معاذ اللہ ایسا بے باک ہو کہ نہ آداب کی رعایت کرے اور نہ اپنی کوتاہی کو کوتاہی سمجھے تو وہ ان بزرگوں کی برکات سے بے نصیب ہے۔(۲)

۹) جو مرید پیر کی توجہ کی برکت سے مرتبہ فنا وبقا کو پہنچا ہو اور اس پر الہام وفراست کی راہ کھلی ہو اور پیر اس کو تسلیم بھی کرلے اور اس کے کمال کا اقرار کرے تو اس کو اپنے الہام کے موافق عمل کرنا درست ہے اگر چہ اس کے پیر کے نزدیک اس کے خلاف متحقق ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مرید تقلید کی حد سے گزر چکا ہے اور اب محض تقلید اس کے حق میں خطا ہے(۳)

۱۰) طرقہائے تصوف میں سے جو سلسلے رائج ہیں ان میں سے ہر ایک سلسلہ گو مرتبہ کمال اور تکمیل رکھتا ہے لیکن بایں ہمہ وہ مراتب کمال وتکمیل میں مختلف ہیں، لہذا جس طریقہ میں پیروی سنت کا التزام زیادہ ہے اسی کو اختیار کرنا اولی اور انسب ہے اور وہ طریقہ اکابر نقشبندیہ قدس اُسرارہم کا ہے انہوں نے اس طریقہ میں سنت کا التزام کیا ہے اور بدعت سے پرہیز کیا ہے وہ رخصت پر عمل کرنا تجویز نہیں کرتے، اگر چہ بظاہر اس کو اپنے باطن میں نافع پائیں، اور عزیمت پر عمل کرنا نہیں چھوڑتے اگر چہ اپنی سیرت میں بظاہر اس کو نقصان رساں جانیں، ان حضرات نے احوال ووجد کو احکام شرعیہ کا تابع کیا ہے اور اذواق

۱)۔مجموعہ مقامات ارشادیہ وعنایتیہ: ص:۲۳۱-۲۳۲۔

۲)۔مجموعہ مقامات ارشادیہ وعنایتیہ: ص:۲۳۲۔

۳)۔مجموعہ مقامات ارشادیہ وعنایتیہ: ص:۲۳۲۔

ومعارف کو علوم دینیہ کا خادم سمجھا ہے، لڑکوں کے مثل شرع کے جواہر نفیسہ کو دے کر وجد وحال کے اخروٹ ومنقی وہ نہیں خریدتے ہیں اور تُرہات صوفیہ سے مغرور ومفتون نہیں ہوتے ہیں۔نص کو چھوڑ کر صوفیہ کے کلام کی طرف نہیں جھکتے ہیں اور فتوحات مدنیہ یعنی وحی کے مقابلہ میں فتوحات مکیہ یعنی کشف کی طرف التفات نہیں کرتے پھر ان تمام خوبیوں کے ساتھ اکابر نقشبندیہ کا طریقہ البتہ موصول اور دیگر طرق کے مقابلہ میں اقرب ہے۔(۴)

۱۱) یہ وہم نہ ہونا چاہئے کہ دوسرے سلسلوں کے اکابر غیب ذات اور نقطہ نہایۃ النہایہ کو نہیں پہنچے اور فقط اس سلسلے والے ہی پہنچے ہیں (خدا کی پناہ) ایسا خیال صحیح نہیں ہے۔(۵)

۱۲) حقیقت یہ ہے کہ اہل حق اور اہل باطن میں امتیاز شریعت پر استقامت اور عدم استقامت کا ہے اہل حق کی حالت یہ تھی کہ منصور قید وزنجیر کی بھاری مشقت کے باوجود پانچ سو رکعت نماز نافلہ ادا کرتے تھے اور وہ کھانا جو ظالموں کے ہاتھ سے پہنچتا تھا اگر چہ وہ حلال ہوتا تھا نہیں کھاتے تھے اور اہل باطل کی حالت یہ ہوتی ہے کہ ان پر شرع کا حکم بجالانا کوہ قاف کی طرح گراں ہوتا ہے۔(۶)

۱۳) حقائق الہیہ اور نسبت مجددی میں اتصاف خاص چاہتے ہو تو سرہند شریف حاضر ہوتے رہنا۔(۷)

۱۴) حضرت جناب غلام علی شاہ صاحبؒ زیادہ سے زیادہ پچیس سال اور کم از کم دس سال میں مرید کو اجازت طریقہ عطا فرماتے تھے مگر اس زمانہ میں ہمتیں بالکل قاصر ہیں۔میں خیال کرتا ہوں کہ جو آیا ہے محروم نہ رہے، مناسبت پیدا ہو جائے، پھر کام

۴)۔مجموعہ مقامات ارشادیہ وعنایتیہ: ص:۲۳۳-۲۳۴۔

۵)۔مجموعہ مقامات ارشادیہ وعنایتیہ: ص:۲۳۴۔

۶)۔مجموعہ مقامات ارشادیہ وعنایتیہ: ص:۲۹۸۔

۷)۔مجموعہ مقامات ارشادیہ وعنایتیہ: انوار احمدیہ: ص:۳۷۷۔

کرتے کرتے برکت ہوتی جائے گی ،اور جومقصود سیر وسلوک ہے وہ اِن شاءاللہ پورا ہوگا۔(۱)

۱۵)سلوک ختم ہوجائے ،بس وہی اِجازت ہے،انحصار کام کرنے پر ہے،جو کام کرے گا وہ پائے گا۔(۲)

۱۶)سیر وسلوک سے مقصود اِجازت وخلافت نہیں ہے بل کہ اصل مقصد کچھ اور ہی ہے،اِنسان کو چاہئے کہ کام پر لگا رہے۔(۳)

۱۷)جب تک اللہ کا اسم مبارک حلق سے نیچے نہیں اترتا ہے جبھی تک دنیا کی طلب اور خوف ملامتِ مخلوق رہتا ہے۔(۴)

۱۸)علم ظاہر علم باطن پر مقدم ہے۔پہلے علم ظاہر سیکھنا چاہئے پھر علم باطن۔(۵)

۱۹)ہمت والا وہ ہے جو ہر سانس میں اللہ کی یاد کرتا رہے۔(۶)

۲۰)معارف میں حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات شریف جس مرتبہ کے ہیں ایسی کتاب اور کسی نے اب تک نہیں لکھی۔(۷)

۲۱)آج کل کے پیر روپیہ کی خاطر مریدین میں گشت کرتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ نیت اصلاح مریدین کی ہے،حالاں کہ نیت کچھ اور ہوتی ہے۔(۸)

---

۱)۔مجموعہ مقامات اِرشادیہ وعنایتیہ :انوار احمدیہ:ص:۳۷۹۔

۲)۔مجموعہ مقامات اِرشادیہ وعنایتیہ :انوار احمدیہ:ص:۳۷۹۔

۳)۔مجموعہ مقامات اِرشادیہ وعنایتیہ :انوار احمدیہ:ص:۳۷۹۔۳۸۰۔

۴)۔مجموعہ مقامات اِرشادیہ وعنایتیہ :انوار احمدیہ:ص:۳۸۰۔

۵)۔مجموعہ مقامات اِرشادیہ وعنایتیہ :انوار احمدیہ:ص:۳۸۰۔

۶)۔مجموعہ مقامات اِرشادیہ وعنایتیہ :انوار احمدیہ:ص:۳۸۱۔

۷)۔مجموعہ مقامات اِرشادیہ وعنایتیہ :انوار احمدیہ:ص:۳۸۱۔

۸)۔مجموعہ مقامات اِرشادیہ وعنایتیہ :انوار احمدیہ:ص:۳۸۱۔

۲۲)مکہ معظّمہ سے لے کر مدینہ منورہ تک ہر ایک منزل کی کیفیت جداگانہ ہے۔(۹)

۲۳)بعض لوگ یہ شکایت کرتے ہیں کہ ہم کو کچھ معلوم نہیں ہوتا،حالاں کہ یہ خیال نہیں کرتے کہ نہ اکل حلال ہے نہ صدق مقال اور ظلمت کفر تمام جہاں میں پھیلی ہوئی ہے،پھر سب سے بڑی بات یہ کہ پہلے لوگوں کا سا نہ اخلاص ہے نہ محبت،نہ محنت وہمت ہمارا اس میں کیا قصور؟۔۔۔(۱۰)

۲۴)ہر مقام کا ذکر اس مقام کے مناسب ہوا کرتا ہے،آخرکار میں کثرت نوافل وزیادتی تلاوت قرآن مجید موجب ترقیات ہے،اگر کوئی نفی اثبات اور ذکر اسم ذات شروع کردے تو اس مقام کی کیفیت میں خرابی واقع ہوجاتی ہے۔(۱۱)

۲۵)یہ زمانہ اور وقت ہر آن ہوشیار رہنے کا ہے۔(۱۲)

ملفوظات

حضرت خواجہ پیر فضل علی قریشی قدس اللہ سرہ

(متوفی:۱/۹/۱۳۵۴۔بمطابق:۲۸ نومبر ۱۹۳۵)

خلیفہ مجاز

حضرت خواجہ سراج الدین دامانی قدس اللہ سرہ

۱)مال داروں کا کھانا ظلمت کو بڑھاتا ہے۔(۱۳)

۲)پہلے لوگوں کے دماغ علم پر خرچ ہوتے تھے اب تو دماغی قوت زنا اور فحش کاموں

---

۹)۔مجموعہ مقامات اِرشادیہ وعنایتیہ :انوار احمدیہ:ص:۳۸۲۔

۱۰)۔مجموعہ مقامات اِرشادیہ وعنایتیہ :انوار احمدیہ:ص:۳۸۲۔

۱۱)۔مجموعہ مقامات اِرشادیہ وعنایتیہ :انوار احمدیہ:ص:۳۸۴۔

۱۲)۔مجموعہ مقامات اِرشادیہ وعنایتیہ :انوار احمدیہ:ص:۳۸۴۔

۱۳)۔فیوضات فضلیہ:ص:۲۳۔

پر خرچ ہوتی ہے۔(۱)

۳)اس (حقہ، سگریٹ وغیرہ) سے ذکر کی کیفیات بند ہوجاتی ہیں۔(۲)

۴)فریب کا نتیجہ، فریب کار کے حق میں برا نکلتا ہے۔(۳)

۵)آج کے زمانہ میں دین سے بے خبری اور ناواقفیت عام ہوچکی ہے، شرم کی کوئی بات نہیں، علم سیکھو اور طالب علم ہو کر مرو۔(۴)

۶)عروج چار چیزوں سے حاصل ہوتا ہے: (۱) کثرت ذکر (۲) اتباع شریعت (۳) تقوی وترک مالاباس بہ، حذرالمابہ باس۔ یعنی بہت سے مباحات اور جائز باتوں کو مکروہات کے خوف سے ترک کردینا۔ (۴) رابطہ شیخ۔(۵)

۷)طالب مولا حظ نفس کے طالب نہیں ہوتے، اس لئے وہ زیب وزینت اور عیش وعشرت کے سامان ترک کردیتے ہیں۔(۶)

۸)ابتدا میں ذاکر کو بہ نسبت درود شریف کے اسم ذات کی کثرت کرنی چاہئے کیوں کہ درود شریف کا مزاج سرد اور اسم ذات کا گرم ہے، اور مبتدی کے لئے اسم ذات کے عشق کی گرمی ہی مطلوب ہے۔(۷)

۹)مسلمانوں میں پاکی وناپاکی میں احتیاط نہیں ہے، اس لئے بازار کی پکی ہوئی چیز نہ کھانی چاہئے۔(۸)

---

۱)۔فیوضات فضلیہ: ص:۳۲۔

۲)۔فیوضات فضلیہ: ص:۳۵۔

۳)۔فیوضات فضلیہ: ص:۴۶۔

۴)۔فیوضات فضلیہ: ص:۴۶۔

۵)۔فیوضات فضلیہ: ص:۴۷۔

۶)۔فیوضات فضلیہ: ص:۴۷۔

۷)۔فیوضات فضلیہ: ص:۴۷۔

۸)۔فیوضات فضلیہ: ص:۴۷۔

۱۰)ہندو کے گھر کی کوئی چیز نہ کھاؤ ان کے طعام میں پلیدی کا اثر ہے جس سے دل سیاہ ہوجاتا ہے۔(۹)

۱۱)فضول مباحات کو ترک کردے اور ہر شے میں شرعی احتیاط کا خیال رکھا کرو، یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے، جب کرنے لگے گا تو آسان ہوجائے گا۔(۱۰)

۱۲)جہاں تک ہوسکے عزیمت پر عمل کرو، سالک کے لئے رخصت پر عمل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔(۱۱)

۱۳)سالک پر بعض اوقات وساوس وخطرات کا ہجوم ہوا کرتا ہے، اس سے گھبرانا نہیں چاہئے، مکھیاں گڑ پر اکھٹی ہوتی ہیں اور چیونٹیاں گھی پر اور شیطان جب دیکھتا ہے کہ میرا شکار ہاتھ سے نکلا جارہا ہے، اس کو اپنی قید میں رکھنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور ذکر کی نعمت یعنی اطمینان قلبی کو روکتا ہے۔(۱۲)

۱۴)جس قدر پیر کی عزت سالک کے دل میں ہوگی اس قدر فائدہ ہوگا۔(۱۳)

۱۵)طالبان مولا میں سے بعض پر حالات وواردات اور جذبہ وغیرہ طاری ہوتے ہیں اور بعض پر نہیں ہوتے لیکن انعام الٰہی میں سب برابر ہوتے ہیں۔(۱۴)

۱۶)مولا کی طلب ہی اصل مقصود ہے، ذوق وشوق اور جذبات غیر مقصود چیزیں ہیں۔(۱۵)

---

۹)۔فیوضات فضلیہ: ص:۴۷۔

۱۰)۔فیوضات فضلیہ: ص:۴۷۔

۱۱)۔فیوضات فضلیہ: ص:۴۸۔

۱۲)۔فیوضات فضلیہ: ص:۴۸۔

۱۳)۔فیوضات فضلیہ: ص:۴۸۔

۱۴)۔فیوضات فضلیہ: ص:۴۸۔

۱۵)۔فیوضات فضلیہ: ص:۴۸۔

۱۷)میری جماعت کے ہر آدمی کو تین چیزیں: مسواک، عصا، تسبیح ساتھ رکھنی چاہئے۔(۱)

۱۸)صاحبو! پیر تو صاحب شریعت ہو، ورنہ شیطان سے بھی بدتر ہے۔(۲)

۱۹)مولوی صاحبان! طلبہ کی خدمت کیا کرو اور اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کیا کرو(۳)

۲۰)پیروں کو سفر وغیرہ میں اچھا لباس پہننا چاہئے، دنیادار پر اپنی مسکینی ظاہر کرنی اچھی نہیں، عزت نفس بھی کوئی چیز ہے۔(۴)

۲۱)فقر نیاز مندی سے حاصل ہوتا ہے، ناز سے نہیں، علم بھی کسی نے ناز سے نہیں پڑھا، جس نے سیکھا ہے خدمت اور محنت سے سیکھا ہے۔(۵)

۲۲)ظاہری زیبائش سے کوئی فائدہ نہیں، گدھی زیورات کے پہننے سے خوبصورت نہیں ہوجاتی، انسان کی اصل خوبصورتی دین داری میں ہے۔(۶)

۲۳)ذکر کی کامیابی میں دیر لگنے سے مایوس نہ ہونا چاہئے، بعض سالکوں پر بڑی محنت کے بعد فیضان ہوا ہے۔(۷)

۲۴)دین کی اشاعت میں ملامت سے گھبرانا نہیں چاہئے۔(۸)

۲۵)شہوانی لذتوں کے پورا کرنے میں ایک لحظہ کی خوشی ہے اور ہمیشہ کے لئے پچھتانا اور تکلیف اٹھانا ہے۔(۹)

---

۱)۔فیوضات فضلیہ: ص:۴۸۔

۲)۔فیوضات فضلیہ: ص:۴۹۔

۳)۔فیوضات فضلیہ: ص:۴۹۔

۴)۔فیوضات فضلیہ: ص:۴۹۔

۵)۔فیوضات فضلیہ: ص:۴۹۔

۶)۔فیوضات فضلیہ: ص:۴۹۔

۷)۔فیوضات فضلیہ: ص:۴۹۔

۸)۔فیوضات فضلیہ: ص:۴۹۔

۹)۔فیوضات فضلیہ: ص:۴۹۔۵۰۔

۲۶)نظر کو بچایا کرو، بہت سے گناہ اسی سے سرزد ہوتے ہیں، آنکھوں کا بھی زنا ہے (۱۰)

۲۷)نفس اور شیطان، انسان کے بڑے دشمن ہیں ان پر غالب آنا ہی کمال ہے۔(۱۱)

۲۸)شیخ کے بغیر خدا کا راستہ نہیں ملتا، کلام اللہ خدا کا کلام ہے، مگر استاد سے پڑھنا پڑھتا ہے۔(۱۲)

۲۹)اگر پیر سے محبت سچی و پکی ہو تو ہزار کوس دور بیٹھے ہوئے بھی فائدہ پہنچے گا، بشرطیکہ وہ پیر کامل ہو، لوٹنے والا رسمی پیر نہ ہو۔(۱۳)

۳۰)بڑی کرامت اتباع سنت ہے۔(۱۴)

۳۱)مستعد طالب اگرچہ دور بیٹھا ہو، شیخ کی توجہ اس کی طرف بجلی کی طرح جاتی ہے، بشرطیکہ طالب کے دل میں شیخ کی محبت ہو۔(۱۵)

۳۲)جب ذکر سیکھا ہے تو اس پر عمل کرو، کیمیا کا نسخہ صرف سیکھنے سے کیمیا گر نہیں بنتا۔(۱۶)

۳۳)بعض آدمی چند روز اللہ، اللہ کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوا اور یہ نہیں سمجھتے کہ یہ تو علم ہے۔ محنت سے اور مدت تک اسم ذات پر مداومت

---

۱۰)۔فیوضات فضلیہ: ص:۵۰۔

۱۱)۔فیوضات فضلیہ: ص:۵۰۔

۱۲)۔فیوضات فضلیہ: ص:۵۰۔

۱۳)۔فیوضات فضلیہ: ص:۵۰۔

۱۴)۔فیوضات فضلیہ: ص:۵۰۔

۱۵)۔فیوضات فضلیہ: ص:۵۱۔

۱۶)۔فیوضات فضلیہ: ص:۵۱۔

کرنے سے یہ نعمت حاصل ہوتی ہے۔فنا سے پہلے تو اس علم کی ابجد ہے،الف،با،تا،پڑھنے والے کو کیا علم ہے۔(۱)

۳۴)سنت کی پیروی کا یہ اثر ہوتا ہے کہ قدرت ان کی اس سلسلہ میں مدد کرتی ہے اور غیر اختیاری کاموں میں بھی ان کو رسول اللہ ﷺ کی اتباع سے علیحدہ نہیں ہونے دیتی۔(۲)

۳۵)اگر اسم ذات کی کثرت سے نوافل کے پڑھنے میں فرق آتا ہو تو نفلیں ترک کر دینی چاہئیں،فائدہ اسی میں ہے۔(۳)

۳۶)نیک مسلمان کے سانس اور پسینہ سے بدبو نہیں آتی اور کافر خواہ کیسا ہی صاف رہے بدبودار ہوا کرتا ہے،اور خاصان خدا میں سے خوشبو آیا کرتی ہے۔(۴)

۳۷)قرآن شریف،حدیث پاک اور فقہ پڑھا اور پڑھایا کرو اور یہی سنا اور سنایا کرو۔(۵)

۳۸)اگر کوئی چاہے کہ میری روزی میں برکت ہو تو طعام کا ادب کیا کرے اور مشکل کا حل چاہے تو مسجد کی خدمت کرے۔(۶)

۳۹)جو شخص اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھتا ہے،حق تعالیٰ اس کی جملہ ضرورتیں پوری کر دیتا ہے۔(۷)

---

۱)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۱۔

۲)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۱۔

۳)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۲۔

۴)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۲۔

۵)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۳۔

۶)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۳۔

۷)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۳۔

۴۰)دنیاداروں اور دولت مندوں کی صحبت سے نقصان ہی پہنچتا ہے۔نفع کی امید عبث ہے۔(۸)

۴۱)عالم کو حلیم اور متواضع ہونا چاہئے۔(۹)

۴۲)مولوی صاحبان گھر کے بڑے دل دادہ ہوتے ہیں،یاد رکھو!ہر وقت گھر کا طواف کرنا عمر کو گھٹاتا ہے،اس کام میں اعتدال اور میانہ روی اچھی شئے ہے۔(۱۰)

۴۳)صاحب دعوت کو چاہئے کہ دیکھ بھال کر کام کرے،طاقت سے زیادہ خرچ نہ کرے اور نہ کسی سے قرض لے۔مہمان کو چاہئے کہ میزبان کو تنگ نہ کرے اور جو کچھ وہ پیش کرے اس کو صبر و شکر کے ساتھ کھائے حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔(۱۱)

۴۴)کسی غرض کی وجہ سے محبت نہ ہونی چاہئے،نیک نیتی سے قلبی محبت پیدا کرو(۱۲)

۴۵)فقیروں کو بھی چاہئے کہ وہ تھوڑے پر قناعت کریں جو ملے اس پر شکر کریں جو نہ ملے اس پر صبر کیا کریں،پس قرض ہرگز نہ لیں نہ قرض اٹھانے پر کسی کو مجبور کریں۔(۱۳)

۴۶)لوگو!یہ جہاں فانی ہے،اگلے جہاں کے لئے کچھ کما لو،وقت ضائع نہ کرو،مسجدیں آباد کرو،قرآن شریف پڑھا کرو۔(۱۴)

۴۷)میں نے جہاں تک غور کیا ہے،دیوبند والے حق پر ہیں،حاسدوں نے

---

۸)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۴۔

۹)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۴۔

۱۰)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۴۔

۱۱)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۴۔۵۵۔

۱۲)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۵۔

۱۳)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۵۔

۱۴)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۶۔

جھوٹے الزام لگا کر ان کو بدنام کر رکھا ہے۔(۱)

۴۸) میں تمہیں دو باتوں سے آگاہ کر دوں:

ایک یہ کہ: ولایت اور نیابت نسبی یا خاندانی چیز نہیں ہے۔میری اولاد اگر لائق نہ ہو تو ان کو مقام ارشاد پر نہ بٹھایا جائے بل کہ کسی اور کو منتخب کیا جائے۔اور اگر اللہ تعالی بچوں کو عالم باعمل صاحب ولایت کرے تو پھر تمہیں ان سے فائدہ اٹھانے کی اجازت ہے۔

دوسرے یہ کہ: میں نہ دیوبندیوں کا شاگرد ہوں اور نہ مرید، مگر تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میرے وہی عقیدے ہیں جو دیوبندیوں کے ہیں، اہل دیوبند حق پر ہیں اور تم مجھے اس معاملہ میں دیوبندی سمجھو۔(۲)

۴۹) نماز ہر روز بلا ناغہ اچھی طرح ادا کیا کرو، انصاف کرو، احکام شرعیہ پر مستحکم ہو جاؤ، کتابوں میں جو کچھ مسائل لکھے ہوئے ہیں وہ فضول اور نکمے نہیں اور نہ ان کے لکھنے والوں کو مالیخولیا تھا، میں بھی ان پر عمل کروں اور تم بھی مضبوطی کے ساتھ ان پر عمل کیا کرو(۳)

۵۰) جملہ زبانی وظائف بند ہو جائیں گے مگر جب دل زندہ ہو گیا تو پھر زندہ ہی رہے گا، واقعی ذکر بڑی عمدہ چیز ہے، جو لذت پاتا ہے وہی اس کی قدر جانتا ہے۔(۴)

۵۱) ہماری جماعت پر ذکر قلبی کی وجہ سے پاک ارواح کا بروز ہوتا ہے، یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، پاک روحیں اپنی غذا پر آتی ہیں اور ان کی غذا اللہ کا ذکر ہے۔(۵)

۵۲) ظاہری عمل کی زینت باطنی علم کے سیکھنے سے ہوتی ہے۔اہل باطن معمولی علم

۱)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۶۔

۲)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۶۔

۳)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۶۔

۴)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۶۔

۵)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۷۔

والے ہوں، تب بھی ایسی حکمت کی باتیں کرتے ہیں کہ: عقل حیران رہ جاتی ہے۔(۶)

۵۳) جو مرید پیر سے تعلق رکھے گا وہ فائدہ میں رہے گا اور علیحدہ رہنے والا ہمیشہ خراب اور خستہ ہی رہے گا۔(۷)

۵۴) وہ علم جو حق کی طرف رہبری نہ کرے، وہ سراسر جہالت ہے۔(۸)

۵۵) مسلمانو! تم ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان، ناک، جملہ اعضا سے کام لیتے ہو، مگر افسوس دل کو بے کار چھوڑ رکھا ہے اور اس کو اللہ کی یاد سے زندہ اور ہوشیار نہیں کرتے(۹)

۵۶) گانے بجانے سے شہوت کا غلبہ اور نفس پرستی کا خیال غالب آتا ہے جو شرعاً گناہ ہے۔(۱۰)

۵۷) علم شریعت متن اور علم باطن اس کی شرح ہے، یعنی شریعت کی صحیح معرفت بغیر تزکیۂ نفس کے حاصل نہیں ہوتی۔(۱۱)

۵۸) اگر قرآن سمجھنا چاہتے ہو تو تقوی حاصل کرو، تقوی، محرمات، مشتبہات اور فضول مباحات کے ترک کرنے کا نام ہے۔(۱۲)

۵۹) بازار کی چیز، خصوصاً تر چیز کھانے سے دل پر کدورت اور سیاہی آجاتی ہے، برے خیالات کا ہجوم ہونے لگتا ہے، پریشان خواب نظر آتے ہیں اور عبادت کی لذت جاتی

۶)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۷۔

۷)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۷۔

۸)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۷۔

۹)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۸۔

۱۰)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۸۔

۱۱)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۸۔

۱۲)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۸۔

رہتی ہے۔(۱)

۶۰)جتنا ملے اس پر جناب الٰہی کا شکر کرنا اور نہ ملنے پر صبر کرنا اور زیادتی کے لئے حرص وطمع کو چھوڑنے کا نام قناعت ہے۔ترکِ سعی اور مفلسی وغربت اختیار کرنا قناعت نہیں ہے۔(۲)

۶۱)شفقت علی الخلق اور استغنا عن الخلق ،فقرا کے لئے دو قیمتی جواہر ہیں (شفقت علی الخلق یعنی) مخلوق کے ساتھ خیر خواہی کرنا،ان کے ساتھ شفقت ہے۔سالک کو چاہئے کہ ہمیشہ مخلوق کو فائدہ پہنچائے اور اپنے ہاتھ یا زبان سے کسی کو تکلیف نہ دے۔

اور استغنا عن الخلق یہ ہے کہ: کسی کی طرف سے نفع کی امید اور ضرر کا خطرہ دل میں نہ لائے،اور نہ اس غرض سے خوشامدانہ باتیں کرے۔(۳)

۶۲)جو حلال مال بلاطمع اور بغیر سوال کے مل جائے اس کے قبول کر لینے میں کوئی مضایقہ نہیں،وہ روزی ہے جو خدا نے اس کے لئے بھیجی ہے۔(۴)

۶۳)فقیری ،شعبدے دکھانے کا نام نہیں ہے،مسلمانوں کو گمراہی سے نکال کر ہدایت پر لگانا اور شریعت کا پابند بنا دینا کمال ہے۔انبیا علیہم السلام یہی تو کیا کرتے تھے۔(۵)

۶۴)دنیا میں رہ کر اس سے بے تعلق رہنا کمال ہے۔(۶)

۱)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۸۔

۲)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۹۔

۳)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۹۔

۴)۔فیوضات فضلیہ:ص:۵۹۔

۵)۔فیوضات فضلیہ:ص:۶۰۔

۶)۔فیوضات فضلیہ:ص:۶۰۔

۶۵)مردانِ خدا کی طرح یادِ خدا میں وقت صرف کرنا چاہئے۔(۷)

۶۶)جس کو کسی استاد کامل یا شیخ کامل کا ہاتھ لگ گیا وہ کوئی چیز بن گیا اور جس کو کوئی کامل نہ ملا وہ ویسے کا ویسا ہی رہا،اور انسانیت حاصل نہ کر سکا۔(۸)

۶۷)فقیرو! آج کل صحبتیں بڑی خراب ہوگئی ہیں،اچھی صحبتوں کی تلاش کیا کرو، نیک آدمی کی صحبت سے نیکی اور بد آدمی کی صحبت سے بدی حاصل ہوتی ہے۔(۹)

۶۸)صاحبو!شیطان اگرچہ برا رفیق ہے مگر برا ساتھی شیطان سے بھی بدتر ہے کیوں کہ شیطان اپنے پلے سے رقم خرچ کر کے گناہ نہیں کراتا مگر برا ساتھی اپنی گرہ سے پیسے دے کر گناہ کراتا ہے،رقم دے کر زنا کراتا ہے اور بری جگہوں میں لے جاتا ہے۔(۱۰)

۶۹)سچا دوست وہ ہے جو دین سکھائے اور جنت کے دروازے پر لے جا کر کھڑا کر دے،اصلی خضر وہی ہے۔(۱۱)

۷۰)یارو! پیروں اور فقیروں کی بولی پر نہ جایا کرو ایسے موٹے مسٹنڈوں کو جنہوں نے بھیک مانگنا اپنا کسب بنا رکھا ہے،دینا منع ہے۔(۱۲)

۷۱)آج کل عورتیں علی الاعلان باہر پھرتی ہیں جب ان کو مسجد میں نماز کے لئے آنے کی اجازت نہیں اور ان کو خاوند اور بھائی وغیرہ محرم کے بغیر حج کرنا جائز نہیں تو شادی بیاہ میں جانے کے لئے یا کسی اور وجہ سے باہر آنا کیوں کر جائز ہوسکتا ہے؟عورت مردہ لاش کی طرح ہے کہ جب تک قبر میں ہے معلوم نہ ہوگی اور جب قبر سے باہر ہوگی تو دور تک کی

۷)۔فیوضات فضلیہ:ص:۶۰۔

۸)۔فیوضات فضلیہ:ص:۶۳۔

۹)۔فیوضات فضلیہ:ص:۶۵۔

۱۰)۔فیوضات فضلیہ:ص:۶۵۔

۱۱)۔فیوضات فضلیہ:ص:۶۵۔

۱۲)۔فیوضات فضلیہ:ص:۶۶۔

ہوا کو خراب کردے گی۔اسی طرح عورت کا پردہ میں رہنا اچھا ہے۔باہر نکلنے سے خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ضرورت کے وقت باہر جانا ہو تو پرانے کپڑے پہن کر نکلے اور بوڑھی عورتوں کی طرح چلے،زیوات کی چھبن نہ دکھائے اور نہ ان کی جھنکار سنائے،رنگین،خوشنما کپڑے پہن کر باہر نہ نکلے کہ لوگوں کو برا خیال ان کی طرف ہوتا ہے۔(۱)

۷۲)صاحبو!یتیموں،طالب علموں،بھوکوں،محتاجوں اور مسافروں کو خیرات دینی چاہئے،یہ لوگ منکسر القلوب ہوتے ہیں،ان پر مہربانی کرنے سے خدا راضی ہوتا ہے۔نام ونمود کے لئے دینا اچھا نہیں،دائیں ہاتھ سے اس طرح دو کہ بائیں ہاتھ کو خبر تک نہ ہو،یعنی کسی پر ظاہر نہ ہونے دو۔(۲)

۷۳)مسلمانو!اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضامندی کو ہر شے پر مقدم رکھو اور سچی توبہ کرو،افسوس!لوگ زبان سے توبہ توبہ پکارتے ہیں لیکن دل سے توبہ نہیں کرتے،یہی وجہ ہے کہ بری عادتیں بدستور باقی رہتی ہیں،اگر خدا کو راضی کرنے کا خیال ہوتا تو کبھی گناہ کا کام نہ کرتے۔آج کل تو برادری گناہ کرنے پر مجبور کرتی ہے،اگر کوئی بیاہ،شادی پر باجا نہ بجائے یا کنجری(طوائف)نہ نچائے تو برادری روٹھ جاتی ہے کہ اگر تو ایسا نہ کرے گا تو ہم شادی میں شریک نہیں ہوں گے۔یہ کوئی نہیں کہتا کہ:اگر تو نماز نہ پڑھے گا تو ہم تیرا ساتھ نہیں دیں گے،جو برادری اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرائے اس برادری کو چھوڑ دو اور بے دینوں کے کہنے پر نہ چلو،ہمت سے کام لو،استقامت اختیار کرو،ملامت اور طعنہ سے نہ ڈرو،اللہ تعالی آپ کو فتح دے گا اور ایک دن یہی برادری آپ کے قدموں میں آکر گرے گی۔(۳)

۱)۔فیوضات فضلیہ:ص:۶۸۔

۲)۔فیوضات فضلیہ:ص:۶۹۔

۳)۔فیوضات فضلیہ:ص:۶۹۔

۷۴)اللہ کی رضا جوئی سب چیزوں پر مقدم ہے،فضول خرچیاں نہ کیا کرو اور نہ عورتوں کو مسجد میں آنے دیا کرو،اس سے فتنہ وفساد کا دروازہ کھلتا ہے،جلسوں میں بھی عورتوں کا آنا اچھا نہیں،عورتیں فساد کا مبدا ہیں،ان کو غیر مردوں سے دور رکھنا ہی اچھا ہے۔(۴)

۷۵)دنیا تو کسی طرح بھی جینے نہیں دیتی،آدمی کو چاہئے کہ مولا کی رضامندی کا کام کرے اور اس میں کسی کی مطلق پرواہ نہ کرے۔(۵)

۷۶)مل کر دین کی ترقی میں کوشش کیا کرو،آپس میں صلح وسلوک کے ساتھ رہو،معمولی معمولی باتوں پر جھگڑا فساد نہ کرو،مگر آج کل ایسے مسلمان تو کم ہیں جو دو مسلمانوں میں صلح کرائیں،فساد کی آگ بھڑکانے والے بہت ہیں۔(۶)

۷۷)صاحبو!یاد رکھو!عبادت اور نیکی خواہ حج،زکاۃ،روزہ،نماز ہو یا قربانی اور لنگر میں روٹیاں تقسیم کرنا وغیرہ ہو،جب اس میں شہرت اور نام آوری یا دنیا سازی اور دکھاوے کا دخل ہوگا وہ ہرگز منظور نہ ہوگی،دنیا میں تو ناک اونچی ہوجائے گی،مگر آخرت میں ذلیل وخوار ہوگا،اگر کوئی شیخ بننا چاہتا ہے تو وہ شیخ بن جائے گا اور لوگ اس کی خدمت بھی کریں گے اور قدم بھی چومیں گے لیکن قیامت کے روز سر پر جوتے ہی پڑیں گے،مؤمنو!شہرت تو شیطان کو بھی بہت ہے،حق تعالی کی رضامندی حاصل کرو،جو لوگ مولا کے سچے طالب بن جاتے ہیں،اللہ تعالی بھی ان کی رضا طلبی اور دل جوئی میں لگ جاتا ہے،ان کی زبان میں ایک خاص اثر عطا فرما دیتا ہے۔(۷)

۴)۔فیوضات فضلیہ:ص:۷۰۔

۵)۔فیوضات فضلیہ:ص:۷۱۔

۶)۔فیوضات فضلیہ:ص:۷۱۔

۷)۔فیوضات فضلیہ:ص:۷۳۔

۷۸) فقیرو! اخلاص کے بعد اللہ تعالیٰ کو مسکینی بہت پسند ہے۔(۱)

۷۹) جاہل پیر اور بے خبر ملا کی صحبت سے بچو، یہ دین کے بھی لٹیرے ہیں اور دنیا کے بھی، چور تو چھپ کر رات کو لے جاتے ہیں اور دنیا پرست پیر، دن میں سب کے سامنے ڈاکہ ڈالتے ہیں۔(۲)

۸۰) لوگو! دنیا چند روزہ ہے۔ اللہ کی یاری کے سوا کسی کی یاری کام نہ آئے گی دنیا کی کچھ ہستی نہیں اور نہ دنیاداروں کی کچھ ہستی ہے، آج بادشاہوں کی قبریں بے نشان ہیں مگر اولیا اللہ کی قبور پر عقیدت مندوں کا جم گھٹا ہے، جس نے اللہ اللہ کی، اس کی عزت ہوئی، ذات پات سب جاتی رہی، نیکی کے ساتھ نام رہ گیا یارو! ایسے بے نیاز سے نیازمندی کرنی چاہئے، یہی چیز کام آنے والی ہے ورنہ دنیا کے تو تمام دعوے جھوٹے ہیں۔(۳)

ملفوظات

حضرت خواجہ شمس الدین نقشبندی سید پوری قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۷/۵/۱۳۶۲۔ بمطابق: ۱۲/مئی ۱۹۴۳)

خلیفہ مجاز

حضرت پیر طریقت بابا فقیر محمد ہشت نگری قدس اللہ سرہ

۱) ولایت کوئی کسبی چیز نہیں کہ سیکھتے سیکھتے اپنی ذہانت و چالاکی سے ولی بنا جائے۔ بل کہ یہ نعمت ایک عطیہ اور وہبی چیز ہے۔ خداوند کریم جس کو چاہیں ولی اللہ بنا دیں۔(۴)

۱)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۷۴۔
۲)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۷۴۔
۳)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۷۶۔
۴)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۱۶۰۔

۲) ولایت اور پیری مریدی موروثی چیز بھی نہیں ہے کہ باپ مرے تو بیٹا ولی بن بیٹھے اور اپنے آپ کو گدی نشینی کا مستحق تصور کرتا رہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے وہ چاہے بیٹے کو اس قابل بنائے نہ چاہے نہ بنائے۔(۵)

۳) ماسوائے اللہ کو ختم کر کے ہی انسان اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔(۶)

۴) فرائض الٰہیہ کی ادائے گی کے ساتھ ساتھ طریقہ نقشبندیہ میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے تمام اوراد ووظائف سے زیادہ مؤثر اور بڑھ کر اسم ذات (اللہ) کا تصور رکھنا اور یہی معرفت الٰہی کی کنجی ہے۔(۷)

۵) میرے ساتھیو! گذارے کے یار بنو۔(۸)

۶) اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت پر پابند رہتے ہوئے اعمال حسنہ سرانجام دو، شریعت کی پابندی کرتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو۔ شریعت کے اوامر اور نواہی پر غور کرتے ہوئے اوامر کا بجالانا اور نواہی سے بچنا اصل مقصد ہے۔(۹)

۷) حب دنیا اور حب جاہ و مال یعنی مال دار بننے کی فکر لاحق رہتے ہوئے حلال وحرام کی تمیز کرنے کے بغیر دوڑ دھوپ میں مبتلا رہنا اور اپنی عزت ووقار کا بھوکا رہنا یہ ہر دو ایسے امراض ہیں کہ انسان کو نفس کی قید سے چھٹکارا حاصل کرنے نہیں دیتیں اور انسان دل ہی دل میں گمان کرتا رکھتا ہے کہ میں ٹھیک چل رہا ہوں۔ حالاں کہ غلطی پر ہوتا ہے

۵)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۱۶۰۔
۶)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۱۶۰۔
۷)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۱۶۱۔
۸)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۱۶۱-۱۶۲۔
۹)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۱۶۳۔

اورآدمی اچھائی وبرائی میں تمیز نہیں کرسکتا،پس طالب حق کو چاہئے کہ ان آفات سے روگردانی کرکے اللہ تعالی کی رضا طلب کرے اوراپنی کدورت وسیاہی کا جائزہ لیتا رہے ذرا تنہائی میں بیٹھ کر ذکر الہی میں مشغول ہوکر دیکھے اگراس کو ذکر الہی کی چاشنی ومحبت حاصل ہے ذکر الہی کے انوار اس پر بارش کی طرح برستے دکھائی دیتے ہیں تو پھر سمجھ لے کہ کدورت نہیں ہے اوراگر یہ حالت نصیب نہیں تو سمجھ لے کہ کدورت میں ڈوبا پڑا ہے۔(۱)

۸)ذکر قلبی بڑی دولت ہے پہلے ذکر قلبی نصیب ہوتا ہے پھراس پر ذکر کے انوار وارد ہوتے ہیں اورذاکر کو نظر باطنی کے ساتھ مشاہدہ ہوتے ہیں۔(۲)

۹)عروج ونزول ایک بڑی دولت ہے۔جس کو نصیب ہوجائے ذکر قلبی کے بعد عروج ونزول پر سمجھ جانا معرفت کی جانب پیش رفت ہے۔کیوں کہ عروج ونزول ایک کسوٹی کا کام دیتا ہے۔عروج ونزول سے آدمی کو پتہ چلتا ہے کہ یہ کام پسندیدہ افعال میں سے ہے یا ناپسندیدہ کاموں سے تعلق رکھتا ہے کیوں کہ پسندیدہ حرکات وافعال کی صورت میں سالک کو عروج نصیب ہوتا ہے اورجس کام پر اللہ پاک خوش نہ ہو حال فوراً نزول ہونے لگتا ہے۔اور سالک سمجھ جاتا ہے کہ اس میں اللہ تعالی کی مرضی نہیں ہے۔پس سالک کو کسی وقت عروج ہوتا ہے اور کسی وقت نزول ہوجاتا ہے۔اس طرح وہ اپنے فعل وعمل کا جائزہ لے لیتا ہے اس لئے عروج ونزول بھی ایک نعمت اور بڑی دولت ہے۔سیر الی اللہ عروج ونزول سمجھنے کے بعد شروع ہوتا ہے جو کہ جزء ولایت میں سے ہے۔(۳)

۱۰)محو ہوکر خدا کا ذکر کیا کرو کہ نہ اپنا خیال رہے اورنہ ذکر کا خیال رہے۔(۴)

۱)۔انوار ولایت شمسیہ:ص:۱۶۳۔

۲)۔انوار ولایت شمسیہ:ص:۱۶۳۔

۳)۔انوار ولایت شمسیہ:ص:۱۶۴۔

۴)۔انوار ولایت شمسیہ:ص:۱۶۵۔

۱۱)جو طرز زندگی اللہ تعالی کو اپنے بندوں کے لئے پسند تھی وہ طرز زندگی حضور ﷺ کو سکھادی اورانہوں نے اس پر عمل کرکے امت کے لئے نمونہ پیش کردیا ہے اورامت کو وہ طریقہ بتلادیا ہے۔اس لئے ہمیں حضور ﷺ کی طرز زندگی اختیار کرکے اپنے خالق ومالک کو راضی رکھنا چاہئے۔(۵)

۱۲)خدانخواستہ پیرومرشد سے بھی بوجہ کسی کبیرہ گناہ کے یا لغزش قبیح سرزد ہوجائے اورکوئی روحانی بیماری شرارت نفس سے پیدا ہوہی جائے اور پھر توبہ وانابت کی صورت پیدا نہ ہوسکے اورنفس غالب ہوکر اس کو اس کام قبیح پر مصر کردے تو سب مرید جو اس کے ساتھ منسلک ہیں ان سب کا کام روحانی بگڑ جائے گا۔ایسی حالت میں ان مریدین کو تجدید بیعت کرنی ضروری ہے۔اپنے شیخ کا مرشد اگر زندہ ہے اس سے ہی بیعت کریں بصورت دیگر اگر زندہ نہ ہو تو اپنے شیخ کے پیر بھائیوں میں سے کوئی کامل ہو تو بیعت کریں اگر ایسا نہ کریں تو ناکامی اور حرمان ہی حرمان ہوگا۔(۶)

۱۳)بعض ساتھی (مرید) بیعت کے بعد ذکر کی تاثیر کو نہیں سمجھتے یا معمولی قلبی ذکر کی حرکت محسوس ہونے کے بعد بھی متواتر محنت نہیں کرتے اور پھر دوبارہ بداعمالیوں میں پھنس کر ذکر کی تاثیر بالکل ہی کھو بیٹھتے ہیں۔تو پھر تسبیح پکڑ کر پھیرنا شروع کردیتے ہیں ان کو قلبی ذکر سے محرومیت ہونے کی وجہ سے ان کا ذکر زبانی عادتی بن جاتا ہے اور حقیقی ذکر قلبی سے دور جالگتے ہیں۔انہیں چاہئے کہ قلبی ذکر کی سوچ وفکر میں محنت کریں،جب تک دل کا ذکر سمجھ میں نہ آئے کوشش ومحنت نہ چھوڑیں۔اپنی طرف سے کوشش ومحنت کرتے رہیں اور کسی زندہ دل جو قلبی ذکر کی نعمت سے سرفراز ہے اس کی مجلس کو اختیار کرتے رہیں اور خود کو اس کے سامنے عاجز اور طلب گار بنا کر عقیدت کے ساتھ مجلس کریں ایک نہ ایک وقت

۵)۔انوار ولایت شمسیہ:ص:۱۶۷۔۱۶۸۔

۶)۔انوار ولایت شمسیہ:ص:۱۶۸۔

قلبی ذکر کی نعمت اللہ تعالیٰ ضرور عطا فرمادے گا۔(۱)

۱۴)یادرہے کہ: کوئی شخص زبانی طور پر اگر تسبیح کے دانوں پر بغیر محویت ودھیان پیدا کرنے کے ذکر کرتا رہے اوردل بالکل متوجہ نہ ہو زبان ہی سے الفاظ نکلتے رہیں توپھردل کو ہرگز صفائی اور جلا نصیب نہیں ہوتا، ہاں! الفاظ کے ساتھ پڑھنے کا ثواب ملتا ہے مگردل میں تاثیر اور نور پیدا نہیں ہوتا، ایسا شخص اگر حلقۂ ذکر میں دیکھا دیکھی بیٹھ جائے تو اس کے دل کی سیاہی تمام مجلس پر برس پڑتی ہے اوراس کی بے ذوقی تمام حاضرین مجلس کو بے ذوق بنادیتی ہے۔ پس مجلس میں درد ومحبت رکھنے والے باذوق ساتھی بٹھائے جائیں۔(۲)

۱۵)جب کلہاڑی یادرانتی کند ہوجائے توکیا اس کو یونہی چھوڑ دیتے ہیں یا کاریگر لوہار کے پاس تیز کرانے کے لئے لے جاتے ہیں۔ اسی طرح اگرکسی کو ذکر کی سمجھ نہ آئے تو اپنے شیخ یا سمجھ دار پیر بھائی کے پاس جاکر اپنے دل کی حالت کو ٹھیک کرنا چاہئے۔ اوران کی مجلس میں بیٹھ کردلی کیفیت کو درست کرنا ضروری ہے تاکہ اندرکا انسان بے دار ہوجائے۔(۳)

۱۶)ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں زیادہ بولنا، خواہ مخواہ باتوں کی تعداد بڑھانا، حال وحقیقت میں نقصان پیدا کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے، صحبت اہل دلاں اور خاموشی ترقی کا ذریعہ ہے۔ وہی شخص سلامتی میں ہے جو خاموشی اختیار کرلیتا ہے۔(۴)

۱۷)محنت وکوشش کرتے رہو اور ناامید ہوکر نہ بیٹھو، کیوں کہ میں جب حضرت فقیر محمد ہشت نگری (قدس اللہ سرہ) سے بیعت ہوا تو برابر چار سال تک مجھے ذکر قلبی کی سمجھ

۱)۔انوارولایت شمسیہ: ص:۱۶۸۔
۲)۔انوارولایت شمسیہ: ص:۱۶۸۔۱۶۹۔
۳)۔انوارولایت شمسیہ: ص:۱۶۹۔
۴)۔انوارولایت شمسیہ: ص:۱۷۰۔

نہیں آئی لیکن میں بدستور ذکر وفکر اور مراقبہ میں مصروف رہا، آخرکار خدا کے فضل وکرم سے ذکر قلبی کی سمجھ آگئی ، تم بھی اپنے کام پر کاربند رہو ایک نہ ایک دن اللہ تبارک وتعالیٰ مقصد ومدعا پورا فرمادے گا۔(۵)

۱۸)اللہ تعالیٰ کی بے نیازی سے ڈرلگتا ہے اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندے سے پوچھ لے کہ تم نے نیک عمل توکئے ہیں مگر دنیا میں کسی نے تمہاری عزت کی کسی نے دودھ وغیرہ تم کو بھیج دیا، کسی نے کپڑے کسی نے کچھ دیا، تمہاری خوب خدمت ہوئی اس لئے تمہاری نیکیوں کا اجر تمہیں دنیا میں ہی مل گیا ہے تو پھر ہمارے پاس کیا جواب ہوگا؟ اس لئے ڈرتے رہا کریں اور کسی سے طمع وامید خدمت نہ رکھا کریں۔(۶)

۱۹)جولوگ جنگلوں اورغاروں میں رہ کرفقیری کرتے ہیں وہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں، فقیری لوگوں اور بال بچہ میں رہ کرکرنی چاہئے اور مخلوق میں رہ کر تعلق مع اللہ ہونا چاہئے اسی کا نام خلوت درانجمن ہے۔(۷)

۲۰)جوشخص روحانی صفائی رکھنا چاہتا ہے اسے انتڑیاں اوراوجھڑی(معدہ گائے)نہیں کھانی چاہئے کیوں کہ ان کے استعمال سے دل پرکدورت بیٹھتی ہے اورغفلت پیدا ہوجاتی ہے اس لئے طریقت کے ساتھی جو دل کی صفائی رکھنے والے ہوتے ہیں بہت پرہیز کریں۔(۸)

۵)۔انوارولایت شمسیہ: ص:۱۷۱۔۱۷۲۔
۶)۔انوارولایت شمسیہ: ص:۱۸۰۔
۷)۔انوارولایت شمسیہ: ص:۱۸۰۔
۸)۔انوارولایت شمسیہ: ص:۱۸۰۔

ملفوظات

حضرت خواجہ محمد سعید قریشی قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۱۹/۴/۱۳۶۳ھ ۔ بمطابق: ۱۴/۴/۱۹۴۴)

خلیفہ مجاز

حضرت پیر فضل علی قریشی قدس اللہ سرہ

۱) طالب مولا کو چاہیئے کہ سوائے خدا کے خدائے تعالی سے کچھ نہ مانگے۔(۱)

۲) برخوردار! دنیا جہاں بانسان کے لئے جائے آزمائش ہے نہ کہ آسائش۔۔۔۔ بندہ یعنی عبد کو چاہیئے کہ ہر حال میں صابر اور شاکر رہے اور اس صبر شکر کی توفیق پروردگار عالم سے مانگتا رہے، صبر کرنے سے اجر عظیم ملتا ہے اور بے صبری کرنے سے سوائے مرتکب گناہ کے اور کچھ نہیں ہوتا۔(۲)

۳) ذکر اور مراقبہ کی کثرت کریں خواہ حرکت محسوس ہو یا نہ ہو، بندہ کا فرض صرف دل سے خدا کی یاد کرنا ہے۔ نماز تہجد و اشراق و اوابین پڑھا کریں۔ کم سونا، کم بولنا، کم کھانا، لوگوں سے علاوہ وقت کام کے، علیحدہ رہنا، یعنی تنہائی اختیار کرنا۔ ان باتوں کی اپنے میں عادت ڈالیں، اس کا نام احتیاط اور پرہیز ہے۔(۳)

۴) خلاصہ سلوک: (۱) نہ اس میں کشف و کرامات ضروری ہے۔

(۲) نہ قیامت میں بخشوانے کی ذمہ داری ہے

(۳) نہ دنیا کی کاربراری کا دعوی ہے کہ تعویذ گنڈوں سے کام بن جائے یا مقدمات

۱)۔حیات سعیدیہ:ص:۷۱۔

۲)۔حیات سعیدیہ:ص:۷۲۔

۳)۔حیات سعیدیہ:ص:۷۳۔

دعا سے فتح ہوجایا کریں یا روزگار میں ترقی ہو، یا جھاڑ پھونک سے بیماری جاتی رہے یا ہونے والی بات بتلادی جایا کرے۔

(۴) نہ تصرف لازم ہیں کہ پیر کی توجہ سے مرید کی از خود اصلاح ہوجائے، اس کو گناہ کا خیال ہی نہ آوے، خود بخود عبادت کے کام ہوتے رہیں، مرید کو زیادہ بارادہ بھی نہ کرنا پڑے، یا علم دین و قرآن میں ذہن و حافظہ بڑھ جائے۔

(۵) نہ اس سے باطنی کیفیات پیدا ہونے کا کوئی معیار ہے کہ ہر وقت یا عبادت کے وقت لذت سے سرشار رہے عبادت میں خطرات ہی نہ آویں، خوب رونا آوے، ایسی محویت ہوجائے کہ اپنے پرائے کی خبر نہ رہے۔

(۶) نہ ذکر و شغل میں انوار وغیرہ کا نظر آنا یا کسی آواز کا سنائی دینا ضروری ہے۔

(۷) نہ عمدہ خوابوں کا نظر آنا یا الہامات کا صحیح ہونا لازمی ہے، بل کہ اصل مقصود حق تعالی کا راضی کرنا ہے، جس کا ذریعہ شریعت کے حکموں پر پورے طور سے چلنا ان حکموں میں بعضے متعلق ظاہر کے ہیں جیسے نماز و روزہ و حج و زکاۃ وغیرہ اور جیسے نکاح و طلاق و ادائے حقوق زوجین و قسم و کفارہ قسم وغیرہ اور جیسے لین دین و پیروئ مقدمات و شہادت و وصیت و تقسیم ترکہ وغیرہ اور جیسے سلام و طعام و منام و قعود و قیام و مہمانی و میزبانی وغیرہ، ان مسائل کو علم فقہ کہتے ہیں اور بعضے متعلق باطن کے ہیں۔ جیسے خدا سے محبت رکھنا، خدا سے ڈرنا، خدا کو یاد رکھنا، دنیا سے محبت کم ہونا، خدا کی مشیت پر راضی ہونا، حرص کرنا، دل کا حاضر رکھنا، دین کے کاموں کو اخلاص سے کرنا، کسی کو حقیر نہ سمجھنا، خود پسندی نہ ہونا، غصہ کو ضبط کرنا وغیرہ۔ ان اخلاق کو سلوک کہتے ہیں۔(۴)

۵) باطنی خرابیاں ذرا سمجھ میں کم آتی ہیں اور جو کچھ سمجھ میں آتی ہیں ان کی درستی کا طریقہ کم معلوم ہوتا ہے اور جو معلوم ہوتا ہے نفس کی کشاکشی سے اس پر عمل مشکل ہوتا ہے ان

۴)۔حیات سعیدیہ:ص:۷۵۔۷۶۔

ضرورتوں سے پیر کامل کو تجویز کیا جاتا ہے کہ وہ ان باتوں کو سمجھ کر آگاہ کرتا ہے اور ان
کا علاج وتدبیر بتلاتا ہے اور نفس کی اندر درستی کی استعداد اور ان معالجات میں سہولت
اور تدبیرات میں قوت پیدا ہونے کے لئے کچھ اذکار واشغال بھی تعلیم کرتا ہے اور خود
ذکر اپنی ذات میں بھی عبادت ہے۔(۱)

۶) سالک یعنی طالب کو دو کام کرنے پڑتے ہیں:
ایک ضروری کہ احکام شرعیہ ظاہری وباطنی کی پابندی
اور دوسرا مستحب کہ کثرت ذکر ہے۔
اس پابندیٔ احکام سے خدائے تعالیٰ کی رضا، قرب اور کثرت ذکر سے زیادت رضا
وقرب حاصل ہوتا ہے، یہ ہے خلاصہ سلوک کے طریق اور مقصود کا۔(۲)

۷) تمام بردران اسلام کو عموماً اور طریقہ نقشبندیہ والوں کو خصوصاً جن کے طریقے کی
بنیاد سنت کی تابع داری پر ہے ضروری ہے کہ حدیث اور فقہ کی کتابوں سے جو عربی داں ہیں
وہ عربی کتابوں سے اور جو اردو داں ہیں وہ اردو کی کتابوں سے عقائد توحید وغیرہ کے مسائل
اور فرائض وواجبات ومحرمات ومکروہات ومشتبہات سے واقفیت حاصل کریں اور آنحضرت
ﷺ کے خصائل وعادات اور آپ ﷺ کی عبادتوں کے طریقے معلوم کریں اور حتی
الامکان سنت نبوی ﷺ کی تابع داری کریں، خاص کر فرائض اور واجبات پر اچھی طرح
سے پابند رہیں، مکروہات اور مشتبہات سے پرہیز کرنے میں سنت کی حفاظت کا خاص خیال
رکھیں، بدن، کپڑے اور جائے نماز کی پاکی اور نماز کے شراط کا اچھی طرح دھیان رکھیں،
لیکن ظاہری طہارتوں کو وساوس اور توہمات کے درجہ تک نہ پہنچائیں، پانچوں وقت کی نماز
مسجد میں باجماعت ادا کریں، اس بات کا خیال رکھیں کہ تحریمہ (تکبیر اولی) فوت نہ

۱)۔حیات سعیدیہ:ص:۷۶۔
۲)۔حیات سعیدیہ:ص:۷۶۔

ہو جائے۔ نمازیوں میں جو سب سے بہتر ہو، اس کو امام بنائیں۔ جمعہ کی نماز کبھی ترک نہ
کریں، نماز کی سنن اور آداب کی اچھی طرح نگرانی کریں اور نماز کامل اطمینان کے ساتھ
گذاریں اور نمازوں کو مستحب اوقات میں ادا کریں، سنت راتبہ (جو بارہ رکعت ہیں)
اور نماز تہجد جو سنت مؤکدہ ہے ان کو کبھی ترک نہ کریں۔ قرآن شریف کامل صحت اور خوش
الحانی سے پڑھیں اور گا کر نہ پڑھیں، اور کامل احتیاط کے ساتھ رمضان المبارک کے
روزے ادا کریں، لغو باتوں یا جھوٹ یا غیبت سے روزہ کا ثواب ضائع نہ کریں، تراویح،
ختم قرآن اور رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں اعتکاف کو اپنے اوپر لازم کرلیں، لیلۃ القدر
کا خیال رکھیں، اگر نصاب شرعی کے مالک ہوں تو زکاۃ ادا کریں لیکن اس معاملہ میں سنت
یہی ہے کہ اپنے پاس ضرورت سے زائد مال نہ رکھیں۔۔۔اور اگر حج کی استطاعت ہو تو حج
کرے، اسی طرح گنجائش کی صورت میں عید کو صدقہ فطر وقربانی ضروری ہوگی، اور حلال
روزی کھائیں، خرید وفروخت کرتے وقت مسائل فقہ کا خیال رکھیں اور مشتبہ چیزوں سے
پرہیز کریں اور لوگوں کے حقوق اور کنبہ کے حقوق ادا کرنے میں پوری کوشش سے کام لیں،
اس لئے کہ اگر اللہ کے حقوق میں کوئی تقصیر واقع ہو جائے تو وہ آنحضرت ﷺ اور
دیگر اولیا کبار کی سفارش سے معاف ہو سکتی ہے، برخلاف لوگوں کے حقوق کے کہ وہ معاف
نہیں ہو سکتے، اور ختنہ یا عقیقہ یا شادی میں نہ جانا چاہئے اور نہ لوگوں کو جمع کرنا چاہئے البتہ
نکاح کے وقت پاس پاس کے مردوں کو جمع کر لینا چاہئے اور ولیمہ بھی حسب توفیق کرنا
چاہئے اور موت کے وقت چلا کر نہ رونا چاہئے، آہستگی سے رونے میں کچھ مضائقہ نہیں،
بدوں شرع کے مطابق تقسیم کئے ہوئے مردہ کے مال سے خیرات نہ کرنی چاہئے، اور
اگر صحبت علما وصلحا سے شرف مصاحبت نصیب ہو تو اس کو غنیمت سمجھے، بشرطیکہ وہ علما بھی ایسے
ہوں کہ جو دنیا داروں سے دور رہتے ہوں، اگر صلحا کی صحبت نصیب نہ ہو تو تنہا بیٹھے رہنا یا
سوجانا بہتر ہے، صوفی کو جاہل اور فاسق وغافل لوگوں کی صحبت سے بچنا چاہئے۔ غرض

اپنا ہر کام اور فعل عبادات و معاملات شریعت کے مطابق جن کی تفصیل حدیث اور فقہ کی کتابوں سے معلوم کی جائے عمل کریں۔(۱)

۸)سالک پر یہ لازم ہے کہ ہر وقت ذکر کے خیال میں رہے، چلتے پھرتے، کھڑے بیٹھے، سوئے لیٹے، کھاتے پیتے، نہاتے بیت الخلا میں بیٹھتے، غرض کوئی لحظہ و آن بھی ذکر سے غافل نہ رہے۔(۲)

۹)آدمی کے لئے اس سے بہتر اور کچھ نہیں کہ ہمیشہ اس کے دل میں خدا کی یاد ہو، تا کہ اس کی برکت سے، خدا کے ذکر کی کثرت سے، غیر اللہ کا خیال ہی جاتا رہے اور اپنے مظہر میں حق سبحانہ وتعالی کے سوا کسی کو نہ پاوے۔(۳)

۱۰)منہ میں بدبو ہو اور اللہ کا ذکر کریں، یہ بات ٹھیک نہیں ہے اور یہ انوار الٰہی سے محروم رہنے کا سبب بنتا ہے۔(۴)

۱۱)تعویذات دینا بھی خدمت خلق ہے اور اس ذریعہ سے لوگوں کا اعتقاد قائم ہو کر ان کے آنے جانے کا سلسلہ بن جاتا ہے اور اس طرح اللہ کا ذکر بتانے اور تبلیغ اسلام میں مدد ملتی ہے۔(۵)

۱۲)غیر محتاط شخص کے ساتھ کھانا بھی سالک پر اثر انداز ہوتا ہے۔(۶)

۱۳)عبادت الٰہی میں مشغول رہنے والا شخص اپنے بدن کا وزن نہیں کراتا، بدن جتنا کمزور ہوتا جائے اس کی کچھ پرواہ نہیں کرنی چاہئے، راہ مولا میں تکلیف اٹھانے کی وجہ

۱)۔حیات سعیدیہ:ص:۷۷۔۷۸۔

۲)۔حیات سعیدیہ:ص:۷۸۔

۳)۔حیات سعیدیہ:ص:۷۹۔

۴)۔حیات سعیدیہ:ص:۸۶۔

۵)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۰۰۔

۶)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۱۱۔

سے بدن کا کمزور ہو جانا بزرگان دین میں پایا جاتا ہے نہ کہ بدن کو فربہ بنانے کے درپے ہونا، بدن کے فربہ ہونے میں کیا رکھا ہے۔ ذاکر کو ذکر میں مست رہنا چاہئے، خواہ سارا بدن گھل جائے۔ بدن کا وزن کرانا بے سود و عبث و فعل ہے۔(۷)

۱۴)سالک کو چاہئے کہ ہر وقت اللہ تعالی کی یاد میں اپنا عزیز وقت ہمہ تن ہو کر گذارے تا کہ آخرت میں افسوس اور حسرت نہ ہو۔(۸)

۱۵)مولوی صاحب! اللہ اللہ بہت اور کثرت سے کرتے رہا کرو، اور ہر وقت خدمتِ اسلام کرتے رہو اب جوانی ہے بڑھاپا آنے کے بعد کچھ نہ ہوگا۔(۹)

۱۶)مولوی صاحب! جب تبلیغ کے لئے جاؤ تو نئے کپڑے پہن کر نکلو تا کہ لوگوں کو خیال پیدا نہ ہو کہ کہیں یہ کوئی سائل تو نہیں ہے کیوں کہ پرانے کپڑے پہن کر تبلیغ کرنا سائل ہونے کی دلیل بن جاتی ہے۔(۱۰)

۱۷)ہر کام خدائے تعالی کی خوشنودی کے لئے ہو کوئی دیگر غرض نہ ہو ورنہ قیامت میں اور آخرت میں حسرت ہوگی۔(۱۱)

۱۸)گناہ کا اظہار کرنا بھی گناہ ہے۔(۱۲)

۱۹)اخیر وقت میں سلسلہ کے بزرگوں کی روحیں اپنے سچے دوست کی امداد کے لئے بحکم الٰہی آتی ہیں، جب دروازے پر آتی ہیں اگر اس دوست کے بستر سے بدبو آتی ہو

۷)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۲۳۔

۸)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۲۵۔

۹)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۲۵۔

۱۰)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۲۵۔

۱۱)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۲۵۔

۱۲)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۲۵۔

تو دروازہ سے واپس ہوجاتی ہیں۔(۱)

۲۰)ہم لوگوں کے دماغ اتنے چڑھ گئے ہیں کہ اچھی اچھی عمارتیں اور عمدہ عمدہ کھانے اور لباس اور سیر کو کافی روپیہ چاہنے لگتے ہیں اور اپنی اوقات کو بھول جاتے ہیں، ہم کو چاہئے کہ موت کو بھی یاد کریں اور خدا کے ذکر سے غافل نہ ہوں۔(۲)

۲۱)جس شیخ سے فائدہ پہنچتا ہے اس کی بیعت فسخ کرنے سے اِنسان خسارہ میں رہتا ہے۔(۳)

۲۲)سبق ملنے میں بزرگی نہیں بل کہ شیخ کی اِطاعت میں سراسر فائدہ ہے۔مقصود اللہ کی یاد کا پختہ ہونا ہے نہ کہ سبق کا ملنا۔(۴)

۲۳)محبت کا معیار یہ ہے کہ جو شرعی مسئلہ بزرگوں سے پہنچے اس کو بے چوں وچرا تسلیم کرلیا جائے۔(۵)

۲۴)کم کھانا، کم بولنا اور کم سونا اور لوگوں سے الگ رہنے سے نفس تابع ہوجاتا ہے اس کی عادت ڈالو، وقت فرصت بہشتی زیور کے مسائل نماز، روزہ، حج، زکاۃ وغیرہ دیکھا کرو اور کچھ حصہ تذکرۃ الاولیا یعنی بزرگوں کی تصنیف پڑھا کرو اور بدستور حضرات کے حلقہ میں جاتے رہو، اِن شاء اللہ صراطِ مستقیم پر رہوگے۔(۶)

۲۵)رزاق کی تلاش کرو، رزق تمہیں خود بخود تلاش کرے گا۔(۷)

---

۱)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۲۸۔

۲)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۴۵۔

۳)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۵۰۔

۴)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۵۱۔

۵)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۵۲۔

۶)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۵۳۔

۷)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۵۶۔

۲۶)اکثر لوگ دنیاوی اغراض لے کر بزرگوں کی خدمت میں پہنچتے ہیں کوئی اللہ کا بندہ اللہ کی رضا کے لئے نہیں آتا، اِلا ماشاءاللہ۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے اور اس پر عمل کی توفیق بخشے۔(۸)

۲۷)مولوی صاحب! خدائے تعالیٰ کی یاد میں اتنی لذت ہے کہ اس کا اندازہ بیان سے باہر ہے، جنسی لذت جس پر ساری دنیا مفتوں ہے کچھ بھی نہیں، خدا کی یاد کی لذت دیرپا ہوتی ہے۔(۹)

۲۸)مبلغ القرآن اور مبلغ الاسلام کبھی غریب نہ ہوگا۔(۱۰)

۲۹)تم خدا کے کام میں مصروف ہوجاؤ، اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کی کفایت فرمائے گا۔(۱۱)

۳۰)شہر میں اللہ اللہ کرنے میں اتنا مزہ نہیں آتا جتنا جنگل میں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شہر میں لوگوں کے گناہوں کا دھواں اٹھتا ہے اس لئے وہ فیض کے آنے میں حائل ہوجاتا ہے۔(۱۲)

۳۱)زیادہ وعظ نہیں کرنا چاہئے، ورنہ لوگ واعظ کہنے لگیں گے اور باطنی فیض حاصل کرنے سے محروم رہ جائیں گے۔(۱۳)

۳۲)جتنا فائدہ ذکر اللہ کے بتانے سے ہوتا ہے اتنا وعظ کرنے سے نہیں ہوتا۔(۱۴)

---

۸)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۵۷۔

۹)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۵۷۔

۱۰)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۵۷۔

۱۱)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۵۸۔

۱۲)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۵۹۔

۱۳)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۵۹۔

۱۴)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۵۹۔

۳۳)مولوی صاحب!اگر آپ کا کوئی دوست ہو اور باطنی نعمت سے محروم ہو تو اس کو ضرور بالضرور ذکر قلبی تعلیم کیا کرو، یہ دوستی کا حق ہے چاہے وہ کتنا ہی بڑا آدمی کیوں نہ ہو،شرمایا نہ کرو۔(۱)

۳۴)جو عالم ظاہری علم پڑھ کر باطن کی طرف غور نہیں کرتا وہ ایک آنکھ والا ہوتا ہے (۲)

۳۵)مریدین ذکر اذکار کرتے ہیں کہ ان کو سنت نبوی ﷺ کی محبت ہو جائے اور جب تک یہ بات حاصل نہ ہو اس وقت تک مقصود حاصل نہیں ہوتا۔(۳)

۳۶)دو آدمی باطنی فیض سے اکثر محروم رہا کرتے ہیں:

ایک:مولوی دوسرا:مال دار

مولوی:اس لئے کہ وہ اپنے علم پر غرور کرتا ہے۔

اور مال دار:اپنے مال پر ناز کرتا ہے۔

یہ لوگ اکثر اہل اللہ کو فریب باز تصور کرتے ہیں،لیکن اگر ان میں سے کوئی کامیاب ہو گیا تو اس سے بہت مخلوق خدا راہ راست پر آجاتی ہے۔(۴)

۳۷)شیطان سالک کی زبانی اس کا حال وخواب سن کر بہکانے کی زیادہ سعی کرتا ہے۔(۵)

۳۸)بازاری کھانے سے قلب پر سیاہی آجاتی ہے۔(۶)

۱)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۵۹۔
۲)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۵۹۔
۳)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۶۱۔
۴)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۶۱۔
۵)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۶۳۔
۶)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۷۸۔

۳۹)توکل والے فقیروں کو نہ زبان سے سوال کرنا چاہئے اور نہ سوال کی صورت بنانی چاہئے اور سوالی بننے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کہیں سے کپڑا پھاڑ لیا یا جوتی ٹوٹی ہوئی پہن لی اور غریب جیسی خستہ صورت بنالی تاکہ لوگ محتاج سمجھ کر دے دیں،یہ سب توکل کے خلاف ہے اور فقیری کو بیچنا ہے،بل کہ اپنے آپ کو چھپائے رکھے تاکہ کسی پر فقیری کا راز ظاہر نہ ہو۔(۷)

۴۰)راضی برضا رہنا ہی اصل مقصد ہے۔(۸)

ملفوظات

حضرت علامہ عبد الشکور فاروقی نقشبندی مجددی قدس اللہ سرہ

(متوفی:۱۳۸۱/۱۱/۱۷۔بمطابق:۱۹۶۲/۴/۲۱)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مولانا شاہ ابو احمد بھوپالی قدس اللہ سرہ

۱)گھر میں بس اتنا ہی سامان ہونا چاہئے جس سے ضروریات زندگی آسانی سے پوری ہوسکیں کیوں کہ اس ساز وسامان کی طرف انسان کا دل مائل ہوتا ہے جس سے قلب میں غفلت اور موت سے وحشت پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں سوائے حسرت ویاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔(۹)

۲)اتباع سنت کا حرص اپنے دل میں پیدا کرنا چاہئے،نہ صرف عبادات میں بل کہ عادات میں بھی،مثلاً کھانے پینے،سونے جاگنے،بولنے چپ رہنے اور استنجا وطہارت

۷)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۷۹۔
۸)۔حیات سعیدیہ:ص:۱۸۳۔
۹)۔حضرت علامہ عبد الشکور فاروقی لکھنویؒ حیات وخدمات:ص:۹۰۔۹۱۔

میں،غرضیکہ ہرحالت میں یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ان کاموں کو ہم اس طرح کریں جس طرح رسول خدا ﷺ نے کیا ہے۔۔اتباع سنت کا حرص جب کسی کے دل میں گھر کرلیتا ہے تو اس کو ایک خاص تعلق رسول خدا ﷺ سے حاصل ہوجاتا ہے اور یہی تعلق اصل چیز اور تمام فیوض وبرکات کا سرچشمہ ہے اور ایسے شخص پر خاص رحمت خداوندی یہ ہوتی ہے کہ افعال اضطراریہ میں بھی من جانب اللہ خلاف سنت حرکات سے اس کی حفاظت ہوتی ہے۔(۱)

۳)قرآن مجید سے اس بے تعلقی ہی کا نتیجہ ہے کہ نہ ہمارے عقائد ٹھیک رہے اور نہ اعمال،نہ ہم صحیح تبلیغ کرسکتے ہیں اور نہ کسی گمراہ کو راہ پر لاسکتے ہیں،جب ہم خود ہی اسلام کی حقیقت سے ناواقف ہوگئے تو دوسروں کے سامنے کیا پیش کریں گے،دین اسلام جو خدا پرستی کا حقیقی مرکز تھا وہاں آج لڑنے جھگڑنے کے سوا کوئی کام ہی نہ رہا،یہ آپس کے روزافزوں اختلافات ہی نہیں بل کہ نزاعات اور یہ نئے نئے فرقوں کی پیدائش اور ان کی نمائش سب قرآن کریم سے بے تعلقی کے ثمرات ہیں۔(۲)

۴)بے جان جسموں میں روح کا پیدا کرنا قرآن کریم کا خاص کام ہے اسی وجہ سے جابجا قرآن مجید میں قرآن مجید کو،روح،اور حیات آفریں فرمایا گیا ہے،صحیح واعظ ومعلم اور اصلی مناظر ومبلغ کا پیدا کرنا اس کا ادنی کرشمہ ہے۔(۳)

۵)تصوف کا مقصود یہ بھی نہیں کہ غیب کی باتیں معلوم ہونے لگیں جس کو کشف کہتے ہیں،تصوف کا مقصود کرامات کا ظہور بھی نہیں ہے،کشف وکرامات کا ظہور بعض حضرات سے ہوتا ہے اور بعض سے نہیں،جن سے نہیں ہوتا ان کے مرتبہ میں کچھ نقصان نہیں آتا اور جن

۱)۔حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ حیات وخدمات:ص:۱۰۴۔۱۰۵۔

۲)۔حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ حیات وخدمات:ص:۱۴۰۔۱۴۱۔

۳)۔حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ حیات وخدمات:ص:۱۴۵۔

سے ہوتا ہے ان کے مرتبہ میں کچھ زیادتی نہیں ہوتی۔نیز تصوف کا مقصود حق تعالی کا دیدار بھی نہیں،دیدار کا وعدہ تو ایمان والوں سے عالم آخرت میں ہے،اس دنیا میں ان آنکھوں سے دیدار الہی ہرگز نہیں ہوتا۔

۶)خوب سمجھ لینا چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ تصوف کا مقصود سوا اس کے اور کچھ نہیں کہ جن عقائد کی شریعت نے تعلیم دی ہے ان کا یقین پختہ ہوجائے اور وہ چیزیں معلومات کے درجہ سے ترقی کرکے مشہودات کے درجہ میں آجائیں اور جب یہ عقائد اس درجہ پختہ ہوجائیں گے تو ظاہر ہے کہ اعمال شرعیہ کی پابندی سہل ہوجائے گی اور تمام کاموں میں اخلاص پیدا ہوجائے گا یعنی سوا رضائے الہی کے کسی کام کا اور کچھ مقصود نہ ہوگا۔(۴)

۷)ایک خاص بات طریقہ نقشبندیہ میں یہ بھی ہے کہ یہ طریقہ بالکل فقہ حنفی کے مطابق ہے چناں چہ اس طریقہ کے لوگوں کو فقہ حنفی کے خلاف کوئی کام نہیں کرنا پڑتا جیسے :ذکر جہر وغیرہ۔اس مطابقت کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اس طریقہ کے اکابر سب کے سب حنفی تھے بل کہ ان کا شمار فقہائے حنفیہ میں ہوتا ہے۔لطف بالائے لطف یہ ہے کہ دوسرے ائمہ کے مقلدین یعنی شافعی،مالکی اور حنبلی حضرات کو بھی اس طریقہ میں داخل ہونے کے بعد اپنی اپنی فقہ کے خلاف کسی عمل کے کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔(۵)

۸)اللہ تعالی کی یاد سے کسی وقت غافل نہ رہنا چاہئے،اللہ کی یاد جب کسی دل میں پیدا ہوجاتی ہے تو وہ دل پاک ہوجاتا ہے اور پھر اس میں سوا اللہ کی محبت کے کسی دوسری چیز کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور باطن سے تمام نجاسات خود بخود دور ہوجاتی ہیں۔(۶)

۹)طریقہ نقشبندیہ میں پیر کی محبت وصحبت بہت ضروری ہے،اپنے پیر سے جتنی زیادہ

۴)۔حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ حیات وخدمات:ص:۱۷۸۔

۵)۔حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ حیات وخدمات:ص:۱۷۹۔

۶)۔حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ حیات وخدمات:ص:۱۸۱۔

محبت ہوگی اتنی ہی جلد کام بنے گا، جب پیر سے محبت ہوگی تو پیر کی صورت بھی ہر وقت دل میں رہے گی، اسی کو تصورِ شیخ کہتے ہیں، ذکر کے وقت تصورِ شیخ اِکسیرِ اعظم ہے۔(۱)

۱۰) شروع میں اپنے اِرادہ اور کوشش سے ذکر ہوتا ہے اس حالت کو (اصطلاح میں) یاد کرد، کہتے ہیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دل جاری ہوجاتا ہے تو بے اِرادہ و بے اختیار ہر وقت دل اس نام پاک کو لیتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ شخص دل کو ذرا دیر کے لئے بھی خاموش کرنا چاہے (بھی) تو نہیں کرسکتا، اس حالت کو (اصطلاحا) یادداشت کہتے ہیں۔(۲)

۱۱) ذکر کی پابندی میں بڑی برکت ہے، تھوڑا کام پابندی سے کیا جائے تو اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے بہ نسبت اس کے کہ بہت سا کام بغیر پابندی کے کیا جائے۔(۳)

۱۲) خدا کے لئے اب اپنے اوقات کا مضبوط نظام قائم کریں، اسی وقت میں آدمی بہت کچھ کرسکتا ہے، روزانہ اپنا حساب لیا کریں کہ آج نظام کے خلاف تو نہیں ہوا اگر ہوا تو کیوں؟ اِن شاءاللہ اگر اوقات تقسیم کرکے نظام قائم کرلیا تو نمایاں ترقی ہر چیز میں خصوصا حالت باطنی میں آپ محسوس کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام ہے کہ وہ کسی کے اوقات میں نظم اور برکت عطا کرے۔(۴)

۱۳) بزرگوں کے حالات پڑھنے سے ضرور اِن شاءاللہ ان کی محبت اور ان کے ساتھ روحانی نسبت پیدا ہوگی اور یہی مقصود بھی ہے مگر اس کے ساتھ ذکر بھی بطریق معلوم روزانہ ہوجائے تو اِن شاءاللہ پورا فائدہ ہوگا۔(۵)

۱)۔ حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ حیات وخدمات: ص: ۱۸۳۔
۲)۔ حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ حیات وخدمات: ص: ۱۸۴۔
۳)۔ حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ حیات وخدمات: ص: ۱۸۹۔
۴)۔ حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ حیات وخدمات: ص: ۱۸۹۔
۵)۔ حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ حیات وخدمات: ص: ۱۹۰۔

۱۴) دنیا سے جانا تو سب کو ہے مگر موت سے ڈرنا نہ چاہئے، ہاں! اپنے گناہوں کا خوف ضرور ہو لیکن اس کے ساتھ اللہ کی رحمت کی وسعت اور بزرگانِ دین کے توسل سے قوی امید ہے کہ مشکل آسان ہوجائے گی۔ موت کی یاد تو بڑی عمدہ چیز ہے۔۔۔ مگر اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ آخرت کے کاموں میں توجہ زیادہ دیں۔(۶)

۱۵) نماز و جماعت میں تو آپ سب کا اہتمام ایسا ہونا چاہئے کہ غیر مسلم بھی یہ دیکھ کر سمجھ لیں کہ اس قوم کا مقصد زندگی محض عبادت الٰہی ہے۔(۷)

ملفوظات

حضرت خواجہ غلام حسن سواگ قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۱۳؍جمادی الاخری ۱۳۵۸۔ بمطابق: ۹؍۹؍۱۹۶۵)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس اللہ سرہ

وحضرت خواجہ سراج الدین دامانی قدس اللہ سرہ

۱) سالک کو قبض اور بسط ہوتا ہے اگر قبض کا باعث گناہ کبیرہ یا صغیرہ ہو، یا اتباع شریعت میں کوئی قصور واقع ہوگیا ہو، تو استغفار پڑھنا چاہئے تسبیح پر: **أستغفر الله** پڑھے۔ جب تسبیح تمام ہوجائے تو: **أستغفر الله ربی من كل ذنب وأتوب إليه** پورا پڑھے۔ اور اگر صغیرہ یا کبیرہ گناہ یا شرعی قصور کی وجہ سے قبض نہیں ہوئی تو اس کا کوئی فکر نہ کریں۔ اس سے درجات میں ترقی ہوتی ہے۔(۸)

۲) اگر انوارِ الٰہی جل شانہ سالک کو اپنے وجود سے باہر نظر آئیں تو اس کو ''سیر آفاقی''

۶)۔ حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ حیات وخدمات: ص: ۱۹۱۔
۷)۔ حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ حیات وخدمات: ص: ۱۹۲۔
۸)۔ فیوضات حسنیہ: ص: ۱۵۶۔۱۵۷۔

کہتے ہیں اور اگر انوارالٰہی سالک کو اپنے وجود کے اندر نظر آئیں تو اس کو ''سیر انفسی'' کہتے ہیں۔(۱)

۳)اپنے شیخ کے تصور سے کوئی وقت اور کوئی لمحہ غافل نہ ہونا چاہئے۔مگر نماز میں یہ تصور نہ کریں۔ہاں!اگر نماز میں بے اختیار یہ تصور قائم رہے تو نعمت عظمیٰ ہے۔جب یہ تصور شیخ کمال کو پہنچتا ہے تو سالک کی نظر جہاں پڑتی ہے اسے شیخ کی صورت ہی نظر آتی ہے۔(۲)

۴)دن رات میں تین مرتبہ مراقبہ ضرور کرنا چاہئے:

۱)بعد از نماز صبح ۲)بعد نماز عصر

۳)بعد نماز تہجد۔(۳)

۵)سالک جب شیخ کے حلقہ میں بیٹھا ہو تو دل میں کوئی خیال نہ لائے۔بل کہ ذکر کرنے سے بھی خاموش رہے اور شیخ کی طرف سے فیض کے آنے کا منتظر رہے۔اور جب بھی سالک شیخ کی خدمت میں حاضر ہو تو خواہ شیخ کسی کام میں مشغول ہو یا کسی سے بات کر رہا ہو تو اس وقت بھی شیخ کے فیض کے آنے کا انتظار کرنا چاہئے۔(۴)

۶)جو شخص اپنے پیرومرشد کی مخالفت کرے خواہ وہ امور دین میں ہو یا دنیا میں تو وہ مردود طریقت ہے۔(۵)

۷)اگر کوئی کامل درویش وفات کے وقت کسی ناقص کو اپنا قائم مقام بنادے تو وہ ناقص بھی کامل ہو جاتا ہے اور کامل کے تمام فیوض اور اس کی نسبت اسے حاصل ہو جاتی ہے۔(۶)

۱)۔فیوضات حسنیہ:ص:۱۵۸۔

۲)۔فیوضات حسنیہ:ص:۱۵۹۔

۳)۔فیوضات حسنیہ:ص:۱۵۹۔

۴)۔فیوضات حسنیہ:ص:۱۶۰۔

۵)۔فیوضات حسنیہ:ص:۱۶۳۔

۶)۔فیوضات حسنیہ:ص:۱۶۳۔۱۶۴۔

۸)مبتدی طالب سلوک کو ذکر اور مراقبہ بہت زیادہ کرنا چاہئے۔فرائض اور سنتیں بلاناغہ ادا کرے۔باقی نوافل و اوراد کی کثرت مناسب نہیں۔(۷)

۹)جب مرید اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہو تو کھانے، پینے اور قیام کرنے کے سامان حاصل کرنے کی طرف توجہ نہ کرے بل کہ اس چیز کی طلب کرے جس کو حاصل کرنے کے لئے گھر چھوڑ کر آیا ہے،یعنی ذکر خدا اور ایمان حاصل کرنے کی کوشش کرے، کیوں کہ کھانے پینے کی چیزیں تو گھر میں بھی مل جاتی ہیں۔(۸)

۱۰)سب پیران کرام اور بزرگوں کو اللہ تعالی کا برگزیدہ اور مقبول ماننا چاہئے لیکن اپنے پیر کا درجہ بلند سمجھنا چاہئے اور اس کے برابر کسی کو نہ سمجھے۔(۹)

۱۱)جب بہت غم اور مشکلات لاحق ہو جائیں تو درود شریف کی کثرت ہی تمام مشکلات کو حل کرتی ہے۔(۱۰)

۱۲)جب کسی بزرگ کے مزار شریف کی زیارت کرنا مقصود ہو تو دائیں پاؤں کی طرف سینہ کے برابر ہو کر فاتحہ پڑھنی چاہئے۔اور خلاف شرع کوئی فعل، سجدہ، طواف یا بوسہ وغیرہ نہیں کرنا چاہئے۔(۱۱)

۱۳)طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے زمانے سے تجدید بیعت واجب ہے۔(۱۲)

۱۴)مرید کا فرض ہے کہ پیر کی خدمت میں حاضر ہو،اور پیر کا فرض ہے کہ مرید

۷)۔فیوضات حسنیہ:ص:۱۶۴۔

۸)۔فیوضات حسنیہ:ص:۱۷۵۔

۹)۔فیوضات حسنیہ:ص:۱۷۶۔

۱۰)۔فیوضات حسنیہ:ص:۱۹۳۔

۱۱)۔فیوضات حسنیہ:ص:۲۰۳۔

۱۲)۔فیوضات حسنیہ:ص:۲۰۷۔

کو برائی سے بچائے۔(۱)

۱۵) مجھے کسی سے دنیاوی لالچ نہیں ہے۔فقیر تو صرف اللہ تعالی کی خوش نودی اور سرکار دوعالم جناب محمد مصطفی ﷺ کی اتباع چاہتا ہے۔(۲)

۱۶) ہر وقت اور ہر ایک لحظہ سوا یادگیری اللہ تعالی کے،نہ گزاریں اور کوئی وقت اور کوئی لحظہ خالی نہ رکھیں۔(۳)

۱۷) حتی الوسع نماز باجماعت گزاریں،کھانے اور پینے میں کوشش حلال کی فرمائیں ،پھر لذت اور حلاوت نام خدا تعالی کی پائیں۔(۴)

۱۸) تصور مشائخ جزاعظم ہے،لوح دل سے نہ بھلائیں کہ دار ومدار سلوک اسی پر ہے،متوکل علی اللہ رہیں۔(۵)

ملفوظات

حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۱۴/۱۱/۱۳۸۸ھ۔ ۲۳/۱/۱۹۶۹)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مولانا حسین علی واں بھچراں قدس اللہ سرہ

۱) قرآن وحدیث اور فقہ کو اپنا مقصد بناؤ۔(۶)

۱)۔فیوضات حسنیہ: ص:۲۳۰۔

۲)۔سوانح حیات حضرت مولانا سید احمد شاہ بخاریؒ: ص:۴۳۔

۳)۔فیوضات حسنیہ: (مکتوبات) ص:۳۵۹۔

۴)۔فیوضات حسنیہ: (مکتوبات) ص:۳۵۹۔

۵)۔فیوضات حسنیہ: (مکتوبات) ص:۳۶۱۔

۶)۔مجالس غورغشتوی: ص:۳۔

۲) اپنی زندگی کا مقصد قرآن اور حدیث کا سیکھنا اور دوسروں کو سکھانا بنانا چاہیئے ۔اس لئے کہ دین سیکھنے اور سکھانے کا نام ہے۔(۷)

۳) علمی تحقیق سے زیادہ ضرورت ادب کی ہے۔بل کہ بزرگان سلف اور اپنے اساتذہ ومشائخ کا ادب کرنے سے اللہ تعالی تحقیق کی شان بھی عطا فرمادیتے ہیں اور بزرگان سلف کا ادب چھوڑ کر جو تحقیق کی جائے اس میں لغزش اور غلط فہمی کا بڑا خطرہ ہے۔(۸)

۴) دین تین چیزوں سے خراب ہوتا ہے: شرک، بدعات اور کتمان حق۔(۹)

۵) عارفین جو بھی عمل اور عبادت کرتے ہیں تو وہ صرف اللہ تعالی کی رضا کے حصول کے لئے کرتے ہیں۔(۱۰)

۶) بزرگوں اور اولیا اللہ کے نزدیک بوقت عبادت جنت مطمع نظر نہیں ہوتی بل کہ صرف ذات باری تعالی اور اس کی رضا ان کا مقصود اور مطلوب ہوتی ہے۔(۱۱)

۷) عارف باللہ کا اصل مقام یہ ہے کہ اس کی نظر نہ دنیا کی زینت پر ہو اور نہ آخرت کی نعمتوں پر بل کہ وہ صرف اللہ تعالی کو اپنا مطلوب بنالے اس لئے کہ اللہ تعالی مل جائیں تو دونوں جہاں کی نعمتیں اور خوشیاں بھی حاصل ہو جائیں گی۔(۱۲)

۸) دین کو لوگوں کا تابع مت کرو،بل کہ لوگوں کو دین کا تابع کرو۔(۱۳)

۹) عالم دین کی عزت اس میں ہے کہ علم کے ساتھ ساتھ اس میں تقوی بھی ہو اس

۷)۔مجالس غورغشتوی: ص:۳۔

۸)۔مجالس غورغشتوی: ص:۴۔

۹)۔مجالس غورغشتوی: ص:۴۔

۱۰)۔مجالس غورغشتوی: ص:۵۔

۱۱)۔مجالس غورغشتوی: ص:۶۔

۱۲)۔مجالس غورغشتوی: ص:۶۔

۱۳)۔مجالس غورغشتوی: ص:۷۔

لئے کہ تقویٰ اور پرہیزگاری کے بغیر علم کچھ بھی نہیں۔(۱)

۱۰) جس طرح مقناطیس میں لوہے کو کھینچنے کا اثر ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے علمائے حق اور اولیائے کرام کی صحبت میں اثر رکھا ہے۔(۲)

۱۱) علمائے حق اور اولیا اللہ یہ حقیقت میں دنیا اور اہل دنیا کے لئے روشنی کے مینار ہیں اور زمین کا حسن اور زینت ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے ملانے والے ہیں۔(۳)

۱۲) رضا بالقضا اور قناعت بڑی مبارک صفت ہے اور اس کے مقابلے میں حرص نہایت تباہ کن خصلت ہے حرص اور لالچ سے بچنا چاہئے۔ حلال رزق پر قناعت وصبر کرنا اور راضی ہونا بڑی سعادت ہے۔ حرام رزق اور حرام دولت سے اجتناب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ہمارے اسلاف کرام تو مشتبہ رزق ومال سے بھی بڑی شدت سے اجتناب کرتے تھے۔(۴)

۱۳) حرام رزق ومال، دنیا وآخرت میں موجب آفات وباعث عذاب ہے۔ آج کل اکثر مسلمانوں کے دل مسلسل حرام کھانے، پینے سے شدید زخمی اور سخت سیاہ ہو چکے ہیں۔(۵)

۱۴) جب تم کسی آدمی میں تین صفات دیکھو تو تم اس کے سچا ہونے اور عارف باللہ ہونے کی گواہی دو۔

۱)۔مجالس غورغشتوی:ص:۷۔
۲)۔مجالس غورغشتوی:ص:۹۔
۳)۔مجالس غورغشتوی:ص:۹۔۱۰۔
۴)۔مجالس غورغشتوی:ص:۱۴۔
۵)۔مجالس غورغشتوی:ص:۱۴۔

پہلی صفت یہ کہ وہ آدمی مال ودولت کو محبوب نہ رکھتا ہو۔

دوسری صفت یہ کہ: اس کا دل دوسوکھی روٹیوں پر مطمئن ہوجاتا ہو۔

اور تیسری صفت یہ کہ: اس کا دل لوگوں سے جدا ہو (یعنی بلاضرورت لوگوں کے ساتھ اختلاط سے پرہیز کرتا ہو)۔(۶)

۱۵) بعض لوگ اپنے آپ کو ذاکر، شاغل، بل کہ صوفی بھی کہتے ہیں اور نوافل ومستحبات کا بہت زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں لوگوں پر تنقید کرتے ہیں لیکن خود فرائض وواجبات سے غافل رہتے ہیں۔ وہ خود فرائض وواجبات کا اس قدر اہتمام نہیں کرتے جس قدر اہتمام نفلی عبادات کا کرتے ہیں۔ یہ جاہ پرستی ہے۔ ان لوگوں کو ذکر اللہ کی حقیقت حاصل نہیں، ورنہ جن لوگوں کو ذکر اللہ میں کمال حاصل ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہتے ہیں اور فرائض وواجبات کا خوب اہتمام کرتے ہیں اور حرام سے بچنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔(۷)

۱۶) اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو ایک لمحہ بھی غفلت نہیں ہوتی کہ ان کی ظاہری عبادات تو اپنے اپنے اجر وثواب حاصل ہی کریں گی، یہ ہر وقت کا ذکر وفکر پوری زندگی کے اوقات میں ستّر (۷۰) گنا مزید بڑھا رہا ہے۔(۸)

۱۷) اللہ تعالیٰ کا ذکر دل کو نرم وروشن اور اللہ تعالیٰ کی طرف مائل کر دیتا ہے اور اچھے اخلاق وجذبات سے دل کو سنوارتا ہے ذکر کے نور سے ذاکر کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص نسبت وتعلق پیدا ہوجاتا ہے جس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی اور اس کے قرب

۶)۔مجالس غورغشتوی:ص:۱۶۔
۷)۔مجالس غورغشتوی:ص:۲۴۔
۸)۔مجالس غورغشتوی:ص:۲۵۔

کو اپنا مقصد بنالیتا ہے۔(۱)

۱۸)میرے عزیزو!اخروی اجروثواب کا شوق پیدا کرنے کے وسائل بہت ہیں۔مثلاً عبادت، کثرت تلاوت قرآن کریم۔احادیث نبوی ،دینی کتابوں،ذکراللہ کی کثرت،موت کو کثرت سے یادکرنااور منازل آخرت کو کثرت سے یادکرناوغیرہ۔مگرسب سے زیادہ مؤثر ذریعہ صالحین کی مجلس اوراولیااللہ کی صحبت ہے۔(۲)

۱۹)میرے عزیزو!علما کاملین وعارفین کا اجماعی فیصلہ ہے کہ دل کے علاج کا سب سے بہتر اور مؤثر ذریعہ یہ ہے کہ :اولیااللہ اور علماحق کی صحبت اختیار کی جائے اور ان کی مجالس ومحافل میں بطور عقیدت ومحبت کثرت سے شرکت کی جائے۔(۳)

۲۰)صحبت صالحین اور شیخ کامل کی اچھی تربیت کی برکت سے مختصر مدت میں طالبین ومریدین ومحبین کے دلوں میں کامل اخلاص پیدا ہو کر اللہ تعالی کی معرفت سے ان کے سینے منور ہوجاتے ہیں اور ظاہری اعضا طاعت وحسنات میں مشغول ہو کر قلبی اخلاص اوراللہ تعالی کی محبت کے لئے آئینہ بن جاتے ہیں۔پھراگر اخلاص قلبی ومعرفت باطنی وطاعات ظاہری میں خوب ترقی نمودار ہوجائے تو اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے خصوصی کرامات سے نوازتے ہیں۔(۴)

۲۱)جس کے قلب میں اللہ کی اور دین کی عظمت ہو یہ ضرور ایک روز رنگ لا کر رہتی ہے،خالی نہیں جاتی۔یہ اللہ تعالی کی بڑی نعمت اور بڑی دولت ہے۔(۵)

۱)۔مجالس غورغشتوی:ص:۲۹۔
۲)۔مجالس غورغشتوی:ص:۳۴۔
۳)۔مجالس غورغشتوی:ص:۳۷۔
۴)۔مجالس غورغشتوی:ص:۳۸۔
۵)۔مجالس غورغشتوی:ص:۴۶۔

۲۲)مخلصین اور کاملین کے پاس جو دنیا ہوتی ہے وہ اللہ تعالی ہی کے لئے ہوتی ہے۔اللہ تعالی ہی کے حکم سے وہ اسے اپنے پاس رکھتے ہیں،چناں چہ وہ اس میں مالکانہ تصرف نہیں کرتے بل کہ جہاں اللہ تعالی کا حکم ہوتا ہے وہاں صرف کرتے ہیں۔(۶)

۲۳)جن بندوں کو اللہ تعالی نے اپنے نیک اور مقبول بندوں کے فیض صحبت سے دین کی خوش فہمی عطا فرمائی ہے ان کا قلب سلیم رنج وتکلیف کی حالت میں بھی اپنے رب سے راضی رہتا ہے اس وقت وہ بندے دین کی اس سمجھ سے کام لیتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ یہ دنیا شفاخانہ ہے اور ہم سب مریض ہیں،طبیب کبھی مریض کو حلوہ کھلاتا ہے اور کبھی تلخ دوائیں پلاتا ہے اور دونوں حالتوں میں مریض ہی کا نفع ہے اسی طرح اللہ تعالی حکیم بھی ہے،حاکم بھی ہے اور رحیم بھی ہے۔پس ہمارے اوپر تقدیر الٰہی سے جو حالات بھی آتے رہتے ہیں خواہ راحت کے ہوں یا تکلیف کے،ہر حال میں ہمارا نفع ہے۔(۷)

۲۴)افسوس آج کل کے مسلمان حلال وحرام میں تمیز نہیں کرتے،اسی وجہ سے مسلمانوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔عبادتیں بے اثر ہیں۔فتنوں اور آفتوں ومشکلات میں مبتلا ہیں۔(۸)

۲۵)اس زمانے میں مسلمان بڑی غفلت کے شکار ہیں،اخروی زندگی کی مسرات، راحتیں،خوش حالیاں اوراخروی اجروثواب کے حصول کا انہیں شوق نہیں ہے۔شب وروز دنیوی مسرات وخواہشات کی تحصیل میں مشغول ہیں۔اس طرح وہ اس قیمتی زندگی کو بے فائدہ وفانی کاموں میں ضائع کررہے ہیں۔موت کے وقت ان کی یہ غفلت زائل ہوجائے گی اور خواب غفلت سے بیدار ہو کر انہیں یہ یقین ہوجائے گا کہ نہ مسرات دنیا باقی ہیں اور نہ دنیوی بزم وم بہار باقی ہیں اور نہ دل کش رنگ لیل ونہار باقی ہیں۔وہ مجسم حسرت وندامت

۶)۔مجالس غورغشتوی:ص:۵۰۔
۷)۔مجالس غورغشتوی:ص:۸۵۔
۸)۔مجالس غورغشتوی:ص:۹۰۔

بنے ہوئے باچشم خوں فشاں گریاں ہوں گے۔مگر بے وقت ندامت وحسرت سے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔(۱)

۲۶)میرے عزیزو!بزرگوں کی باتیں کرنے اور سننے میں بہت ہی خیر وبرکت ہوتی ہے۔(۲)

۲۷)میرے عزیزو!تمام اہل سنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ:حضرات انبیا کرام علیہم الصلاۃ والسلام قبر اور برزخ میں زندہ ہیں اوران کی زندگی حضرات شہدا کی زندگی سے بھی اعلی اورارفع ہے۔(۳)

۲۸)گناہ چھوڑنے کی ایک اہم تدبیر یہی ہے کہ روزانہ ایک وقت مقرر کر کے سوچے کہ میں مرچکا ہوں قبر میں سوالات ہورہے ہیں پھر قیامت میں سب کے سامنے پوچھ ہورہی ہے عذاب کا اندیشہ ہے۔بل کہ جب آسمان پر نظر پڑے تو جنت کا تصور کرے کیوں کہ وہ آسمان پر ہے اور جب زمین پر نظر پڑے تو سوچے کہ میرے پاؤں کے نیچے نامعلوم کتنے دفن ہیں۔(۴)

۲۹)حق تعالی نے ہمیں اہل حق کا مسلک عطا فرمایا ہے الحمدللہ علی ذلک اس مسلک پر مضبوطی سے قائم رہ کر اس کا شکرادا کرنا چاہئے۔۔۔۔اس کا طریق یہ ہے کہ اپنے اساتذہ اوراکابردین سے تعلق رکھنا چاہئے۔(۵)

۳۰)فارغ ہوکر کسی نہ کسی دینی کام میں لگ جانا چاہئے۔یہ نہ سوچے کہ کسی بڑے

۱)۔طمجالس غورغشتوی:ص:۹۶۔
۲)۔مجالس غورغشتوی:ص:۱۴۶۔۱۴۷۔
۳)۔مجالس غورغشتوی:ص:۱۵۶۔
۴)۔مجالس غورغشتوی:ص:۱۸۵۔
۵)۔مجالس غورغشتوی:ص:۱۸۸۔

مدرسہ کا شیخ الحدیث لگایا جائے تو کام کروں گا ورنہ نہیں۔ڈی سی کی جگہ بھی مل رہی ہو اور مؤذن کی جگہ بھی تو میرے نزدیک مؤذن کی جگہ بہتر ہے امام تو گورنری سے بہتر ہے۔تدریس صدر پاکستان کے عہدہ سے اونچی ہے۔مفتی اور شیخ باطن کے اونچے مقام کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں ہے تنخواہ لینے سے ثواب میں کمی نہیں آتی جب کہ اصل نیت دین کی خدمت کی ہو اس لئے یہ ہرگز نہ سوچیں کہ کاروبار کے ساتھ ایک دو گھنٹہ پڑھا دیا کریں گے اس میں عموما ناکامی ہوتی ہے۔(۶)

ملفوظات

شیخ المشائخ حضرت مولانا عبدالغفور المدنی العباسی قدس اللہ سرہ

(متوفی:یکم ربیع الاول:۱۳۸۹ھ۔بمطابق ۱۸رمئی ۱۹۶۹)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ پیر فضل علی قریشی ودیگر قدس اللہ اسرارہم

۱)طالب مولا کے لئے رزق حلال کمانا بہت ضروری ہے۔(۷)

۲)اپنے مربی روحانی کے تو ایک لفظ کو بھی قرب الہی کا بحر خیال کرنا چاہئے اور مربی روحانی کی طبیعت پر اپنی خواہشات کو قربان کردینا چاہئے،بل کہ اپنی خواہشات کی تاکید کرنا خلاف ادب شمار ہوتا ہے۔(۸)

۳)طالب کو اپنے شوق اور محبت کا اظہار کرنا لازم ہے لیکن شیخ سے جواب نہیں طلب

۶)۔مجالس غورغشتوی:ص:۱۸۸۔
۷)۔مکتوبات غفوری:ص:۵۵۔
۸)۔مکتوبات غفوری:ص:۶۱۔

کرنا چاہئے اگر وہ جواب دے دے تو یہ اس کی شفقت ہے۔(۱)

۴)ختم شریف جو اپنے مشائخ کرام سے معمول ہے، اس میں طالب کو فائدہ ہے اپنی طرف سے زیادہ یا کم کرنے سے فیض میں نقص آجاتا ہے لہذا کم و بیش نہیں کرنا چاہئے۔(۲)

۵)ہر سبق میں جتنے زیادہ دن مشق کی جاتی ہے اتنا ہی پختہ ہوتا ہے اور آئندہ کی ترقی کا باعث ہوتا ہے۔(۳)

۶)صوفیا کرام کا مسلک یہ ہے کہ کسی کی برائی کی طرف نظر نہ کرے اگر کوئی کچھ تکلیف بھی پہنچائے تو اس کو بھی اللہ ہی کی طرف سے سمجھے اور صبر کرے اور اس سے انتقام لینے کا خیال نہ کرے بل کہ اس کو معاف کر دے اور اس کے لئے ہدایت کی دعا کرے۔(۴)

۷)طالبِ مولا کو شیطان قسم قسم کے فریب و دھوکے سے رکاوٹ اور تنزلی کی کوشش کرتا ہے۔(۵)

۸)جو چیز اخلاص سے ہو، اس کا ثمر ضرور ملتا ہے۔(۶)

۹)توکل تو اسباب پر ہوتا ہے بغیر اسباب کے توکل تو صحابہ کرامؓ نے بھی نہیں کیا تو ہم اور آپ کیسے کر سکتے ہیں؟۔۔۔(۷)

۱۰)رابطہ شیخ جس قدر قوی ہوتا ہے، فیوضات الٰہی بھی اس قدر زیادہ ہوتے ہیں،

۱)۔مکتوبات غفوری:ص:۶۱۔
۲)۔مکتوبات غفوری:ص:۶۴۔
۳)۔مکتوبات غفوری:ص:۱۷۔
۴)۔مکتوبات غفوری:ص:۱۷۔
۵)۔مکتوبات غفوری:ص:۷۳۔
۶)۔مکتوبات غفوری:ص:۹۸۔
۷)۔مکتوبات غفوری:ص:۱۲۲۔

نماز میں بھی بلا اختیار خیال آجائے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ مبتدی کو قوت محبت کی وجہ سے ایسا ہو جاتا ہے۔(۸)

۱۱)اس طریق میں سالک کو جب کچھ کیفیات، حالات یا اچھے خواب نظر آنے لگتے ہیں، تو طبعی طور پر وہ ان چیزوں کو زیادہ اہم سمجھنے لگتا ہے، اور شرعی احکامات کی اہمیت اس کی نظر میں زیادہ نہیں رہتی، یہ زبردست دھوکہ ہے، ان میں سے کسی چیز کو قرب خداوندی میں کوئی دخل نہیں ہے، یہ کیفیات مقصود نہیں، صرف ذریعہ ہیں، اور محمود ہیں، بشرطیکہ طالب کو اتباع شریعت میں سہولت پیدا فرمادیں ورنہ کچھ نہیں۔(۹)

۱۲)جماعت ذاکرات کو مسجد یا مدرسہ میں جمع ہونا غیر مناسب ہے، کیوں کہ کسی کو جذبہ ہو جائے اور بے اختیاری آواز نکل جاوے، اجنبی مرد کو سننا ناجائز ہے۔ دوسرے مخالفین کو لب کشائی کا موقعہ ملتا ہے، لہذا مسکین کی رائے یہ ہے کہ ذاکرات کو جمع ہونے سے منع کیا جاوے اور ان کو اپنے اپنے گھر میں ذکر، مراقبہ کرنے کا حکم دیا جائے۔ یہی مناسب ہے۔(۱۰)

۱۳)اتباع شریعت و دوام ذکر پر قائم رہو، مقامات میں اِن شاءاللہ ترقی ہوتی رہے گی۔(۱۱)

۱۴)نفس کی اصل غذا شہوت اور غفلت ہے اور غفلت و شہوت سبب ہے صدور معاصی کا، جب آپ ذکر قلبی کرو گے اِن شاءاللہ تعالی بتدریج غفلت و شہوت زائل ہوگی اور دل میں سکون اور طمانیت پیدا ہوگی آپ ذکر قلبی کو مداومت سے کریں، اگرچہ تھوڑا ہو،

۸)۔مکتوبات غفوری:ص:۱۳۵۔
۹)۔مکتوبات غفوری:ص:۱۴۳۔
۱۰)۔مکتوبات غفوری:ص:۱۵۳۔
۱۱)۔مکتوبات غفوری:ص:۱۶۹۔

اور رابطہ محبت اس فقیر کے ساتھ قائم رکھیں۔(۱)

۱۵) بزرگوں نے لکھا ہے کہ: طریقت سولہ آنہ ہے، پندرہ آنے رابطہ محبت ہے اور ایک آنہ سب ذکر واذکار ہے۔(۲)

۱۶) ہمت کرو، اسلام اور اہل اسلام کی خدمت کے لئے کمر بستہ رہو، بہتر عبادت مسلمانوں کی اصلاح ہے، اختلافات سے دور رہو، صحیح راستے پر مخلوق خدا کو لگا دو۔(۳)

۱۷) کوشش کرو اپنے ذکر وفکر میں مشغول رہو، اوقات کو ضائع مت کرو، مرنا ہے، مرنے کے بعد جو وقت غفلت میں گذرا ہو اس پر انسان پشیمان ہوتا ہے، مگر ہاتھ آتا نہیں۔ ابھی ہوشیار ہو جاؤ تا کہ وہاں پشیمانی نہ ہو، دنیا میں عزت، دولت سے ہے آخرت میں عزت اعمال صالحہ سے ہے، اگر انسان یہاں کی عزت کے لئے سرگرداں ہو تو وہاں کی عزت سے کیوں بے فکر ہو۔(۴)

۱۸) جس طریقت سے اتباع شریعت مقدسہ کا ذوق وشوق اور سنتوں کو اختیار کرنے کی تڑپ نہ پیدا ہو وہ باطل ہے۔۔۔ اگر طالب مولی ہوشیار اور بیدار نہ رہے تو شیطان اس کو ان ہی کیفیات اور انکشافات میں الجھا کر رکھ دیتا ہے اور شریعت مقدسہ کے اتباع کی اہمیت کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ یہ حجابات نورانی کہلاتے ہیں، جس سے طالب مولا کا ایمان بھی خراب ہوتا ہے اور وہ ضلالت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو محفوظ اور مامون رکھے۔(۵)

---

۱)۔مکتوبات غفوری: ص:۲۰۶۔

۲)۔مکتوبات غفوری: ص:۲۰۶۔

۳)۔مکتوبات غفوری: ص:۲۱۲۔

۴)۔مکتوبات غفوری: ص:۲۲۲۔

۵)۔مکتوبات غفوری: ص:۲۲۵۔

۱۹) عزیزو! برائیاں دیکھنے کے لئے اپنا نفس کافی ہے، جس وقت انسان میں اپنے نفس کی گندگیوں اور بیماریوں کا شعور واحساس پیدا ہو جاتا ہے تو پھر دوسرے کے عیبوں کی چھان بین کرنے کی فرصت ہی نہیں ملتی اس کو تو اپنے ہی گناہوں کا غم کافی ہے قبر میں بھی ہم سے ہماری ہی خامیوں کی باز پرس ہوگی، دوسروں کے بارے میں ہم سے ہرگز نہیں پوچھا جائے گا، یہی معرفت نفس ہے جو معرفت رب کا ذریعہ بنتی ہے، اسی سے انسان میں تکبر مٹتا ہے اور تواضع پیدا ہوتی ہے اسی سے رجوع إلی اللہ کا ملکہ حاصل ہوتا ہے اور دوسروں پر شفقت پیدا ہوتی ہے، زندگی اور دنیا کی بے ثباتی انسان کو اپنی آنکھوں سے نظر آنے لگتی ہے اس کے ہر فعل کا مقصد رضائے الہی ہوتا ہے اور وہ خلوص کی دولت سے سرفراز ہو جاتا ہے۔(۶)

۲۰) دوستو! ہر چیز کی ایک روح ہوتی ہے، جسم کی روح تو سب کو معلوم ہی ہے لیکن روح کی بھی روح ہے اور وہ علم ہے اور علم کی بھی روح ہے اور وہ عمل ہے، عمل کی بھی روح ہے اور وہ اخلاص ہے، بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول بارگاہ نہیں ہوتا اور اس اخلاص کی بھی روح ہے اور وہ ہے عدم رویت اخلاص فی إخلاصہ یعنی آدمی خود کو مخلص نہ سمجھے، اللہ تعالی ہم سب کو اخلاص کی دولت سے نوازے۔ آمین۔(۷)

۲۱) ہمارے بزرگوں کا کہنا ہے کہ: شیخ کے اندر تواضع زمین کی طرح ہونی چاہئے، سخاوت دریا کی طرح اور شفقت آفتاب کی طرح، کہ گھر گھر جا کر فیض پہنچاتا ہے۔(۸)

۲۲) سارے وظائف ومعمولات کا خلاصہ یہی ہے کہ صفات رذیلہ کا ازالہ ہو اور انسان میں اخلاق حمیدہ پیدا ہوں، یہی فنا وبقا ہے اگر یہ نہیں ہے تو ہزار آدمی ہوا میں

---

۶)۔مکتوبات غفوری: ص:۲۲۹۔

۷)۔مکتوبات غفوری: ص:۲۲۹۔۲۳۰۔

۸)۔مکتوبات غفوری: ص:۲۳۰۔

اڑے اور پانی پر چلے کچھ نہیں ہے۔(۱)

۲۳)سالک اور طالب مولا کو چاہئے کہ اپنے تمام امور کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے اور اپنے ہر عمل میں توکل سے کام لے۔۔۔مخلوق سے عزت وذلت کا خیال نہ کرے۔(۲)

۲۴)زندگی کے ہر عمل کو ناپنے کا ہمارے پاس بس ایک ہی پیمانہ ہے اور وہ شریعت مقدسہ ہے، طریقت بھی شریعت ہی کی خادم ہے۔(۳)

۲۵)کسی سالک کو اچھے سے اچھے خواب نظر آئیں اور اس کے اندر کیسی ہی کیسی بہتر سے بہتر کیفیات پیدا ہوں لیکن اگر اس کو اپنے ہر فعل میں شریعت کے اتباع کا ذوق وشوق پیدا نہیں ہوا ہے تو یہ سب ہیچ ہے، استدراج ہے، اور شیطان کا زبردست دھوکہ ہے اس کو چاہئے کہ توبہ استغفار کرے اور اپنے عقائد کی تصحیح کرے۔(۴)

۲۶)سالک پر کوئی مقام ایسا نہیں آتا کہ شریعت مقدسہ کی پابندی اس کے اوپر سے ساقط ہوجائے، حضور ﷺ پردہ فرمانے تک اسی شریعت مقدسہ کے خود بھی پابند رہے اور اپنے صحابہ کرامؓ کو بھی اس کی تعلیم فرماتے رہے۔(۵)

۲۷)دنیا فانی ہے، حیات مستعار ہے، چند لحظات ہے، زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے، موت سر پر کھڑی ہے، یکا یک حملہ کرے گی اور دنیا کی سب چیز یہاں ہی رہ جائے گی، اس وقت سوائے عبادت، بندگی اور ذکر الٰہی کے دوسرا کوئی چیز کام نہیں آئے گا۔(۶)

۲۸)ہر مسلمان پر واجب ہے کہ حلال روزی کے لئے دنیاوی کاروبار مختصر کرکے

۱)۔مکتوبات غفوری:ص:۲۳۰۔
۲)۔مکتوبات غفوری:ص:۲۳۰۔۲۳۱۔
۳)۔مکتوبات غفوری:ص:۲۳۱۔
۴)۔مکتوبات غفوری:ص:۲۳۱۔
۵)۔مکتوبات غفوری:ص:۲۳۱۔
۶)۔مکتوبات غفوری:ص:۲۳۴۔

ہمیشہ عبادت، بندگی اور ذکر وفکر میں پابندی کے ساتھ مشغول رہے۔(۷)

۲۹)ذکر کی پابندی سے دنیا میں دل روشن ہوگا، مرنے کے بعد قبر روشن ہوگا، بہشت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا اور ہر کام میں خیر وبرکت ہوگا، إن شاء اللہ تعالیٰ۔(۸)

۳۰)پابندی کے ساتھ ذکر کرنے سے دل میں صفائی ہوتی ہے، حق وباطل کی تمیز ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا خوف اور آخرت کا حساب کا خیال ہوتا ہے، اس وقت دوسرے کی حق تلفی نہیں کرسکتا، کیوں کہ دوسرے کی حق تلفی سے آخرت میں نیکیاں برباد ہوجائیں گی، بندہ کا حق اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں کرے گا۔(۹)

۳۱)معاملات کو شریعت کے مطابق رکھو، غیبت سے بچو، جھوٹ سے بچو، خدا کا بہت فضل ہوگا۔(۱۰)

۳۲)تصوف اڑنے اڑانے اور کشف وکرامات کا نام نہیں، تصوف استقامت علی شریعت کا نام ہے۔(۱۱)

۳۳)ہزاروں کشف، کرامات، نبی ﷺ کی ایک سنت کی استقامت پر قربان ہے۔(۱۲)

۳۴)طریقت خدا تک پہنچانے والی رستہ ہے اور اس رستہ پر وہ چلیں گے کہ وہ خدا کے طالب ہوں، دنیا کا طالب تماش بین اس راہ خیر سے ہمیشہ محروم رہتے ہیں۔(۱۳)

۷)۔مکتوبات غفوری:ص:۲۳۴۔
۸)۔مکتوبات غفوری:ص:۲۳۴۔
۹)۔مکتوبات غفوری:ص:۲۳۵۔
۱۰)۔مکتوبات غفوری:ص:۲۴۰۔
۱۱)۔مکتوبات غفوری:ص:۲۴۲۔
۱۲)۔مکتوبات غفوری:ص:۲۴۳۔
۱۳)۔مکتوبات غفوری:ص:۲۴۳۔

۳۵)جب لوگوں کو دین حق کی ترغیب دیں تو شریعت کی پابندی اور اتباع سنت کی طرف خاص طور پر دھیان رکھیں، آج کل لوگوں کی توجہ اس طرف سے ہٹتی جا رہی ہے(۱)

ملفوظات

حضرت خواجہ مولانا عبد المالک قدس اللہ سرہ

(متوفی:۱۱رشعبان ۱۳۹۳۔۱۰ر۹ر۱۹۷۳)

خلیفہ مجاز

حضرت خواجہ پیر فضل علی قریشی قدس اللہ سرہ

۱)علم شریعت کے دو بطن ہیں: ظاہر و باطن۔ یعنی شریعت و معرفت دونوں ایک چیز ہیں۔ یعنی ظاہریت کا نام شریعت ہے اور باطن کا نام معرفت ہے۔(۲)

۲)جیسے جسدِ عنصری کے لئے روح کا ہونا لازمی وضروری ہے، ایسے ہی علم شریعت کے لئے علمِ روحانی کا ہونا لازم ہے۔ بغیر شریعت کے معرفت مصنوعی بے کار ہے اور ایسی معرفت بغیر شریعت کے بے کار ہے، تو شریعت و معرفت لازم و ملزوم ہیں اور ایسے ہی ظاہری علم شریعت کا پڑھنا ایک وجود کو قائم کرنا ہے اور حقیقت کا علم پڑھنا مثل روح کے ہے۔ یعنی علم شریعتی کا باطن ہے علم حقیقت و معرفت دونوں بھائی بند ہیں، ایک دوسرے سے ان کو جدا کرنا اور سمجھنا الحاد اور بے دینی ہے۔(۳)

۳)اے سالک! اٹھ، توبہ کر، نیکی کر، ظاہریت کو باطنیت سے منور ومزین کر، قال سے حال کی جست جو کر، علم قالی سے علم حالی طلب کر، دربارِ غفوریت میں درخواست

۱)۔مکتوبات غفوری:ص:۲۵۴۔

۲)۔مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ:ج:۱؛ص:۸۷۔

۳)۔مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ:ج:۱؛ص:۸۷۔۸۸۔

کر، عاجزی وزاری کر، اللہ والوں کا اتباع کر، ان کے نقش قدم پر چل، ان کا در مل (یعنی ان کی دہلیز کو مضبوطی سے تھام) نفس وخواہشات نفسانی کو کچلنا، حیات اخروی کو حیات دنیوی پر غالب کرنا، قرآنی ہدایت پر عمل کرنا، خدا ہی سے خوف وڈر کرنا، اعمال صالحہ دینیہ کو گناہوں پر غالب کرنا، شوق لقائے رب وشوق محبتِ محبوبِ رب کا کرنا، تیرے بس کی بات ہے۔(۴)

۴)علم حال کے دو درجے وقسم ہیں: ایک ادنی اور دوسرا اقوی وافضل۔ جیسے کوئی انسان جاہل، زہد وتقوی وپرہیزگاری وپابندی صوم وصلاۃ کی کرنے لگے اور اعمال صالحہ میں زاہد وعابد بن جائے۔ من وجہ ادنی درجہ کا اس کو بھی علمِ حال والا کہیں گے یا تھوڑے علم والا عالم ومولوی نیکوکاری میں کمر بستہ ہو کر عامل بالقرآن قدرے ہو جانے والا مبلغ اسلام کہلانے لگے اور مسائل ضروریہ دینیہ کی تعلیم لوگوں کو دینے لگے اور قدرے خشیت کا بھی مالک بن جائے تو یہ بھی علمِ حال والا ہے۔ ان دونوں درجوں والوں کو غافل عن الطریقت والحقیقت ضرور کہیں گے اور ناقص علم حال والے کہیں گے۔

افضل واعلی درجہ علمِ حال کا یہ ہے کہ عالم قرآن پورا ہو اور عامل بر شریعت پورا ہو اور کامل در زہد وتقوی ہو اور صاحبِ تزکیہ وخشیت وخاشعت ہو اور واقف لطائف ستہ ہو کر اپنے نفس امارہ پر قاہر وغالب ہو، عشق سے واقف کار ہو کر عاشق ہو اور سلوک میں سالک ہو کر جویان معرفت رب ہو اور تارک الدنیا جیفہ کا ہو اور طالب مولی ہو۔(۵)

۵)صاحب حال بننا ہے تو اول بیعت پیر کامل سے حاصل کر، یعنی اول عباد اللہ کی غلامی میں دخول نام کرا کر پھر حال کا متلاشی بن، دخول فی عباد اللہ ضروری ولازمی ہے۔(۶)

۴)۔مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ:ج:۱؛ص:۱۰۸۔

۵)۔مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ:ج:۱؛ص:۱۱۴۔۱۱۵۔

۶)۔مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ:ج:۱؛ص:۱۱۵۔

۶)شرعی لحاظ سے اہل تصوف مردانِ خدا کے لئے طلب کے بعد توبہ مرحلہ اولی ہے۔جب طلب صادق پیدا ہوتی ہے تو توبہ اس طلب کو مضبوط کرتی ہے اور طالب کو صحیح راستہ پر چلنے میں مدد دیتی ہے،توبہ صادق ہی تائب کو قربِ خداوندی دلاتی ہے اور شیطانی وافعال شیطانی سے دوری نصیب ہوتی ہے۔(۱)

۷)تصوف کے یہ معنی نہیں کہ تم اسباب وذرائع کو چھوڑ کر بے کار بیٹھ جاؤ،غیر متحرک اور جامد وسخت ہوجاؤ نہیں نہیں۔بل کہ تصوف تیز سے تیز تر اور زیادہ نقل حرکت کرنا سکھاتا ہے۔صوفی سے زیادہ اور کون سریع الحرکت ہوگا؟جس کا پہلا قدم عرش معلیٰ پر ہوتا ہے۔کیوں کہ وہ مرکب براقِ عشق پر سوار ہوکر سفر کرتا ہے اور براقِ عشق اتنا تیز رفتا ہے اور دور رس ہے کہ مصنوعی سیارے تو کجا فلاسفہ وحکما عقلا کی رفتار نظر وفکر بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔وہ کئی سو سال تفکر وتعقل کی مدد سے سیر وسفر کریں،ایک حدان کے لئے لازمی ہے اور اس حد کو سالک کا براق عشق الٰہی سے،چشم زدن میں پار کرکے اس فضائے لاہوتی میں جا پہنچتا ہے،جس کے لئے نہ کوئی حد ہے نہ انتہا،کیوں کہ یہ براق الٰہی ہے جس کی پرواز میں خود طاقت الٰہی کارفرما ہوتی ہے تو بے کار بیٹھنا،اسباب کو ترک کرنا صوفی کا کام نہیں ہے۔(۲)

۸)اگر کسی کو پیر کامل نہ مل سکے یا وہ پیر کی روحانی قربت حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو تو نفس کی مکاریوں اور شیطان کی چال بازیوں سے بچ جانا بہت مشکل کام ہے۔(۳)

۹)اگر تم اپنی زندگی میں جسمانی اور مادی پستی سے بچ کر روحانی عرفی ارتقا بلندی، حاصل کرنا چاہتے ہو تو پیر ومرد کامل کی تلاش کرو،ضرور کرو،تو پیر ومرشد کامل کے مل جانے

۱)۔مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ:ج:۱،ص:۱۷۱۔

۲)۔مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ:ج:۱،ص:۲۲۸۔

۳)۔مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ:ج:۱،ص:۲۳۸۔

پر تو اس ربط ورشتہ روحانی عرفانی حاصل کرنے کی طرف پوری سرتوڑ کوشش کرنے کے لئے متوجہ ہوجاؤ،ضرور ہوجاؤ۔جب تم صدق دل سے اور طلب مولا کے لئے کسی مرد کامل کی پناہ ربطی میں آجاؤ گے تو خود ہی محسوس کرسکو گے کہ تمہاری روحانیت کا امن وسکون اور اطمینان تمہیں کتنا حاصل ہوا اور ہو رہا ہے؟اگر ایسا احساس مبارک حاصل ہو تو یقین کرلو کہ تم نے راستہ ورابطہ غلط نہیں کیا،بل کہ تم ٹھیک ودرست راستے پر آگئے ہو اور ان شاء اللہ اپنی منزل مقصودی پر پہنچ جاؤ گے اگر تمہاری روحانیت کو امن وسکون اور اطمینان حاصل نہ ہو تو سمجھ لو کہ ابھی راستہ صحیح یا رہبر تمہارے ہاتھ نہیں آیا۔اٹھو!اور اپنا راستہ تلاش کرو اور کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں ہلاؤ۔(۴)

۱۰)جس کو دیکھو کہ:کلاہ وجبہ وقبہ وٹوپی وسوٹی اور سجادگی وخانقاہ نشینی وشجرہ وگیسو دراز کے ساتھ پدرم اولیا بود(میرے آباواجداد ولی تھے)کا نعرہ لگا رہا،لیکن حکمتِ عملی حقائق کی،بزرگان کی کرامتیں اور دلوں کو فیضان اور انوار سے منور کرنے والی نشانیاں مفقود وگم ،بل کہ کوسوں دور ہیں،تو ایسوں تیسوں سے گریز کرنا اولیٰ وبہتر ہے،اور جو لوگ ایسے کاذب ،جھوٹے دعوے دار ہیں یا بطریق عموم دیکھا گیا ہے کہ بھنگی،فرنگی، افیمی وچرسی ،عریانی وطغیانی ،گلے میں نام کی لنگی،شکلوں صورتوں فرنگی کے جال دجالی میں۔۔۔ایسے بھولے بھالے،عقل کے مارے،شریعت کے دیوالے،شیطان کے بھائی چارے۔۔۔پھنس کر ان کو اپنا رہبر،مشکل کشا وپیر ومرشد بنالیتے ہیں اور ان کو خدا بنالیتے ہیں اور ان کو سجدہ کرتے کراتے"علی مشکل کشا"اور"یاعلی"کے نعرے لگاتے ہیں،شقی الناس اپنے پھرتے نظر آتے ہیں،یہ ہیں آدم نما ابلیس۔(۵)

۱۱)اتباع قرآن میں برکت واتباع رسول ﷺ میں برکت،اتباع صحابہؓ میں

۴)۔مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ:ج:۱،ص:۲۳۸۔

۵)۔مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ:ج:۱،ص:۲۵۵۔۲۵۶۔

برکت، اتباع ائمہ اربعہ میں برکت، اتباع اولیاءاللہ میں برکت۔(۱)

۱۲)مرید کا کام ہے کہ: جو کچھ پیر نے تعلیم وہدایت فرمائی ہے اسے اچھی طرح سمجھ کر عمل میں لاوے، مجاہدہ ومشقت ومحنت سچی نیت کے ساتھ خوب کرے اور مطابق فرمان وہدایت پیر کے عمل کرے، اپنی رائے کو پیر کے فرمودہ میں دخل نہ دے اور حتی الوسع پیر کی صحبت میں رہ کر ''واصبر نفسک'' پر عمل کرے اور اس کے ارشادات عالیہ سے روحانی غذا حاصل کرتا رہے۔ اگر یہ دونوں کام صحیح طور پر سرانجام دیئے گئے تو اللہ تعالی کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے قرب رحمت کی طرف ہدایت فرمائے گا اور جذب خاص سے اپنی بارگاہ میں کھینچ لے گا۔ وہ رحیم، کریم ہے۔(۲)

۱۳)اگر تمہیں ذکر، اذکار، عبادت وریاضت اور نیک کاموں کی طرف رغبت نہیں، ان کاموں میں تم کو کوئی لطف وذوق وشوق اور مزا نہیں آتا تو تمہاری روح بیمار لاچار ہے، تو تم فوراً اس کے علاج کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور کسی روحانی طبیب حق، کامل، ماہر اور دانا عامل بالشرع کے دست بیعت میں اس طرح خود کو سپرد کرو جس طرح شیر خوار بچہ اپنی ماں کی گود میں ہوتا ہے، اگر تم نے اتنا کیا تو تم اس کے نتائج خود ہی آنکھوں سے دیکھو گے، ہمارے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔(۳)

۱۴)کبھی کبھی پیر حق مرید کو ایسی تعلیم وہدایت کا ارشاد فرماتا ہے کہ مرید کی سمجھ میں نہیں آتی اور وہ حکم اپنے خلاف سمجھتا ہے، خلاف پاتا ہے تو براہِ مہربانی حکم ارشاد پیر حق میں رائے کو دخل نہ دے، بل کہ مطابق وموافق رائے پیر کے چلے اور سیدنا خضر علیہ السلام

۱)۔مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج:۱،ص:۲۵۷۔

۲)۔مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج:۱،ص:۲۶۲۔

۳)۔مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج:۱،ص:۲۶۲۔

وسیدنا موسی علیہ السلام کے قصے کو خوب پڑھ پڑھ کر دہرائے اور مطلب کو سمجھے۔(۴)

۱۵)چند روز مراقبہ کی مشق سے جو مقصد حاصل ہوتا ہے وہ سالہا سال کی عبادت سے ممکن نہیں ہے، مگر با جازت وبا طریقہ پیر مراقبہ کر۔(۵)

۱۶)اپنے اوپر نظر کرنا چھوڑ دیں، اپنے کو نیست ونابود سمجھیں، تکبر کو دماغ سے نکال دیں، خدا تعالی کے احکاموں میں منازعت جھگڑا نہ کریں، کیوں کہ خدا تعالی اور بندے کے درمیان یہی خودی حائل ہے، اگر یہ بلا، مصیبت نکل جائے تو بس وہ واصل ہو گیا اور جب تک یہ بلا باقی ہے اس وقت تک واصل نہیں ہو سکتا۔(۶)

۱۷)زاہد دنیا کی اس چیز کو طلاق دے دیتا ہے جو محبوب کی یاد وادا سے غافل رکھے اور اس چیز کو محبوب واچھا جانتا ہے جو محبوب تک پہنچا دے یا پہنچنے کا ذریعہ بنے۔(۷)

۱۸)نفس کی معرفت سے اللہ تعالی کی معرفت اسی طرح ہوتی ہے کہ اگر تم اپنے آپ کو مخلوق کی حیثیت سے پہچان لو تو اللہ تعالی کو خالقیت کی حیثیت سے پہچان سکتے ہو، جب تم اپنے کو یہ سمجھو کہ: ہم مخلوق ہیں تو تمہاری عقل میں یہ بات ضرور آئے گی کہ ہمارا، تمہارا کوئی خالق بھی ہے۔ جب تم اپنے آپ کو مرزوق ہونے کی حیثیت سے پہچان لو گے تو یہ سمجھ لینا بھی قرین عقل ہے کہ ہمارا کوئی رازق بھی ہے، جو ہمیں تمہیں رزق پہنچا سکتا ہے۔ جب تم یہ سمجھو کہ میں نے بندگی میں کوتاہی کی اور گناہ کیا، جس کے لئے اب پشیمان ہوں تو ضروری ہے کہ تم اللہ تعالی کو اس کی توّابیت اور غفّاریت سے پہچان لو گے اسی طرح اگر تم اپنی صفات بندگی وعبدیت کا صحیح طور پر اندازہ کرو گے تو اللہ تعالی کی معبودیت اور صفت

۴)۔مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج:۱،ص:۲۶۳۔

۵)۔مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج:۱،ص:۲۸۰۔

۶)۔مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج:۱،ص:۳۰۳۔

۷)۔مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج:۱،ص:۳۲۹۔

غفاریت کو صحیح طور پر پہچان لوگے۔(۱)

۱۹)علم تصوف میں بھی بدوں اتباع طریقۂ بزرگان چارہ نہیں، گو ادنی درجہ کا تزکیہ ۔۔۔جو بموجب نجات ہے۔۔۔بدوں اتباع مشائخ طریق بھی میسر ہوسکتا ہے، مگر وہ امر کہ مطلوب ہے اور کمال کہلاتا ہے اور اس کا حصول بدوں صحبت کاملین کے ممکن نہیں ہے(۲)

۲۰)(شیخ سے)مناسبت بیعت کی شرط ہے۔لہٰذا پہلے مناسبت پیدا کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے ،اس کی سخت ضرورت ہے۔جب تک یہ نہ ہو، مجاہدات، ریاضت، مراقبات ومکاشفات سب کے سب بے کار ہیں، کوئی فائدہ ونفع نہ ہوگا۔جب مناسبت یعنی انس طبعی یا عقلی پیدا ہوجائے تو بیعت کرنے میں دیر نہ کرے، یہ بیعت زیادہ نفع رساں ہوگی۔(۳)

۲۱)بیعت کی اصل ضرورت یہی رفاقت یا پیر کی صحبت وتعلق ہے، تاکہ راستہ کے خطرات یا اس کی ٹھوکروں سے حفاظت ہو، علم چاہے ہو یا نہ ہو۔بل کہ علم بھی بلاصحبت بے کار ہے۔صاحب صحبت بلاعلم کی اصلاح، صاحب علم بلاصحبت سے زیادہ ہوتی ہے۔(۴)

۲۲)اخلاق کریمہ حاصل کرنے کے لئے بہتر یہ ہے کہ: اخلاقی اقدار کے حاملوں اور کردار حسنہ کے معلموں کی صحبت ومجالست اختیار کریں اور اخلاقی کتب کا مطالعہ کرتے رہیں اور اگر خود حساس وباشعور ہیں تو اپنے دل پر دوسروں کے اخلاق کا اثر محسوس کریں اور دیکھیں کہ جب کوئی شخص آپ کے ساتھ کسی خاص طریقہ سے پیش آتا ہے تو آپ نے اس کا کیا اثر لیا؟ اگر آپ اس بات سے خوش ہوئے اور آپ کے دل میں قبولیت وپسندیدگی

۱)۔مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ:ج:۱،ص:۳۳۸۔

۲)۔مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ:ج:۲،ص:۵۶۔۵۷۔

۳)۔مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ:ج:۲،ص:۶۱۔

۴)۔مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ:ج:۲،ص:۶۲۔

کا اثر غالب آیا تو جانیں یقین کریں کہ یہی خلق حسن ہے تو آپ دوسروں کے سامنے اس سے بھی بہتر پیش کرنے کی کوشش کریں اور اگر آپ اس کی کسی بات سے کبیدہ خاطر، رنجیدہ دل ہوئے اور ناگواری کا اثر محسوس کیا تو سمجھ لیں کہ وہ بداخلاقی ہے، تو سمجھ لیں، عقل وفکر کریں کہ آپ اس کی طرح دوسروں کے ساتھ پیش نہ آئیں۔یونہی رفتہ رفتہ سوچتے اور احساس کرتے کرتے اور تعمق توجہ کرتے رہنے سے آپ تھوڑی مدت میں کریم النفس، خوش اخلاق، خوب سیرت، راحت رساں اور معاشرے کے لئے مفید انسان بن جائیں گے۔تکمیل اخلاق تکمیل ایمان ہے۔(۵)

۲۳)انسان کے دو رخ ہیں: ایک ظاہر اور ایک باطن۔ظاہر کی مناسبت تمہارا ایک کام ہے اور باطن کی مناسبت دوسرا کام۔

رخ ظاہر کا نام عمل ہے اور رخ باطن کا نام نیت ہے۔یہ نیت جب ارادہ پر غالب آکر ظاہر ہوتی ہے تو صورت عمل پیدا کرتی ہے۔اگر تمہاری نیت بری ہے تو تمہارا ظاہر عمل کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو، نیت کی مناسبت سے وہ عمل بھی برا ہوجاتا ہے اور اگر تمہاری نیت اچھی وصحیح ہے تو ظاہری عمل کچھ ناقص اور نامکمل بھی ہو تو فی الحقیقت وہ برا نہ ہوگا۔بل کہ وہ تمہارے مرتبہ کمال تک پہنچنے کے لئے ایک سیڑھی بن جائے گا اور چوں کہ آپ سیڑھی کے ذریعہ ناقص عمل سے کامل عمل تک پہنچتے ہیں، اس لئے اچھا ہے۔(۶)

۲۴)عارف لوگ فرماتے ہیں کہ: جب سالک صادق مرید ومطیع پیر صادق کامل، صاحب حال، معرفت خداوندی میں گامزن ہوتا ہے تو عرفانی رحمانی رحمت بے پایاں کے انوارات وتجلیات وفیوضات مثل قمر بدر منیر روشن ہوکر دل سالک پر مترشح ہوتے ہوئے دل مستغنیٔ سالک پر مثل رم جھم کے بونداباندی ابر بہاری کے برسنے لگتے ہیں تو سالک

۵)۔مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ:ج:۲،ص:۸۵۔۸۶۔

۶)۔مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ:ج:۲،ص:۹۲۔۹۳۔

صبر وقناعت سے ان کو اپنے وجود قلبی میں جذب وہضم کرے اس کو بھی ایک گونہ قناعت کہتے ہیں۔ اور یہ حالت بسط ہے جو مخفی نہیں اور اگر خدانخواستہ منازل سلوک پورے اتباع وشوق واصول حقیقت وشریعت کے طے کرتے ہوئے معاملہ الٹا نظر آئے ، یعنی بالظاہر محنت ومجاہدات کے ثمرات نظر نہ آئیں ۔۔۔ ثمرہ ملنا تو یقینی ہے۔۔۔ تو سالک صبر وقناعت کرے، یہ قبض ہے۔(۱)

۲۵) غصہ دو قسم پر ہوتا ہے: غصہ محمود، وغیر محمود۔ جہاں اور جب شریعت استعمال غصہ کی اجازت دے اسی وقت اور سی مقام پر غصہ کو استعمال کر محمود ہے جیسے : جہاد اسلامی یا والدین کی نصیحت وسرزنش وغصہ شارع ، استاد کا بوقت تعلیم یا پیر ومرشد کا تفہیم کے لئے یا حاکم کا مطابق شریعت کے یہ غصہ محمود ہے، اس سے کام نکلتا ہے۔ اور جہاں شریعت حکم نہ کرے، وہاں غصہ کرنا غیر محمود ہے، برا ہے۔(۲)

۲۶) حسد قلبی مرض ہے۔ اس میں دین ودنیا کا نقصان ہے۔ دین کا نقصان یہ ہے کہ: اس کے کئے ہوئے اعمال صالحہ ساقط ہوجاتے ہیں اور نیکیاں چلی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے غصہ کا نشانہ بنا ہوا ہے اور ہوتا ہے۔ اور دنیا کا نقصان یہ کہ: حاسد ہمیشہ رنج والم وغم میں مبتلا وفکر میں گھلتا رہتا ہے کہ کسی طرح فلاں شخص کو ذلت وافلاس نصیب ہو۔ اس طرح عذاب آخرت بھی سر پر رکھا اور بنا بھی کچھ نہیں اور اپنی قناعت وآرام کی زندگی کو رخصت کر کے ہر وقت کی خلش اور دنیوی کوفت خریدی ، جو سراسر بے وقوفی وجہالت واحمقیت ہے۔ خدا کی پناہ۔(۳)

۲۷) بخل درحقیقت مال کی محبت ہے اور مال کی محبت دنیا مردار کی طرف متوجہ کرتی

۱)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج:۲ ص:۱۲۹۔ ۱۳۰۔

۲)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج:۲ ص:۱۴۲۔

۳)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج:۲ ص:۱۴۸۔

ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا علاقہ ضعیف وکمزور ہوجاتا ہے اور جس کی محبت اللہ تعالیٰ سے کم ہوئی نتیجہ بہت برا بر آمد ہوگا۔(۴)

۲۸) جب اعمال شریعت پر زیادہ سے زیادہ خالصا لوجہ اللہ ومخلصا للذات اللہ ہونے کا یقین ہوجائے اور ظاہری وباطنی ، دینی ودنیاوی ، جسمانی وروحانی ، امورات انفرادی واجتماعی فوائد کا حامل ہو اور نیت خالص اور علم یقین کے ساتھ بصارت باطنی پر توحید شہودی کا راز کھل جائے اور فرائض وواجبات وسنن ومستحبات کی پوری پوری تعمیل میں انوار قبولیت نظر آنے لگیں اور ظاہری وباطنی اعمال سے تکلف مرتفع ہوجائے اور احکامات مذکورہ طبیعت وفطرت بن جائیں اور بغیر ذات الٰہیہ کے دم نہ بھرے، اس وقت صوفی کامل ہوجاتا ہے، ورنہ صوفی لاشریعت، زندیق اور ملائے لاطریقت غفلت سے نہیں بچ سکتے۔ خدا تعالیٰ بچائے۔(۵)

۲۹) جس شخص کو بھی دیکھو کہ یہ کمال کی قابلیت رکھتا ہے، اس کا ہاتھ پکڑ کر اسی راستے کی رہنمائی اور اس کی رکاوٹوں میں دست گیری کرو، لوگوں کو نیکی اور تقوی کی طرف دعوت حق دو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تبلیغ بجالاؤ جو کہ مؤمن ومسلم کا فرض منصبی اور مقصد تخلیق ہے، یہ ذمہ داری بھی تمہاری وسعت کے اعتبار سے ہے۔(۶)

۳۰) اسلام جب انسان کو خدا کی بندگی کی طرف بلاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ: خدا کے سوا ہر چیز سے خارج ہوجائے۔ جب تک خارجی، عارضی لہو ولعبی اشیاء دل سے دور و یک طرف نہ ہوں گی اس وقت تک حضوری ومنظوری اور مقبولی کی کیفیت حاصل ومیسر نہیں ہوسکتی۔(۷)

۴)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج:۲ ص:۱۵۹۔

۵)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج:۲ ص:۱۷۵۔

۶)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج:۲ ص:۲۳۱۔

۷)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج:۲ ص:۲۳۵۔

ملفوظات

حضرت خواجہ مولانا عبداللہ بہلوی قدس اللہ سرہ

(متوفی:۲۲/۱/۱۳۹۸۔بمطابق:۲/۱/۱۹۷۸)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ پیر فضل علی قریشی ودیگر قدس اللہ أسرارہم

۱)مشائخ کی بیعت کا اصل مقصد صحبتِ شیخ ہے،جس قدر مرشد کامل سے محبت کا رابطہ اور تعلق بڑھتا جائے گا مرید دور رہ کر بھی شیخ کے فیض سے فیض یاب ہوتا رہے گا اور بے محبت آدمی مرشد کے حکم شرعی کی تعمیل نہ کرنے والا گو قریب ہے،بے نصیب ہے۔(۱)

۲)میری یہ نصیحت یاد رکھنا:اگر دین اور دنیا کا مقابلہ آجائے تو دین کو غالب رکھنا(۲)

۳)صوفیا اور علما کو چاہئے کہ دنیا دار لوگوں کی صحبت سے احتراز کریں،ان لوگوں کی باتیں جنید بغدادیؒ اور بایزید بسطامیؒ جیسی ہوتی ہیں،مگر ان کی صحبت علما اور صوفیا کے لئے زہر قاتل ہے۔حکیم الامتؒ ہر شیعہ،مرزائی اور بے نمازی کی صحبت سے منع کرتے تھے(۳)

۴)حضور کریم ﷺ کے نقش قدم پر تیرے معاملات ،عبادات،معاشرت ، آداب معیشت ،آداب منزل آجائیں تو میں لکھ دیتا ہوں کہ تم اولیا اللہ ہو،اولیا تھوڑے نہ،بل کہ کامل اولیا ہو۔اگر اتباع اس درجہ کا نصیب ہوجائے کہ مسلمان حضور کریم ﷺ کے ارادوں میں فنا ہوگیا تو فنا فی الرسول ﷺ ہوگا ،اگر اللہ تعالی کے ارادوں میں فنا

---

۱)۔ملفوظات بہلوی:ص:۲۔

۲)۔ملفوظات بہلوی:ص:۲۔

۳)۔ملفوظات بہلوی:ص:۴۔۵۔

ہوا تو فنا فی اللہ کہلائے گا،اگر مرید ارادۂ شیخ میں فنا ہوا تو فنا فی الشیخ کہلائے گا۔(۴)

۵)محبت الٰہی کے لئے اہل محبت کی صحبت کی ضرورت ہوتی ہے،ہر چیز اپنی اپنی دکان سے ملتی ہے۔(۵)

۶)اصلاح نفس نام ہے شریعت طبیعت پر غالب آجائے،اصلاح نفس کا یہ مقصد نہیں کہ طبیعت کے ارادے وتقاضے معدوم یا مفقود ہوجائیں ،نہ نہ ،بل کہ مغلوب ہوجائیں۔مثلاً عورت آجائے تو دل کہتا ہے کہ دیکھ لیا جائے،ادھر شریعت کہتی ہے نہ دیکھ،اگر دیکھ لیا تو طبیعت غالب ہے،نہ دیکھا تو شریعت غالب ہے،پرایا مال پڑا ہے دل کہتا ہے کھالیا جائے ،شریعت کہتی ہے مت کہا،اگر کھالیا ،طبیعت غالب ہے،نہ کھایا شریعت غالب ہے۔(۶)

۷)رزق رزّاق سے مانگ،رزق کے بدلے توحید کو نہ چھوڑ۔(۷)

۸)دنیا،اللہ تعالی دوست کو بھی دیتے ہیں،دشمن کو بھی دیتے ہیں،لیکن دین اللہ تعالی اپنے دوستوں کو دیتے ہیں،دشمنوں کو نہیں دیتے۔(۸)

۹)وعدہ کو پورا کرو،وعدہ شکنی فاسقین کی علامت ہے۔(۹)

۱۰)تصوف کی ہر چیز محتاج مرشد ہے۔(۱۰)

---

۴)۔ملفوظات بہلوی:ص:۵۔

۵)۔ملفوظات بہلوی:ص:۶۔

۶)۔ملفوظات بہلوی:ص:۶۔

۷)۔ملفوظات بہلوی:ص:۱۰۔

۸)۔ملفوظات بہلوی:ص:۱۰۔

۹)۔ملفوظات بہلوی:ص:۱۱۔

۱۰)۔ملفوظات بہلوی:ص:۱۲۔

١١) تعمیلِ فرمانِ مرشد پر تصوف آسان ہے۔(١)

١٢) متقی کی علامت ہے تنگی اور وسعت میں راہِ حق کی خاطر خرچ کرتے ہیں۔(٢)

١٣) تصوف تعمیر الظاہر والباطن کا نام ہے، ظاہر کو آباد کرے احکام شریعت سے، اور باطن کو آباد کرے اخلاق حمیدہ سے، یا بلفظِ دیگر تصوف صفائی قلب ہے، یاد رکھئے: ظاہر سیاسیات، عبادات، معاملات، آداب معاشرت، آداب معیشت اگر شریعت سے آباد نہیں تو باطن رب تعالی کی یاد سے منقطع ہے۔(٣)

١٤) تصوف کا کمال بدون اتباع سرور کائنات ﷺ محال ہے، کیوں کہ کمالات محبوب کی اطاعت سے حاصل ہوتے ہیں، خوارق عادات وکرامات کا بکثرت ہونا کسی ولی کی فضیلت پر دلیل نہیں، مدار ولایت عمل سنت ہے، ورنہ تو کافر، بے دین، بھنگی، نشئی، مجاہدہ کر کے سکر، صحو کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں جو کہ مقبول عند اللہ نہیں، ان کے خوارق عادات کو استدراج کہتے ہیں، جو کہ کفار، جوگیوں سے اکثر صدور ہوتا رہتا ہے۔(٤)

١٥) سنت کی خود بھی متابعت کریں، اور اس کی اِشاعت و ترویج و تبلیغ بھی کریں اور خلقت کی ملامت کی کوئی پرواہ نہ کریں، جو شخص اس دور میں جہاں عمل سنت ہاتھ میں انگارے رکھنے سے بھی سخت ہے، سنت اپنائے گا، اس کے لئے سو شہیدوں کے ثواب کا وعدہ ہے۔(٥)

١٦) علم ابر رحمت ہے، جہاں برس گیا، رحمت کا دور دورہ ہو گیا۔(٦)

١)۔ملفوظات بہلوی: ص:١٢۔
٢)۔ملفوظات بہلوی: ص:١٢۔
٣)۔ملفوظات بہلوی: ص:١٥۔
٤)۔ملفوظات بہلوی: ص:١٧۔
٥)۔ملفوظات بہلوی: ص:١٩۔
٦)۔ملفوظات بہلوی: ص:٢١۔

١٧) انسان کا کمال، نماز، روزہ، ذکر کے کمال سے نہیں، انسان کا کمال بیوی کے برتاؤ، ہمسایہ، دوست، استاد، مرشد، والدین، اولاد کے برتاؤ سے ہے۔ ادھر پانچ ہزار ذکر بھی کر لیا ادھر کسی کی غیبت، گلہ بھی کر لیا، جب اس کا مخلوق کے ساتھ تعلق صحیح نہیں تو یہ نماز، روزہ، ذکر اذکار بے کار ہیں۔(٧)

١٨) جو بے کینہ سے کینہ رکھے وہ خود ختم ہو جایا کرتا ہے۔(٨)

١٩) اہل اللہ کو تنگ نہ کرنا، وگرنہ انسان اس دنیا میں بھی اس کی سزا بھگت لیتا ہے، کیوں کہ یہ قاعدہ ہے: اللہ اپنے خاص مقربین کی توہین و تذلیل کا فوراً انتقام لے لیا کرتے ہیں۔(٩)

٢٠) اگر ہمارا تعلق ہمارے پاور ہاؤس: حضور کریم ﷺ کے ساتھ لگا رہا تو دل بھی نورِ ایمان سے منور رہیں گے، اگر تعلق منقطع ہو گیا تو پھر ہمارے قلوب اور قبور دونوں تاریکی میں ڈوب جائیں گے۔(١٠)

٢١) اصول طریقت رابطہ شیخ، اتباع سنت اور دوام ذکر ہے، رابطہ شیخ اصل جز ہے، جب شیخ سے رابطہ قوی ہوگا اتباع سنت اور دوام ذکر بھی نصیب ہو جائے گا۔(١١)

٢٢) اللہ والے دنیا کو دل نہیں دیتے، اللہ والے اللہ کو دل دیتے ہیں، یا، اللہ کے رسول ﷺ کو، یا، اللہ کے رسول ﷺ کے تابع داروں کو دل دیتے ہیں۔ مگر ہمارا حال تو یہ ہے کہ: کالی چمڑے والی (عورت) ذرا سی مسکرا دے، ہمارا سارا ایمان وہی لے

٧)۔ملفوظات بہلوی: ص:٢١۔
٨)۔ملفوظات بہلوی: ص:٢١۔
٩)۔ملفوظات بہلوی: ص:٢١۔
١٠)۔ملفوظات بہلوی: ص:٢٥۔
١١)۔ملفوظات بہلوی: ص:٢٦۔

کر چلی جاتی ہے۔ گویا ہمارا ایمان کالی چمڑے والی عورت کے قبضہ میں ہے۔(۱)

۲۳) اکثر لوگ پوچھتے ہیں کہ: حضرت! ذکر تو کر رہے ہیں، مگر فائدہ معلوم نہیں ہوتا۔ میں جواباً کہتا ہوں: کیا یہ کم بات ہے: اللہ تعالی اپنا نام مبارک لینے کی توفیق دے رہے ہیں، یہ بھی شکر کر، اللہ تعالی نے بندگی میں تو لگا دیا ہے ورنہ یہ فرما دیتے کہ نکل، ہم تمہیں اپنے دربار میں آنے کی توفیق ہی نہیں دیتے۔(۲)

۲۴) سالک انوار کے شوق مند ہوتے ہیں، حالاں کہ بعض اوقات انوارات میں شیطانی دخل ہوتا ہے، سالک سمجھتا ہے کہ: یہ انوارات محمدی ہیں، حالاں کہ اس کی پہچان حکیم حاذق، مرشد کامل متبع سنت کے سوا کوئی نہیں جانتا، انوارات شیطانی میں تلذذ نفس زیادہ ہوتا ہے، بدعت: ناری روشنی ہوتی ہے اور ہر گناہ و بے فرمانی میں نار ہوتی ہے۔ مرشد بدعتی، ناقص، اس کی تمیز نہیں کر سکتا، نار کی لطافت کا آخری درجہ اور نور صحیح مشکاۃ نبوت کا پہلا درجہ مساوی مساوی ہوتا ہے لیکن اس کی تمیز بھی اللہ والوں کے پاس ہوتی ہے، جا! اللہ والوں کے پاس، اور اپنا موتی دکھلا کہ یہ موتی ہے یا دانہ ہے۔(۳)

۲۵) اکثر عوام کو شبہ ہے اور انہوں نے بیعت کا حاصل کشف و کرامات سمجھ رکھا ہے، حالاں کہ کشف و کرامات کی شرط شیخ میں ہونا ضروری نہیں، مرید کیوں ہوس کرے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں: مرشد لوگ بخشش کے ذمہ وار ہوتے ہیں، حالاں کہ حضور ﷺ نے اپنی لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا کو فرمایا:

یَا فَاطِمَةُ أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ (۴)

۱)۔ ملفوظات بہلوی: ص:۲۶۔

۲)۔ ملفوظات بہلوی: ص:۲۹۔

۳)۔ ملفوظات بہلوی: ص:۳۲۔

۴)۔ (الصحیح لمسلم: کتاب الإیمان: باب فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ)

اے فاطمہ! اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچانا۔(۵)

۲۶) جب مرشدؒ نے مجھے خلافت بخشی تو فرمایا: تو قلندری بننا۔ مجھے تعجب ہوا کہ: قلندری تو بے دین، بھنگی، نشئی لوگوں کو کہتے ہیں۔ تشفی کے لئے میں نے عرض کیا: حضرت! قلندری تو بے دین لوگوں کو کہتے ہیں۔ فرمایا: نہ نہ۔ جو تجھے گالیاں دے، دعا کرنا، جو تجھے تکلیف دے اِحسان سے پیش آنا۔(۶)

۲۷) قرض نہ مانگنا، روکھی، سوکھی کھانی پڑے، رات کو بھوکا سونا پڑے مگر قرض نہ مانگنا، آوارہ خرچ کرنے والے، آوارہ کپڑے لینے والے، آوارہ قرض لے کر زمین لینے والے سب شیطان کے بھائی ہیں۔(۷)

۲۸) تم کہتے ہو: میں ایک رکعت جماعت سے چوک گیا، میں کہتا ہوں: بسبب معصیت چکوائی گئی۔ تم کہتے ہو: ذکر نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں: ذکر کرنے نہیں دیتے۔(۸)

۲۹) اہل اللہ کی خدمت میں انقیاد چاہئے نہ کہ تنقید چاہئے۔ عالم کل نا!!!! اکثر اہل اللہ کے فیض سے محروم رہتے ہیں، طالب علمی میں مولوی نے ہدایہ پڑھی، استاد کے سامنے یہ کیوں اور وہ کیوں شرح پڑھی، تو یہی حال یہ کیوں اور وہ کیوں ۔۔۔ جب کسی کامل کی خدمت میں جاتے ہیں وہی طبیعت ثانیہ رکھ کر۔۔ یہ کیوں اور وہ کیوں۔۔ انہی اعتراضات میں پھنس کر بے سود واپس چلے جاتے ہیں۔ طالب علم اور مولوی میں تسلیم کا مادہ نہیں اور تصوف میں تسلیم ہے۔(۹)

۵)۔ ملفوظات بہلوی: ص:۳۲۔۳۳۔

۶)۔ ملفوظات بہلوی: ص:۳۹۔

۷)۔ ملفوظات بہلوی: ص:۴۸۔

۸)۔ ملفوظات بہلوی: ص:۵۵۔

۹)۔ ملفوظات بہلوی: ص:۵۶۔

۴۰) خدا کرے مرشد بھی مہربان ہوجائے، اگر مرشد مہربانی نہ کرے، مرید بے چارہ کیا کرسکتا ہے۔(۱)

۴۱) شیخ کی خدمت میں خادم بن کر رہیں، مخدوم بن کر نہ رہیں، مرشد کے گھریلو کام کاج کرتے وقت مرید کو بہت فائدہ ہوتا ہے، مرشد کی توجہ انہی مریدوں کے پاس لگی رہتی ہے جو مرشد کی خدمت میں لگے رہتے ہیں۔(۲)

۴۲) پانچ گز ڈاڑھی، تین گز تسبیح رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں، جب تک تو صحیح اسلامیت حاصل نہیں کرتا، خلقت تیرے وجود سے ذلیل ہورہی ہے، بیوی، بچے، اپنا، پرایا تیری زبان سے تنگ ہیں، پھر ڈاڑھی رکھانے تسبیح چلانے کا فائدہ کیا؟۔۔۔(۳)

۴۳) ذکر کر نعمت ہے، رحمت ہے، اگر توفیق ہوجائے تو رب کا احسان ہے۔اس لئے فارغ وقت کو ذکر اللہ سے فارغ نہ کرے، سیر کرتے، سائیکل چلاتے، ہل چلاتے، گاڑی پر سفر کرتے وقت یا اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اللہ، اللہ، اللہ کرتا رہ۔(۴)

۴۴) غفلت نے ہمارے دل کو سیاہ کردیا کہ: ہزاروں کے جنازے دیکھے، ہزاروں عورتوں کو بیوہ ہوتے دیکھا، بچوں کو یتیم ہوتا دیکھا، لیکن طبیعت پر زرہ بھی اثر نہ آیا۔ جوانی کا چلا جانا، بچوں کا یتیم ہونا، عورتوں کا بیوہ ہوجانا اور پھر کئی من مٹی کے بوجھ تلے دفن ہوجانے سے بھی ہم نے عبرت نہ پکڑی تو کس چیز سے عبرت پکڑیں گے؟ مومن واسطے موت بڑی نصیحت ہے۔(۵)

۱)۔ملفوظات بہلوی: ص:۵۶۔
۲)۔ملفوظات بہلوی: ص:۵۷۔
۳)۔ملفوظات بہلوی: ص:۵۸۔
۴)۔ملفوظات بہلوی: ص:۵۹۔
۵)۔ملفوظات بہلوی: ص:۶۷۔

۴۵) وقت کی قدر کر، اگر تو نے وقت کی قدر نہ کی، گناہ اور غفلت میں زندگی گزار دی تو اس کا پتہ اگلے بازار میں لگے گا۔(۶)

۴۶) یاد رکھئے! کرامات کا صدور ہونا، ولی کی ولایت کی دلیل نہیں بخلاف معجزہ کے، اس کا صدور نبی کی نبوت کے لئے دلیل ہوتا ہے، مگر جب نبی کا معجزہ نبی کے اختیار میں نہیں ہوتا، پھر ولی کی کرامت کیسے ولی کے اختیار میں ہوگی۔ البتہ کرامات، اہل اللہ کے فیض کے جاری ہونے میں مؤید ہیں۔ پہلے مرشد کو اچھی طرح دیکھو کہ: اس میں کوئی شرعی عمل کا فقدان تو نہیں۔ پھر جب اسے اتباع سنت پر پورا اترتا دیکھے تو بیعت ہوجائے، اگر بعد میں کوئی مستحبات، سنن میں غلطی دیکھے، درگذر سے کام لے، اگر اس نے ترک سنت کو عام مشغلہ بنالیا ہوا اور تنبیہ و متوجہ کرانے کے بھی نہ رکے تو دوسری جگہ رجوع کرے۔(۷)

۴۷) مزارات سے غیر تکمیل یافتہ کو فیض حاصل نہیں ہوسکتا۔(۸)

۴۸) مراقبہ کیا کرو، مراقبہ نام ہے رحمتِ یار کی انتظار کا۔ جس طرح ایک گداگر سخی کے دروازے پر گدا کرتا ہے پھر سوچتا رہتا ہے کہ آنا دے گا دوَنّی دے گا، نہ نہ۔ بڑا سخی ہے چوَنّی دے گا، پھر اگر سخی کو بھی پتہ چل جائے کہ میرے دروازے پر فقیر آیا ہوا ہے وہ بھی گھر میں نہیں بیٹھتا۔(۹)

۴۹) اصل چیز ہے تعلق باللہ سے پیوستگی اور وابستگی، پھر مومن کو کوئی طاقت مرعوب یا مغلوب کرنہیں سکتی۔(۱۰)

۶)۔ملفوظات بہلوی: ص:۶۷۔
۷)۔ملفوظات بہلوی: ص:۷۶۔
۸)۔ملفوظات بہلوی: ص:۷۶۔
۹)۔ملفوظات بہلوی: ص:۷۹۔
۱۰)۔ملفوظات بہلوی: ص:۸۰۔

۴۰)عالمو!علم پر ناز نہ کرو، پیرو پیری پر ناز نہ کرو،شاہی دربار میں ناز کی جگہ نہیں ہوگی۔نیاز کی جگہ ہوگی۔(۱)

۴۱)نوافل اور تہجد، ذکر اذکار گھر میں کیا کروتا کہ تیرے گھر والے افراد پر تیری نیکی کا اثر چڑھے، تیری بیوی جب تجھے اکیلے اللہ کے سامنے روتا دیکھے گی۔۔۔ان شاء اللہ اس پر بھی اثر پڑے گا۔(۲)

۴۲)رزق حلال کی جتنی قدر ہو سکے ہمت کریں۔رزقِ حلال کے برکات سے تیرے دل میں اثر پڑے گا۔(۳)

۴۳)ولایت، نبوت سے مستفاد ہے، جس بزرگ کو قربِ نبوی ﷺ زیادہ ہوگا وہ زیادہ باکمال ہوگا اور انبیاء علیہم السلام کے مشابہ ہوگا۔(۴)

۴۴)تعلق مع اللہ، توفیق ذکر اللہ، اطمینان قلب اور خشیت الٰہی، اللہ والوں کے فیض صحبت سے نصیب ہوتی ہے۔(۵)

۴۵)مومن بازار میں بیٹھ کر بھی باخدا ہوتا ہے۔(۶)

۴۶)ذکر، تحرک قلبی کا نام نہیں، بل کہ دل اللہ تعالیٰ کی طرف لگ جائے اور دل سے صفات رزیلہ نکل جائیں اور صفات حمیدہ آجائیں۔انوار کا نظر آنا مقصود نہیں۔(۷)

۴۷)عشق مجازی کا علاج کسی کامل کی صحبت اور ان کی توجہات مبارکہ سے

۱)۔ملفوظات بہلوی:ص:۹۸۔

۲)۔ملفوظات بہلوی:ص:۹۹۔

۳)۔ملفوظات بہلوی:ص:۹۹۔

۴)۔ملفوظات بہلوی:ص:۱۰۶۔

۵)۔ملفوظات بہلوی:ص:۱۰۷۔

۶)۔ملفوظات بہلوی:ص:۱۱۰۔

۷)۔ملفوظات بہلوی:ص:۱۱۰۔

ہوگا۔اس کے لئے تعویذ کوئی علاج نہیں۔(۸)

۴۸)اہل اللہ کی خدمت سے تین گروہ محروم رہتے ہیں: عالم کل میں سے اکثر اہل اللہ کی خدمت میں جاتے ہیں تو اپنے علم پر ناز کر کے محروم رہتے ہیں۔دوسرے: امرا لوگ کہ میں موٹر کاریں چھوڑ کر یہاں آیا ہوں، پہلے مجھ پر توجہ کی جائے۔تیسرا گروہ: پیرزادگان۔پیرزادہ گیا تو اس نیت سے کہ میں باپ کے مرید سنبھالوں گا۔(۹)

۴۹)جس طرح تم پر اپنی اصلاح واجب ہے، اسی طرح یہ بھی واجب ہے کہ بقدرِ وسعت دوسروں کو بھی مطیع بناؤ، چاہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ہو یا زبان سے یا ترکِ اختلاط سے یا نفرت بالقلب سے۔وگرنہ درصورت مداہنت ان منکرات کا وبال جیسے مرتکبین منکرات پر ہوگا ویسا ہی کسی درجہ میں مداہنت کرنے والے پر بھی عذاب ہوگا یعنی غیر مرتکبین سیئات بسبب مداہنت معذب ہو سکتے ہیں۔(۱۰)

۵۰)توکل کا یہ معنی نہیں کہ کام نہ کرے اور اللہ پر امید لگائے رکھے، بل کہ کام کر کے سہارا رب کی ذات پر رکھے۔(۱۱)

۸)۔ملفوظات بہلوی:ص:۱۱۰۔

۹)۔ملفوظات بہلوی:ص:۱۱۱۔

۱۰)۔ملفوظات بہلوی:ص:۱۱۲۔

۱۱)۔ملفوظات بہلوی:ص:۱۱۶۔

ملفوظات

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۲۲ررمضان المبارک ۱۴۰۰۔ بمطابق ۵راگست ۱۹۸۰)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت شیخ محمد سعید قریشی قدس اللہ سرہ

۱)اصلاح وفنائے نفس سے پہلے نفل نماز وتلاوت قرآن مجید وغیرہ جو اعمال واوراد کئے جائیں وہ ایک مؤمن کے حق میں ابرار کے اعمال تو ضرور ہیں اور ان پر ثواب ضرور مرتب ہوگا لیکن وہ مقربین کے اعمال میں سے نہیں ہیں اور قرب الٰہی کا ثمرہ ان پر مرتب نہیں ہوگا بل کہ ایسی حالت میں ذکر الٰہی اور وہ اعمال واوراد جو کسی شیخ کامل سے اخذ کئے ہوں اور فنائے نفس کے حصول کا ذریعہ ہوں وہ مقربین کے اعمال میں شمار ہوں گے اور فنائے نفس کی تکمیل اور اس کے مطمئنہ ہو جانے کے بعد نفل نماز وتلاوت قرآن مجید وجملہ اوراد واعمال حسنہ مقربین کے اعمال میں شمار ہوں گے اور قرب الٰہی میں ترقی کا موجب ہوں گے۔(۱)

۲)اکابر کی کوششوں اور کامرانیوں کے باوجود آج بھی اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ مسائل تصوف کو اور زیادہ منقح وواضح کیا جائے تا کہ یہ علم عوام الناس تک نہایت سہل وواضح ہو کر پہنچے اور ان کو سمجھنے اور قبول کرنے میں کسی قسم کی کوئی الجھن باقی نہ رہے، اور مدعیان کاذب کو اس خلط ملط کے مواقع مفقود ہو جائیں۔ اب سائنس کی ترقی کا دور ہے تصوف کی سائنس کو بھی جدید طرز پر واضح الفاظ میں بیان کرنے کی ضرورت ہے

۱)۔مقامات زواریہ: مکتوب نمبر:۱ص:۸۶۔

تا کہ ہر سائنٹفک مزاج اس سے صحیح معنی میں استفادہ کر سکے اور اس سے متنفر ہونے اور راہِ فرار اختیار کرنے کی بجائے اس کا گرویدہ وفریفتہ ہو جائے۔(۲)

۳)اب ضرورت اس امر کی ہے کہ تصوف کے مسائل کی اصل روح کو صاف صاف بیان کیا جائے خدا کرے اہل حق علمائے راسخین اس خدمت کو انجام دیں، خاص طور پر اکابر صوفیائے کرام کی تصنیفات ومکتوبات سے ان کی صحیح وواضح تعلیمات کو منتخب فرما کر اور ابواب وعنوانات کے تحت مرتب فرما کر شائع کرائیں۔(۳)

۴)ایک وقت وہ آتا ہے جب ذکر خواہ وہ نفی واثبات ہو مفید نہیں رہتا، بل کہ وہ فکر کی منزل ہوتی ہے اور اس وقت ابتدا قرب بالنوافل حاصل ہوتا ہے اور اس مرحلہ پر تلاوت قرآن کثرت نوافل قرآن وحدیث کی تدریس تبلیغ اور تصنیف وتالیف سے فائدہ ہوتا ہے۔ پھر قرب بالفرائض کا درجہ آتا ہے جس میں فرائض کی بدرجہ اتم ادائے گی خواہ وہ اللہ تعالی کے مقررہ ہوں یا بندوں کے، یا اور کوئی فرض اللہ تعالی کی طرف سے عائد کیا گیا ہو، مفید ہوتی ہے۔(۴)

۵)سالک کی مثال درخت کی سی ہے، ایک وقت آتا ہے کہ درخت کی کونپلیں پھوٹتی ہیں، نئے پتے نکلتے ہیں، پھر نئے پتے نکلنا بند ہو جاتے ہیں، نئے پتے نکلنا بند ہو جانے کی وجہ سے اگر کوئی شخص سمجھے کہ درخت کی ترقی رک گئی ہے تو یہ صحیح نہیں، دراصل اس وقت درخت کی طبیعت اپنے تنے اور شاخوں کو موٹا اور مضبوط کرنے کی جانب مائل ہوتی ہے۔ پھر جب وقت آتا ہے تو پھر نئے پتے نکلنے لگتے ہیں۔(۵)

۲)۔مقامات زواریہ: مکتوب نمبر:۱ص:۸۷۔

۳)۔مقامات زواریہ: مکتوب نمبر:۱ص:۸۷۔۸۸۔

۴)۔مقامات زواریہ: ص:۱۰۴۔

۵)۔مقامات زواریہ: ص:۱۱۲۔

۶)مراد تو شاذ و نادر ہی ہوا ہوتے ہیں عام طور پر مرید ہی ہوا کرتے ہیں اور انہیں بغیر کئے کچھ نہیں ملتا۔(۱)

۷)انسان کا قلب سلطانی شاہراہ کی طرح ہے جس پر سے موٹریں بھی گزرتی ہیں اور گدھا گاڑیاں بھی، گدھے اور دوسرے جانور گذرتے وقت گندگی بھی کرتے جاتے ہیں، اسی طرح قلب پر رحمانی خیالات بھی گذرتے ہیں اور شیطانی بھی۔ ان کو گذرنے سے کوئی نہیں روک سکتا، انسان کا کام یہ ہے کہ وہ ٹریفک کے سپاہی کا سا کام کرے یعنی ہر وسوسے کو پاس کرتا رہے(یعنی آگے بڑھاتا رہے)ورنہ اگر ٹریفک کا سپاہی ہاتھ دے کر گاڑیوں کو پاس ہونے کا اشارہ نہ کرے گا تو گاڑیوں کی لائن لگ جائے گی۔(۲)

۸)مراقبہ کے دوران اگر گریہ اور بے قراری کی کیفیت زیادہ ہو تو حتی الوسع ضبط کرنا چاہئے یہی احسن طریقہ ہے اور اگر ضبط نہ ہو سکے اور۔۔۔ برداشت سے باہر ہونے لگے تو اسے بمشکل ضبط کرنے سے جسم میں درد وغیرہ کی تکلیف ہو جاتی ہے اور جب تک وہ قابل برداشت ہو برداشت کرنا چاہئے۔(۳)

۹)مراقبہ کرانے والے کو بھی یہ چاہئے کہ اگر کسی کی بے قراری حد سے زیادہ بڑھ جائے اور اسے کسی صورت قرار نہ آتا ہو تو فوراً مراقبہ ختم کر دے اور اسے باتوں میں لگا کر یا منہ پر پانی چھڑک کر یا کچھ کھلا پلا کر سکون میں لانے کی کوشش کرے۔(۴)

۱۰)ہر شخص کی کیفیات مختلف ہوتی ہیں، یہ کیفیات صحیح بھی ہوتی ہیں اور ان میں قوت واہمہ کی خلاقی کا اثر بھی ہوتا ہے جو ہر شخص میں موجود ہے اس لئے کشف کا کوئی اعتبار نہیں

۱)۔مقامات زواریہ:۱۲۱۔

۲)۔مقامات زواریہ:۱۲۱۔۱۲۲۔

۳)۔مقامات زواریہ:۱۲۲۔

۴)۔مقامات زواریہ:۱۲۲۔

اور ہو بھی تو وہ معیار نہیں۔ اصل معیار تو یہ ہے کہ اتباع رسول ﷺ کی جانب کتنا میلان ہوتا ہے اور شریعت کی پابندی کا کتنا خیال رہتا ہے۔(۵)

۱۱)ابتداً یاد کرد کی منزل ہوتی ہے کہ دھیان کیا جائے تو اللہ یاد آتا ہے پھر کثرت ذکر سے یاد کرد کی کیفیت یادداشت میں تبدیل ہو جاتی ہے کہ بظاہر اللہ تعالی کی طرف توجہ نہیں، بظاہر قلب بھی ذاکر نہیں لیکن پھر بھی اللہ تعالی کا دھیان تحت الشعور میں رہتا ہے۔(۶)

۱۲)حق کا معیار اتباع سنت ہے۔(۷)

۱۳)جب انسان خلوص کے ساتھ اللہ اللہ کرتا ہے تو اللہ تعالی خود بخود اس کی مدد فرماتا ہے اور بوقت ضرورت اس سے کرامات کا ظہور کرا دیتا ہے۔(۸)

۱۴)لوگ ہمارے پاس کسی حاجت کے لئے کوئی عمل پوچھنے آتے ہیں اور ہم انہیں بتا دیتے ہیں کہ فلاں وظیفہ رات کے فلاں حصے میں اتنی بار پڑھو جس میں کافی وقت صرف ہوتا ہے تو اس وظیفہ کو لوگ خوب دل لگا کر گھنٹوں پڑھ لیتے ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ روزانہ آدھ گھنٹے ذکر کر لیا کرو تو یہ نہیں ہوتا۔ حالاں کہ خلوص اور بے غرضی کے ساتھ اللہ تعالی کا ذکر کرنا زیادہ مفید ہے۔(۹)

۱۵)نماز، ایک تو انسان اس لئے پڑھتا ہے کہ یہ اللہ تعالی کا حکم ہے، یہ ابتدائی حالت ہے لیکن نماز کا حقیقی لطف اس وقت آتا ہے جب یہ اس کی روح کی غذا بن جائے کہ کھانے کی طرح اس کی بھی رغبت ہو، اور وقت ہو جانے پر نماز کے لئے دل اسی طرح بے

۵)۔مقامات زواریہ:۱۲۲۔

۶)۔مقامات زواریہ:۱۲۲۔

۷)۔مقامات زواریہ:۱۲۴۔

۸)۔مقامات زواریہ:۱۲۵۔

۹)۔مقامات زواریہ:۱۲۵۔

تاب ہوجس طرح معدہ کھانے کے لئے بے تاب ہوتا ہے۔(۱)

۱۶) مجذوب اور دیوانے میں بظاہر کوئی فرق نہیں ہوتا، لیکن اللہ تعالی کی طرف سے کچھ لوگ تکوینی امور کے لئے مقرر ہوتے ہیں اور اللہ تعالی ان کی عقل سلب فرمالیتا ہے تا کہ وہ امور شرعیہ کے مکلف نہ رہیں اور تشریعی احکام کی بجائے صرف سپرد کردہ تکوینی امور میں مشغول رہیں کیوں کہ وہی ان کی عبادت ہے۔(۲)

۱۷) اللہ تعالی کی طرف سے رجال تشریع اور رجال تکوین علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں اور بسا اوقات رجال تشریع کو رجال تکوین کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ حتی کہ اپنے وقت کے انبیا علیہم السلام کو بھی نہیں معلوم ہوتا کہ اس زمانہ میں رجال تکوین کون ہے۔۔۔قرآن کریم میں حضرت موسی وخضر علیہما السلام کا واقعہ مذکور ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام رجال تکوین میں سے ہیں اور حضرت موسی علیہ السلام کو جو رجال تشریع میں سے ہیں خبر بھی نہیں۔۔۔البتہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تکوین وتشریع ایک ہی شخص میں جمع ہوجاتی ہیں۔(۳)

۱۸) واردات دو قسم کی ہوتی ہیں: کونیہ (کہ ایسا ہوگا ، ایسا نہ ہوگا) اور علمیہ ، محمود دونوں ہیں، لیکن علمیہ، کونیہ سے اعلی ہیں اور علمیہ ہر شخص کو نہیں ہوتیں۔(۴)

۱۹) ہر سالک کسی نہ کسی نبی کے زیر قدم ہوتا ہے لیکن کون کس نبی کے زیر قدم ہے اس کا علم ہر شخص کو نہیں ہوتا بسا اوقات یہ بات قیاسات سے معلوم ہوتی ہے۔(۵)

۲۰) ہر سبق کے کچھ خواص ہیں اور ہر سبق سے کچھ رذائل کا ازالہ وابستہ ہے۔ پیر اس

۱)۔مقامات زواریہ:۱۲۵۔

۲)۔مقامات زواریہ:۱۲۶۔۱۲۷۔

۳)۔مقامات زواریہ:۱۲۷۔

۴)۔مقامات زواریہ:۱۲۸۔

۵)۔مقامات زواریہ:۱۲۹۔

پر نظر رکھتا ہے کہ مرید سے رذائل دور ہوئے یا نہیں اور اسی سے وہ سبق میں پختگی کا اندازہ کرتا ہے۔ ہر پیر کو کشف نہیں ہوتا کہ مرید کی کیفیت معلوم کرلے، عام طور پر پیر مرید کے حالات پر نظر رکھتے ہیں اور دیکھتے رہتے ہیں کہ اس میں کونسی خرابیاں تھیں وہ زائل ہوئیں یا نہیں۔(۶)

۲۱) خواب ، واقعہ اور مشاہدہ تینوں مختلف چیزیں ہیں: جب سونے کے ارادہ سے لیٹے تو سونا اصالۃً ہوگا ، اور ذکر تبعا اور جب مراقبہ میں بیٹھے اور نیند آجائے تو اس میں ذکر اصالۃً ہوگا اور نیند تبعاً۔ سونے کی حالت میں جو نظر آئے گا وہ خواب کہلائے گا اور وہ ضعیف ہوتا ہے اور مراقبہ میں نیند اور غفلت کی حالت میں جو نظر آئے وہ واقعہ کہلاتا ہے اور یہ خواب سے قوی ہوتا ہے اور اگر مراقبہ اور ذکر کی حالت میں بیٹھے اور نیند اور غفلت نہ ہو اور پھر کچھ نظر آئے خواہ آنکھیں بند ہوں یا کھلی آنکھوں سے کچھ نظر آئے تو اسے مشاہدہ کہتے ہیں ، بند آنکھوں کی طرح کھلی آنکھوں سے بھی نظر آتا ہے اور حواس پر حال کا غلبہ ہوتا ہے جیسے کہ: انبیا علیہم السلام کو سب کی موجودگی میں فرشتے نظر آتے ہیں اور دوسروں کو نظر نہیں آتے یا جیسے قریب المرگ شخص کو ارواح اور فرشتے نظر آتے ہیں جب کہ پاس بیٹھنے والوں کو نظر نہیں آتے ، مشاہدہ، واقعہ سے بھی قوی ہوتا ہے۔(۷)

۲۲) نقشبندیہ سلسلہ میں ذکر سے ابتدا کی جاتی ہے ذکر جذبہ پیدا کرتا ہے اور جذبہ سے اچھل کود مراد نہیں بل کہ اللہ تعالی کی جانب میلان وکشش واجتبا مراد ہے۔۔۔اور اسی ذکر وجذبہ کے ضمن میں اجمالی طور پر فنائے قلب حاصل ہوتی رہتی ہے اس کے بعد نفی واثبات کے ذریعہ تفصیلی فنا ہوتی ہے۔(۸)

۶)۔مقامات زواریہ:۱۳۲۔

۷)۔مقامات زواریہ:۱۳۳۔۱۳۴۔

۸)۔مقامات زواریہ:۱۳۴۔

۲۳) سلوک میں دفعۃً ترقی نہیں بل کہ تدریجی ترقی ہوتی ہے جو سالک کو بعض اوقات محسوس بھی نہیں ہوتی۔(۱)

۲۴) قلب کا جاری ہونا اسے سمجھا جاتا ہے کہ قلب میں حرکت پیدا ہو جائے اور اس حرکت پر اللہ اللہ کا تصور جائے جم جائے اگر چہ یہ بھی محمود ہے حالاں کہ حقیقتاً قلب کا جاری ہونا یہ ہے کہ قلب جوارح پر جاری ہو جائے یعنی اعمال شریعت اور سنت کے مطابق ہونے لگیں۔(۲)

۲۵) اب تو پیر یہ کرتے ہیں کہ بزرگوں نے جو کورس پڑھا دیا ہے وہ دوسروں کو پڑھا دیتے ہیں اور ہر ہر سبق میں اس کمال کو مرید میں نہیں دیکھتے جو سابقہ بزرگوں کے حالات میں ملتے ہیں کیوں کہ یہ ہمتوں کے فتور اور مشاغل کی کثرت کا زمانہ ہے مرید کو جتنی محنت کرنی چاہئے اس کے لئے اسے اتنا وقت ملتا ہی نہیں، اس لئے ہم جب یہ دیکھتے ہیں کہ مرید کو کسی سبق سے فی الجملہ نسبت پیدا ہو گئی تو سبق آگے بڑھا دیتے ہیں اور اس طرح پورے کورس سے اسے فی الجملہ نسبت پیدا ہو جاتی ہے۔(۳)

۲۶) میں حتی الوسع تعبیر خواب دینے سے پرہیز کرتا ہوں، ایک تو اس وجہ سے کہ میرا نہ ایسا علم ہے اور نہ ایسی حالت، دوسرے اس وجہ سے بھی کہ اگر تعبیر دی جائے اور وہ ویسی ہی واقع ہو جائے تو جس کو تعبیر دی جائے وہ سمجھتا ہے کہ یہ بزرگ آدمی ہیں اور پھر اپنے نفس میں بھی تکبر پیدا ہوتا ہے کہ ہم بھی ایسے آدمی ہیں کہ جیسا کہا تھا ویسا ہی ہو گیا۔(۴)

۲۷) قبض کی کیفیت طاری ہو تو استغفار اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ کثرت سے پڑھنا

۱)۔مقامات زواریہ:۱۳۸۔

۲)۔مقامات زواریہ:۱۳۸۔

۳)۔مقامات زواریہ:۱۳۹۔

۴)۔مقامات زواریہ:۱۴۲۔

چاہئے اور تکلف کر کے اوراد و عبادات ادا کرنا چاہئے اور اوراد و مراقبہ میں ناغہ نہیں کرنا چاہئے، چاہے تھوڑی دیر ہی کرے۔کبھی موسم کی خرابی بھی قبض کی کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔۔۔(۵)

۲۸) قبض بھی اللہ تعالی کی ایک نعمت ہے کیوں کہ اس کے بعد جب دوبارہ بسط ہوتا ہے تو زیادہ قوت کے ساتھ ہوتا ہے۔(۶)

۲۹) جس پیر نے محنت کی، اس کی طرف اپنی نسبت کو منسوب کرنا چاہئے نہ کہ بڑے پیر کی طرف۔ہاں! برکت کے لئے ٹھیک ہے لیکن اہمیت اپنے پیر کو دینی چاہئے۔(۷)

۳۰) ہمارے حضرت خواجہ محمد سعید بھی اپنے ساتھ فقہ کی کچھ کتابیں اور نوٹس رکھتے تھے، نوٹس وعظ و نصیحت کرنے کے لئے دیکھتے تھے اگر چہ زیادہ تقریر کرنے کے عادی نہیں تھے۔(۸)

۳۱) مسنون دعائیں یاد کر لینی چاہئیں۔(۹)

۳۲) اگر مرید موسوی المشرب ہو اور شیخ محمدی المشرب، تو مضبوط رابطہ شیخ کے بعد مرید پیر سے پیوند ہو جاتا ہے اور محمدی المشرب فیض حاصل کرتا ہے اگر چہ اس میں اور اصل محمدی المشرب میں فرق ہوتا ہے۔(۱۰)

۳۳) کمالات ولایت والے حضرات سے خوارق عادات زیادہ ظاہر ہوتی ہیں کیوں کہ وہ عروج میں رہتے ہیں۔کمالات ولایت والے مجذوب ہوتے ہیں اور کمالات نبوت والے سالک۔کمالات ولایت والے سکر کی وجہ سے شریعت کے مکلف نہیں ہوتے

۵)۔مقامات زواریہ:۱۴۷۔

۶)۔مقامات زواریہ:۱۴۷۔

۷)۔مقامات زواریہ:۱۵۶۔

۸)۔مقامات زواریہ:۱۵۸۔

۹)۔مقامات زواریہ:۱۶۳۔

۱۰)۔مقامات زواریہ:۱۶۵۔۱۶۶۔

اورکمالات نبوت والے صحو میں ہونے کی وجہ سے مکلف ہوتے ہیں۔کمالات نبوت والے مراد ہوتے ہیں اورکمالات ولایت والے مرید ہوتے ہیں۔۔۔کمالات نبوت والے صاحب ارشاد ہوتے ہیں اورکمالات ولایت والے عزت گزیں ہوتے ہیں،کمالات نبوت والوں کو پہچاننا بہت مشکل ہوتا ہے کیوں کہ ان کا ظاہر عوام کے ظاہر کے ساتھ ہوتا ہے لیکن باطن اللہ تعالی کے ساتھ،اور باطن کا پتہ مشکل سے لگتا ہے۔(۱)

۳۴)جوظاہری علوم پڑھتے ہیں وہ سلوک کی طرف نہیں آتے اور جوارد وخواں یا جاہل ہوتے ہیں وہ صوفی بنتے ہیں،ان کا بھی یہ حال ہے کہ متواتر کئی کئی سال ہوجاتے ہیں اوران کی علمی حالت بہت خراب ہوتی ہے توجہ ہی نہیں دیتے،حالاں کہ جاہل صوفی کوبھی شیخ کی صحبت میں آکر پانچ دس سال بعد عالم بن جانا چاہئے،اس لئے کہ جب تک علم نہ ہوگا عمل کیسے کرے گا؟ ہروقت مفتی آدمی کوکہاں میسر ہوسکتا ہے جواس سے فتوی پوچھ لے۔(۲)

۳۵)قلبی ذکر کے حصول کے لئے مشائخ مراقبہ تلقین فرماتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ انسان دوزانو یا چوکڑی مارکرآنکھیں بندکرکے زبان تالو سے لگا کر بیٹھ جائے۔ بہتر ہے کہ موٹے دانے کی تسبیح ہاتھ میں ہواس کوتیزی سے چلاتا جائے اوراس کے ہردانہ پراللہ اللہ کا خیال دل پرگزارتا جائے اورجیسے آدمی خاموشی سے کسی کتاب یا اخبار وغیرہ کا مطالعہ خیال کے ذریعے کرتا ہے کہ چندمنٹوں میں پورا اخبار پڑھ لیتا ہے اسی طرح خیال میں یہ تصور کرے کہ میرا دل اللہ اللہ کہہ رہا ہے اورمیں سن رہا ہوں۔پھر مراقبہ کے دوران وقفے وقفے سے یہ خیال بھی دہراتا رہے کہ اللہ تعالی کا فیض میرے دل پر بارش کی طرح برس رہا ہے اوردل اس کوجذب کررہا ہے جس کی وجہ سے گناہوں کی سیاہی ختم ہورہی ہے اورقلب میں نورانیت آرہی ہے۔اسی طرح تھوڑی دیر بعد خیال سے یہ بھی کہہ لے

۱)۔مقامات زواریہ:۱۶۶۔

۲)۔مقامات زواریہ:۱۶۷۔

کہ:الہی مقصود ماتوئی ورضائے تو۔(۳)

۳۶)دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کا خیال نہ آئے یہ ناممکن۔اللہ تعالی چاہتا تو دنیا کے خیالات کوروک دیتا لیکن ایسا نہیں،بل کہ اللہ تعالی نے اس صفت پرفرشتوں کو پیدا کیا ہے۔(۴)

۳۷)جب منتہی سے وسوسہ کی بنا پرلغزش ہوتی ہے اوراسے علم ہوجاتا ہے تو وہ عاجزی واستغفار کرتا ہے جس کی بنا پراس کی لغزش معاف کردی جاتی ہے بل کہ اس کی عاجزی پراس کی ترقی کردی جاتی ہے اور یہ وسوسہ ترقی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔(۵)

۳۸)اگرانسان خدا کوحاضروناظر جانے توکوئی وجہ نہیں کہ وہ گناہ سے نہ بچے،گناہ کرنے سے پہلے ضرور خوف خدا پیدا ہوگا اور یہی حضوری ہے کہ ہروقت اور ہرکام میں خدا کے احکام کا دھیان رہے۔(۶)

۳۹)ایک گر کی بات یہ ہے کہ جوعمل سنت ہوگا وہ ہرجگہ اور ہرملک میں یکساں ہوگا،عرب،یمن،ہندوستان،ایران اور پاکستان وغیرہ وغیرہ۔اورجوکام بدعت ہوگا وہ ہرجگہ اور ہرملک میں یکساں نہیں ہوگا۔کسی ملک میں کسی طرح رائج ہوگا اورکسی ملک میں کسی اورطرح۔مثلا:محرم یعنی ایران میں محرم منانے کا اورطریقہ ہے،عراق میں اورطریقہ، اورہندوستان میں اورطریقہ ہے۔محرم کا منانا چوں کہ خود بدعت ہے اس لئے الگ الگ طریقے سے منایا جاتا ہے مگر دسویں محرم کا روزہ رکھنا سنت ہے۔لہذا یہ ہرجگہ اور ہرملک میں

۳)۔مقامات زواریہ:۱۶۹۔

۴)۔مقامات زواریہ:۱۷۳۔

۵)۔مقامات زواریہ:۱۷۵۔

۶)۔مقامات زواریہ:۱۹۱۔

رکھا جاتا ہے۔(۱)

۴۰) جب بھی کوئی نیک کام کروتواس کورسول پاک ﷺ کے توسل سے تمام مسلمانوں اوراپنے والدین، متعلقین کوثواب پہنچادیا کرو، کام کتنا ہی چھوٹا اور حقیر ہوثواب ضرور پہنچادینا چاہئے۔ مثلاً خیرات کرو، اگرچہ ایک پیسہ ہی کیوں نہ ہو، کسی کوایک گلاس پانی پلاؤ،تواس کاثواب بھی بخش دو، کسی دوست کوکھانا کھلاؤ،تواسے بھی بخش دو، نفلیں پڑھ کر بخش سکتے ہیں، قرآن پاک پڑھ کر بخش سکتے ہیں، غرضیکہ ہرنیک کام کوبخشا جاسکتا ہے۔(۲)

کسی بزرگ کی قبر سے اخذ فیض کا طریقہ:

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب قدس اللہ سرہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

جب کسی بزرگ کی قبر کے پاس جائے توعام زیارت قبور کے طریقے پر جوتا اتار دے اور پائینتی کی طرف سے جاکر میت کے منہ کے سامنے کھڑا ہوجائے اس طرح کہ زائر کی پیٹھ قبلہ کی سمت ہوگی اوراس کا منہ میت کی طرف ہوجائے گا۔ پائینتی کی طرف سے آنے کی گنجائش ہوتے ہوئے سرہانے کی جانب سے نہ آئے اور مجبوری کی صورت میں اس کا مضائقہ نہیں کہ کسی جانب سے بھی آئے۔اسی طرح اگر قبلہ کی جانب کھڑا ہونے کی گنجائش نہ ہوتو جہاں اور جس طرف گنجائش ہوکھڑا ہوجائے اور سلام مسنون جوزیارت قبور کے لئے ماثور ہے پڑھے۔اس کے بعد حسب توفیق قرآن شریف میں سے کچھ پڑھ کراس کا ایصال ثواب اس بزرگ اوروہاں کے جملہ اہل قبور کی خدمت میں ہدیہ کرے۔مثلاً سورۂ فاتحہ شریف، الم تا مفلحون۔آیت الکرسی، آمن الرسول تا آخر سورۃ۔ الھکم التکاثر۔ایک ایک بار۔سورۂ اخلاص کم ازکم تین بار۔سورۂ فلق سورہ والناس، یا اور

۱)۔مقامات زواریہ:۱۹۲۔

۲)۔مقامات زواریہ:۱۹۳۔

جو کچھ ہوسکے بڑھ کراس کا ایصال ثواب پہلے حضور انور ﷺ کی روح فتوح کو پیش کرے اور پھر آپ ﷺ کے واسطے سے تمام انبیائے کرام واولیائے عظام اور صاحب قبر وجملہ اہل قبور وعامۃ المسلمین والمسلمات کی ارواح مبارکہ کوایصال ثواب کرے۔یہاں تک عام زیارت کا طریقہ ہے۔

اب اسی جگہ اس بزرگ صاحب قبر کے سامنے مراقبہ میں بیٹھ جائے اوراخذ فیض اس طرح کرے کہ اپنے آپ کوتمام خیالات سے خالی کرے اور حضور قلب کے ساتھ صاحب قبر کی جانب متوجہ ہوجائے اور یہ خیال کرے کہ گویا اس بزرگ کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں، اللہ تعالیٰ کی جناب سے اس بزرگ کے سینے میں یعنی اس کے لطائف عالم امروخلق میں فیض آرہا ہے اوراس کے سینے ولطائف سے میرے سینے ولطائف بلکہ جسم کے روئیں روئیں میں فیض وارد ہورہا ہے اور میرے تمام لطائف اور رواں رواں اس فیض کوجذب کررہا ہے جس طرح بارش جب ریت والی جگہ پر برستی ہے تو وہ ریت اس کوجذب کرلیتا ہے گویا کہ میرے لطائف بھی اس فیض کواسی طرح جذب کررہے ہیں۔اس خیال میں جب تک طبیعت یاوقت کی گنجائش ہوبیٹھا ہوا فیض حاصل کرتا رہے اوراسی میں محو ہوجائے کسی اور طرف خیال نہ کرے اگر خودبخود کوئی وارد دل پر گذرے تواس کومن جانب اللہ سمجھے، اپنی طرف سے خیال کے ساتھ نہ تراشے خودبخود جوکچھ آئے وہ اس بزرگ کی طرف سے ہوگا اوروہ اس بزرگ کی نسبت ہوگی۔اگر وقت کی گنجائش ہوتواپنے تمام باطنی اسباق کا وہاں اعادہ کرے اور تھوڑی تھوڑی دیر تمام لطائف پر مراقبہ کرکے اخذ فیض بطریق مذکور کرے ان شاء اللہ صاحب مزار بزرگ کے فیض سے فیضاب ہوگا۔(۳)

۳)۔ مقامات زواریہ: مکتوب نمبر:۳ص:۹۴۔۹۵۔

ملفوظات

حضرت مولانا شمس الحق افغانی قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۷ /۱۱/ ۱۴۰۳ - بمطابق: ۱۶/اگست ۱۹۸۳)

خلیفہ مجاز

حضرت مولانا علاء الدین عراقی نقشبندی قدس اللہ سرہ

۱) بزرگان نقشبندیہ مجددیہ کی ملاقات ومعیت چاہے کس شکل میں ہودلیل برکت وانس ہے۔(۱)

۲) اعمال واشغال مطلوب ہیں، کیفیات غیر مطلوب ہیں بل کہ بعض صورتوں میں کیفیات کا تصور غیر واصل کے لئے بوجہ فقدان یکسوئی ودل جمعی کے مانع فیضان بن جاتا ہے لہذا اصل شئے طاعت حق ہے اسی پر نظر رکھنی چاہئے۔(۲)

۳) راہِ سلوک میں کیفیات غیر اختیاری طور پر وارد ہوتے ہیں، ان کو احوال کہتے ہیں مگر یہ دین میں مقصود نہیں، سلوک سڑک پر چلنا ہے اردگرد پھول اور درخت نظر آئیں یا نہ آئیں سڑک بہرحال قطع ہوگی لہذا ان کے فقدان سے پریشان نہ ہوں بل کہ استقامت دون الاحوال زیادہ کمال ہے کہ مجاہدہ اتم ہے۔(۳)

۴) محققین صوفیہؒ کے نزدیک حرکات لطائف بھی کمال نہیں کہ وہ جوگیوں کو بھی بوجہ ریاضت کے حاصل ہوجاتے ہیں اور کبھی اکمل الکاملین کو حاصل نہیں ہوتے جیسے صحابہ کرامؓ کو۔(۴)

---

۱)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۲ ص: ۴۴۔

۲)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۲ ص: ۴۴۔۴۵۔

۳)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۳ ص: ۴۶۔۴۷۔

۴)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۳ ص: ۴۷۔

۵) مقصود ذکر وفکر، نماز وتلاوت سے حصول نسبت ہے اور اسی کو وصول الی اللہ کہتے ہیں جس کی علامت استقامت علی الطاعت، رقت قلب، لذت فی الطاعت یادِ حسی جیسے بھوکے کو روٹی اور پیاسے کو پانی کی یاد ہوتی ہے۔غیر مقصود ہے۔اس کو مقصود سمجھنا اس راہ میں مضر ہے۔(۵)

۶) خواب بھی مبشرات ہیں لیکن مقصود نہیں۔(۶)

۷) راہِ سلوک میں طلب انوار وکیفیات کا ثمرہ عدم انوار ہے اور ذکر الٰہی ورضاء حق کو مطلوب بنانا اور انوار وکیفیات کو غیر مطلوب قرار دینا سبب انوار ہے۔(۷)

۸) سورۂ فاتحہ واخلاص ودرود قبل از مراقبہ ہونا بہتر ہے تاکہ مراقبہ میں فیضان مشائخ نقشبندیہ رضوان اللہ عنہم شامل ہوں۔(۸)

۹) اصلاح نفس کی طرف ہر وقت توجہ ضروری ہے اور عزم صمیم کے ساتھ۔(۹)

۱۰) اگر مقصود اصلی رضاء الٰہی یا فریضہ اشاعت دین ہو تو بالتبع حصول دنیا کا اکتساب منافی خلوص نہیں۔(۱۰)

۱۱) ہمت کے علاوہ کسل کا ایک علاج یہ بھی ہے بل کہ جملہ معاصی سے بچنے کا یہی علاج ہے کہ مراقبہ مضرۃ معاصی کیا جائے جس طرح گراموفون اور ٹیپ ریکارڈ الفاظ کو اپنے اندر جذب کرتا ہے اور دوسرے وقت میں ان کو ظاہر کرتا ہے، اس طرح ہمارا ہر عضو جو گناہ یا طاعت کرتا ہے اس کو وہ جذب کرتا ہے اور یوم الحساب میں مشیت الٰہی کی سوئی جب ان

---

۵)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۳ ص: ۴۷۔

۶)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۳ ص: ۴۷۔

۷)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۴ ص: ۴۸۔

۸)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۴ ص: ۴۸۔

۹)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۵ ص: ۵۰۔

۱۰)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۶ ص: ۵۱۔

اعضا کو لگ جاتی ہے تو وہ ان اعمال کو علی رؤس الخلائق ظاہر کر دیتے ہیں اور اس آواز کو ہم بند بھی نہیں کر سکتے۔(۱)

۱۲)مقام رجا حاصل کرنے کے لئے اپنی طاعت جو عطیہ الٰہیہ ہے اس پر نظر رکھیں اور مقام خوف کی تحصیل کے لئے اپنی نافرمانیاں پیش نظر رکھیں، تاکہ نہ یاس ہو اور نہ جرأت علی اللہ۔ ایمان بین الخوف والرجا کا مقام اعتدال حاصل ہو۔(۲)

۱۳)اپنی روسیاہی کا بار بار تذکرہ اگر شان عبدیت کا اثر ہے تو محمود ہے اور اگر شان قنوط کا اثر ہے تو مضر ہے۔(۳)

۱۴)غصہ فی نفسہ غیر اختیاری ہے لیکن اس کے اقتضا پر عمل کرنا اختیاری ہے اور ترک عمل بھی اختیاری ہے اور اختیاری کا علاج بجز استعمال اختیار کے کچھ نہیں اگرچہ اول میں اس میں کچھ مشقت ہوگی لیکن تکرار و مداومت سے وہ اقتضا خود ضعیف ہو جاتا ہے اور مقاومت میں پھر مشقت باقی نہیں رہتی۔(۴)

۱۵)یاد رکھو کہ جس پر غصہ کیا جائے اور اس کی طرف سے مطالبہ کرنے والا نہ ہو تو اس کا مطالبہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہوگا، غصہ کے وقت یہ تصور ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مجھ پر زیادہ قدرت ہے اور میں اس کی نافرمانی بھی کرتا ہوں اگر وہ مجھ سے یہ معاملہ کریں تو پھر کیا ہوگا۔ اور یہ بھی خیال کرے کہ بدون مشیت الٰہی کے کچھ واقع نہیں ہوتا، مغضوب علیہ کے جس فعل پر غصہ کرتا ہوں اس میں مشیت الٰہی کے ساتھ مزاحمت ہے اور میں کیا چیز

۱)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۹ ص:۵۵۔۵۶۔

۲)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۱۰ ص:۵۸۔

۳)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۱۱ ص:۶۰۔

۴)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۱۳ ص:۶۵۔

ہوں جو مشیت الٰہی سے مزاحمت کروں۔(۵)

۱۶)اگر چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے تصور عظمت حق جل مجدہ میں ذہن مشغول رہے جس کو اصطلاح مشائخ نقشبندیہ رضوان اللہ عنہم میں وقوف قلبی سے تعبیر کرتے ہیں جس کا مقصد یہ ہے کہ دل متواتر غیر اللہ کے متعلق نہ رہے تو ازالہ کسل و تحصیل استقامت کے لئے اکسیر ہے۔(۶)

۱۷)مجاہدہ تمام طاعات کی روح ہے ہر عبادت کی تکمیل مقابلہ نفس کے بغیر ناممکن ہے۔ مخالفت نفس میں اولاً مشقت ہوتی ہے اور جہد کے معنی بھی مشقت کے ہیں احکام تکلیف میں بھی کلفت ہے اور اس لئے ہم مکلف کہلاتے ہیں لیکن پھر رفتہ رفتہ بار بار مخالفت نفس کرنے سے طاعت عادت بن جاتی ہے اور مشقت زائل ہو جاتی ہے اور قرب الٰہی کی راہیں کھل جاتی ہیں۔(۷)

۱۸)مکرر توبہ شکنی کا علاج، مکرر تجدید توبہ ہے اور اگر ہو سکے تو توبہ شکنی پر تھوڑا سا جرمانہ رکھ کر صدقہ دیا کریں تو مؤثر ہوگا کیوں کہ نقض توبہ اگر اثر نفس ہے تو نفس کو مال محبوب ہے لہذا صدقہ سے متاثر ہو کر وہ مزاحمت چھوڑ دے گا اور اگر اثر شیطان ہے تو صدقہ طاعت ہے جو شیطان کے لئے ناقابل برداشت ہے وہ آئندہ مزاحمت نہیں کرے گا۔(۸)

۱۹)معصیت کو قلب سے ہٹانے کے لئے یہ مراقبہ کیا جائے کہ معصیت میں جو لذت ہے، اس کا مقابلہ اسی عذاب جہنم سے کیا جائے، جو اس معصیت پر مرتب ہے اور نفس کو یہ سمجھائے کہ الم عذاب و قہر خداوندی کے مقابلہ میں برائے نام چند لمحوں کی لذت کی

۵)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۱۳ ص:۶۵۔

۶)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۱۴ ص:۶۶۔

۷)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۱۵ ص:۶۸۔

۸)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۱۵ ص:۶۹۔

کیا حقیقت ہے، جو اس کو اختیار کیا جائے اور باری تعالیٰ کی صفت عزیز ذوانتقام (غالب انتقام لینے والی ذات) کے مراقبہ سے نفس کو کچلا جائے۔(۱)

۲۰)تم اپنا کام کئے جاؤ نتائج کو حضرت حق جل مجدہ کے حوالہ کرو۔(۲)

۲۱)سستی کو راہِ فلاح کا سب سے بڑا دشمن سمجھو۔ ہماری زندگی درحقیقت لمحات حیات و موت کے تعاقب کا نام ہے۔(۳)

۲۲)دین کو آلۂ اغراض دنیا بنانا غیر موزون ہے اور اللہ تعالیٰ سے بعد کی دلیل ہے۔(۴)

۲۳)اعلاء دین کی جدوجہد بشرط ظن نفع محمود ہے لیکن مدرسہ کا قطعی نقصان اس نفع مظنون کے مقابلہ میں زیادہ قابل توجہ ہے۔(۵)

۲۴)ذکر و فکر میں لذت کی کمی بیشی کو خاطر میں نہ لائیں کہ ذکر و فکر خود ذریعہ قرب الٰہی ہے۔لذت ہو یا نہ ہو۔(۶)

۲۵)ایصال ثواب تلاوت میں اگر قلبی اخلاص اور توجہ کامل ہو تو ثواب کامل پہنچتا ہے۔۔۔اور اگر غفلت اور بے توجہی کے ساتھ ہو تو ثواب تو پہنچ جاتا ہے لیکن ناقص(۷)

۲۶)تبدل احوال سے نہ گھبرائیں، مقام تمکین کو بھی دوام نہیں۔(۸)

۱)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۱۶ ص:۷۱۔
۲)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۱۷ ص:۷۲۔
۳)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۲۱ ص:۷۶۔
۴)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۲۵ ص:۸۱۔
۵)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۲۵ ص:۸۲۔
۶)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۳۳ ص:۸۹۔
۷)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۴۳ ص:۱۰۸۔
۸)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۴۶ ص:۱۱۳۔

۲۷)اللہ کی عظمت کا ذہول معاصی کا سبب ہے۔درحقیقت گناہ کا ارتکاب اور نسیان عظمت الٰہی لازم و ملزوم ہے۔قلب کا عظمت الٰہی کے تصور سے خلو بڑا سانحہ ہے(۹)

۲۸)استقامت علی الدین وہ نعمت ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔(۱۰)

۲۹)ماہ رمضان ماہ قرآن ہے، زیادہ وقت تلاوت میں صرف ہونا چاہئے۔اس ماہ میں جملہ طاعات کے انوار و اثرات باطنیہ میں کافی اضافہ ہوتا ہے جو قبولیت الٰہیہ کی دلیل ہے خواہ صدقہ ہو یا صلاۃ یا ذکر یا فکر۔(۱۱)

۳۰)ماہ رمضان میں محاسبہ نفس بے حد ضروری ہے تاکہ ہر سال لاحق سابق سے قرب و رضائے خداوندی کے لحاظ سے افضل رہے اور غفلت کی تقلیل کا موجب ثابت ہو۔(۱۲)

۳۱)رسوخ محبت الٰہی کے لئے مراقبہ آلاء اللہ، جس کے لئے جامع تعبیر الحمدللہ رب العالمین ہے یا صرف رب العالمین ہے اور حب الرسول علیہ السلام کے رسوخ کے لئے مراقبہ آلاء رسالۃ کی تعبیر جامع شکل میں جو رحمۃ للعالمین یا وما أرسلنٰک إلا رحمۃ للعالمین ہے۔(۱۳)

۳۲)علم کی روح فکر آخرت ہے۔۔۔فکر آخرت کے چراغ کے لئے محبت و عشق الٰہی روغن ہے۔(۱۴)

۹)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۴۹ ص:۱۱۵۔
۱۰)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۵۲ ص:۱۱۸۔
۱۱)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۵۳ ص:۱۱۹۔
۱۲)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۵۳ ص:۱۱۹۔
۱۳)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۵۶ ص:۱۲۲۔
۱۴)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۶۰۔ص:۱۲۶۔

۳۳)تصنیف کے سلسلے میں احتیاط ضروری ہے۔(۱)

۳۴)روح ترقی مدرسہ اخلاص اور ابتغا مرضات اللہ پر ہے جب تک یہ سرمایہ رہے گا ترقی ہوگی۔(۲)

۳۵)حرمان قیام اللیل کے علاوہ حرمان عن تلاوت القرآن ضغث علی ابالۃ ہے(۳)

۳۶)بعد المغرب محاسبہ اعمال نہاریہ وبعد الصبح محاسبہ اعمال لیلیہ ضروری ہے اور یہ کہ کوتاہیوں کی فہرست مرتب کر لی جائے تا کہ ان کا تدارک کیا جاسکے۔(۴)

۳۷)مدرسہ کے معاملات اور جملہ معاملات میں بصدق دل حضرت حق جل مجدہ سے لگاؤ رکھو کہ یہی امر کلید کامیابی ہے، یہ نہ ہو تو کچھ نہیں، اس کے علاوہ خوب تضرع کے ساتھ رو رو کر دعا بھی کرو۔(۵)

۳۸)وقت موت زیر پردہ ہے ہر دم کو دم آخریں سمجھو کہ پھر ہاتھ آنے کا نہیں۔(۶)

۳۹)قبر کی منزل قریب ہے اس لئے رفتار طاعت میں تیزی ہونی چاہئے۔(۷)

۴۰)بدن، اولاد، اموال میں ہر قسم کا تصرف فعل الٰہی ہے اور فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ کے تحت منفعت اور مصلحت سے خالی نہیں، خواہ وہ مصلحت ہم کو معلوم ہو یا نہ۔(۸)

۴۱)عمر کا ایک ایک لمحہ اربوں روپے سے زیادہ قیمت رکھتا ہے جو اگر تیاری آخرت

۱)۔مکتوبات افغانی:مکتوب نمبر:۶۱۔ص:۱۲۸۔
۲)۔مکتوبات افغانی:مکتوب نمبر:۶۲۔ص:۱۲۹۔
۳)۔مکتوبات افغانی:مکتوب نمبر:۶۵۔ص:۱۳۲۔
۴)۔مکتوبات افغانی:مکتوب نمبر:۶۵۔ص:۱۳۲۔۱۳۳۔
۵)۔مکتوبات افغانی:مکتوب نمبر:۶۷۔ص:۱۳۴۔۱۳۵۔
۶)۔مکتوبات افغانی:مکتوب نمبر:۶۷۔ص:۱۳۵۔
۷)۔مکتوبات افغانی:مکتوب نمبر:۶۸۔ص:۱۳۶۔
۸)۔مکتوبات افغانی:مکتوب نمبر:۷۲۔ص:۱۴۰۔

میں صرف ہو تو تھوڑا وقت بھی پوری کائنات کی قیمت پر بھارا۔۔۔(۹)

۴۲)موت کو یاد کرو اور اس کی تیاری میں لگ جاؤ اور اللہ تعالی سے توفیق کی دعا مانگو۔(۱۰)

۴۳)نصرت الٰہی کے لئے ولایت شرط ہے جب اللہ کا قرب ہوگا تو نصرت ہوگی۔(۱۱)

۴۴)تلاوت خالق کائنات سے حکما ہم کلامی وحاضری دربار الٰہی کی عظیم نعمت ہے اور حرمان یا قصور شان عبدیت میں نقص کی دلیل ہے۔(۱۲)

۴۵)قرب الٰہی کے درجات غیر متناہی ہیں اسی لئے سید الانبیا علیہ وعلی آلہ واصحابہ من الصلوات افضلھا کا وظیفہ بھی رب زدنی علما (اے اللہ میرے علم کو بڑھا دے) کا رہا۔(۱۳)

۴۶)مرض مؤمن کفارہ ذنوب ہیں، مرض سے جو تکفیر ہوتی ہے، لاکھوں روپے کے صدقے اور ہزاروں رکعات کے نوافل سے نہیں ہوتی اور بقول حضرت امام شافعیؒ کے ، کہ: صبر و نیت کی بھی اس میں ضرورت نہیں۔(۱۴)

۴۷)طلبہ یا مدرسین کا محمدی سکون واخلاق کو چھوڑ کر مغربی طرز کو اختیار کرنا قابل افسوس ہے۔(۱۵)

۹)۔مکتوبات افغانی:مکتوب نمبر:۷۲۔ص:۱۴۰۔
۱۰)۔مکتوبات افغانی:مکتوب نمبر:۷۲۔ص:۱۴۱۔
۱۱)۔مکتوبات افغانی:مکتوب نمبر:۸۳۔ص:۱۵۴۔۱۵۵۔
۱۲)۔مکتوبات افغانی:مکتوب نمبر:۸۶۔ص:۱۵۷۔
۱۳)۔مکتوبات افغانی:مکتوب نمبر:۹۶۔ص:۱۶۹۔
۱۴)۔مکتوبات افغانی:مکتوب نمبر:۱۰۲۔ص:۱۷۳۔
۱۵)۔مکتوبات افغانی:مکتوب نمبر:۱۰۵۔ص:۱۷۷۔

۴۸) روح تصوف یہ ہے کہ وصول إلی اللہ وقرب الٰہی کا واحد ذریعہ اتباع شریعت یعنی اوامر الٰہی کی بجا آوری اور منہیات سے اجتناب ہے اور یہی سب سے بڑی کرامت ہے بشرطیکہ دوام واستقامت ہو۔اس سلسلے میں زیر اختیار امور میں عزم وہمت اور مقابلہ نفس وشیطان کی ضرورت ہے۔(۱)

۴۹) استقامت علی المعمولات دلیل تعلق مع اللہ ہے۔(۲)

۵۰) استقامت قیام اللیل کی توفیق دلیل مقبولیت ہے۔(۳)

ملفوظات

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق اکوڑہ خٹک قدس اللہ سرہ

(متوفی:۲۴/۱/۱۴۰۹۔بمطابق:۷/۹/۱۹۸۸)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ عبد المالک صدیقی ودیگر قدس اللہ اسرارہم

۱) علماء اور اہل اللہ سے محبت نجات کا اہم وسیلہ ہے، دنیا کی کوئی چیز بھی ساتھ لے جانے کی نہیں، بس یہی وہ توشہ ہے جو آخرت میں ساتھ لے جانے کا ہے اور وہیں آخرت میں بھی یہی کام آئے گا۔(۴)

۲) غرور وتکبر کا انجام ذلت ورسوائی ہوتا ہے اور عجز وانکساری اور تواضع وخاکساری سے رفعت وعزت حاصل ہوتی ہے۔(۵)

۱)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۱۰۶۔ص:۱۷۸۔
۲)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۱۱۷۔ص:۱۹۴۔
۳)۔مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر:۱۱۸۔ص:۱۹۵۔
۴)۔صحبتے با اہل حق: ص:۴۴۔
۵)۔صحبتے با اہل حق: ص:۴۵۔

۳) ہر کام میں صبر واستقلال اور استقامت سے کام لینا چاہئے۔کسی نیک کام میں مخالف لوگوں کی مخالفتوں اور پروپیگنڈوں کی پرواہ کئے بغیر اپنے کام کو آگے بڑھانا چاہئے۔(۶)

۴) اکابر اہل علم کا اس دنیا سے چلے جانا قیامت کی علامات میں سے ہے۔قیامت قائم ہونے سے پہلے علم رخصت ہوجائے گا اور اہل علم ناپید ہوجائیں گے اور علما اٹھا لئے جائیں گے۔(۷)

۵) ہم حلاوت کے لئے عبادت پر مامور نہیں اور نہ یہ تمنا ہونی چاہئے ،لذت اور حلاوت والی باتوں کی کوئی فکر نہ کریں اور استقلال ودوام کے ساتھ عبادت اور ذکر اللہ میں لگے رہیں،تو اللہ پاک اپنے قرب خاص سے نوازیں گے۔(۸)

۶) وعظ ونصیحت میں جس قدر بھی ہوسکے سادہ اور بے تکلف گفت گو کریں جس میں جمالیت غالب ہو،وعظ میں بے جا جلال مفید نہیں رہتا ،بل کہ بعض حالات میں مضرت رساں ہوتا ہے۔(۹)

۷) اپنی عادت ایسی بنالینی چاہئے جیسے رات کے اندھیروں میں کام کرنے والے مزدور کو یہ یقین ہوتا ہے کہ میں اپنے مالک کی نظر میں ہوں اور اس سے میرا کوئی کام پوشیدہ نہیں ہے تو یقیناوہ اپنے کام میں چستی دکھائے گا اور غفلت وکوتاہی سے کام نہ لے گا۔بس اس نوعیت کا استحضار جس بندے کو اپنے اللہ سے حاصل ہوگیا تو وہ کامیاب ہوگیا۔(۱۰)

۶)۔صحبتے با اہل حق: ص:۴۵۔
۷)۔صحبتے با اہل حق: ص:۵۱۔
۸)۔صحبتے با اہل حق: ص:۵۴۔
۹)۔صحبتے با اہل حق: ص:۵۵۔
۱۰)۔صحبتے با اہل حق: ص:۶۱۔

۸) حیا خدا تعالیٰ کا عطیہ اور انعام ہے جو بچپن ہی سے فطرت میں موجود ہوتا ہے اور یہی مکلف ہونے کے بعد نصف الایمان بن جاتا ہے الحیاء نصف الایمان، بچپن کا حیا، اگر بڑی عمر میں بھی محفوظ کرلیا گیا تو انسان کامیاب ہے ورنہ عام تجربہ یہ ہے کہ بری مجلس کی وجہ سے اور برے دوستوں کی وجہ سے حیا کی دولت سے بھی انسان محروم ہوجاتا ہے۔(۱)

۹) تحصیل علم میں جس قدر مشقت اور تعب زیادہ ہوگا اسی قدر علم کی قدر وعظمت زیادہ ہوگی اور اسی پر نتائج وثمرات بھی اچھے مرتب ہوں گے۔(۲)

۱۰) لوگوں کو علم نہیں کہ والدہ کی خدمت اور والدین کی عزت میں اللہ نے کتنی برکتیں رکھی ہیں، لوگ دعاؤں کی مقبولیت کی غرض سے قبروں پر جاتے ہیں، طواف کرتے ہیں، شرکیہ افعال کا ارتکاب کرتے ہیں حالاں کہ مقبول دعاؤں کا خزانہ والدہ کی صورت میں ان کے گھر میں موجود ہوتا ہے۔(۳)

۱۱) استغفار سے گناہوں کی میل زائل ہوجاتی ہے۔ جب کپڑا میلا ہوجاتا ہے یا اس پر میل کے داغ لگ جاتے ہیں تو صابن سے اس کو دھوتے ہیں اس کو خوب مانجھتے ہیں اور رنگ سازوں کے اصول بھی یہی ہیں کہ کپڑے پر ایک رنگ چڑھانے یا نقش ونگار کرنے کے لئے اولا اس کی خوب صفائی کرتے ہیں اور میل کچیل کو دور کردیتے ہیں تب اس پر رنگ چڑھتا اور نقش جمتا ہے، اسی طرح ہمارا نفس بھی گناہوں کی میل سے آلودہ ہے جس طرح بھی کثرت سے استغفار پڑھیں گے گناہوں کی میل دور ہوگی اور عبادت، نماز، روزہ، ذکر وفکر کے حسین نقوش اور عبودیت کا جمیل رنگ چڑھتا جائے گا۔(۴)

---

۱)۔صحبتے با اہل حق: ص:۶۲۔
۲)۔صحبتے با اہل حق: ص:۶۵۔
۳)۔صحبتے با اہل حق: ص:۸۳۔
۴)۔صحبتے با اہل حق: ص:۱۲۰۔۱۲۱۔

۱۲) کامیابی اور فتح مندی اور رضائے الٰہی کے حصول کے لئے واحد زینہ ''اتباع سنت'' ہے۔ صرف اور صرف یہی ایک راستہ ہے جس پر چل کر انسان دنیا اور آخرت میں درجات عالیہ حاصل کرسکتا ہے اور اسی راستے کی برکت سے انسان مدارج کمال تک پہنچ جاتا ہے۔ سنت رسول ﷺ کا راستہ مقبول راستہ ہے جو بھی اس راہ پر چلے گا وہ بھی مقبول ہوجائے گا۔(۵)

۱۳) تحصیل علم کے تین آداب کو ملحوظ رکھا جائے تب صلاحیت نکھرتی، استعداد جلا پاتی اور علمی وروحانی ترقیاں حاصل ہوتی ہیں:

۱۴) استاد کا ادب ۲) مسجد اور درس گاہ کا ادب ۳) کتاب کا ادب (۶)

۱۴) برادران یوسفؑ عشق ومحبت اور اطاعت وجاں نثاری اختیار کئے بغیر محبوب بننا چاہتے تھے، اس لئے ان کا فیض وافادہ بھی کم رہا۔ اگر محبوب بننے کے بجائے محب بن جاتے وفاداری اور عشق ومحبت کا مظاہرہ کرتے تو یقینا ان کو بھی روحانی ترقیاں حاصل ہوجاتیں۔(۷)

۱۵) ذکر اللہ روح کائنات ہے، لفظ اللہ، تمام صفات وکمالات کا جامع ہے، جب تک اللہ کا نام لیا جاتا رہے گا، کائنات قائم رہے گی اور قیامت نہیں آئے گی، مگر ایک وقت آئے گا جب الحاد اور دہریت کا غلبہ ہوجائے گا، اللہ کا ذکر، اللہ کی یاد دلوں سے اٹھ جائے گی، بھولے سے بھی کوئی اللہ کا نام نہیں لے گا، تب اسرافیلؑ کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا اور قیامت قائم ہوجائے گی، گویا عالم کی بقا اور کائنات کے وجود کا دارومدار ذکر الٰہی

---

۵)۔صحبتے با اہل حق: ص:۱۲۵۔
۶)۔صحبتے با اہل حق: ص:۱۴۱۔
۷)۔صحبتے با اہل حق: ص:۱۴۴۔

پر ہے۔(۱)

۱۶)علم کی طرح ذکر،طریق عبادت اور سلسلہ بیعت بھی متوارث ہے جس طرح علم بغیر استاد کے ناقص ہے اسی طرح ذکر وفکر،طریق عبادت اور سلسلہ بیعت بھی بغیر استاد کے ناقص اور بعض حالات میں مضرت رساں ہے۔(۲)

۱۷)جن لوگوں نے تصوف وسلوک اور بیعت اور سمع وطاعت کے بڑے بڑے بورڈ آویزاں کردیئے ہیں اور خود کسی فاضل،مربی اور لائق کامل استاد سے سبق نہیں پڑھا ان سے اجتناب کرنا چاہیئے کہ ایسوں کا انجام خطرناک ہوتا ہے۔والعیاذ باللہ۔(۳)

۱۸)سلسلہ قادریہ اور چشتیہ ایک ہی تالاب کی دو مختلف نہریں ہیں،دونوں کا مرکز اور مخزن ایک ہے،پانی ایک ہے،صرف راستے جدا جدا ہیں،دوسرے سلاسل تصوف اور مختلف فقہی مذاہب کا بھی یہی حال ہے۔(۴)

۱۹)بعض لوگ دانستہ طور پر تصوف کے ان سلسلوں اور فقہی مذاہب کو فرقہ واریت پر حمل کر کے دنیا کو گمراہ کرتے اور دھوکہ دیتے ہیں،مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔(۵)

۲۰)والدین بے دین یا فاسق وفاجر ہوں تب بھی اولاد کا رویہ ان کے ساتھ درشت اور تلخ نہیں ہونا چاہیئے،والدین کی اِطاعت اور ان کے اِرشاد پر جی اور لبیک کہنے کی شریعت میں بڑی اہمیت ہے۔باقی رہے ایسے امور جو استطاعت سے خارج ہیں

۱)۔صحبتے با اہل حق:ص:۱۶۲۔

۲)۔صحبتے با اہل حق:ص:۱۶۶۔

۳)۔صحبتے با اہل حق:ص:۱۶۶۔

۴)۔صحبتے با اہل حق:ص:۱۷۰۔

۵)۔صحبتے با اہل حق:ص:۱۷۰۔

اور والدین ان کے کرنے کا حکم دیتے ہیں تو ایسے امور کو نہ کر سکنے میں مواخذہ نہیں ہے۔(۶)

۲۱)نفس جو ہے وہ برائی کی طرف مائل رہتا ہے اور برائی کا حکم دیتا ہے اولاً اس کی تطہیر اور تزکیہ ضروری ہے،تزکیہ میں بڑے بڑے برکات ہیں،نفس مزکی ہو تو خدا تعالی اہلیت سے نوازتے ہیں اور انوار وبرکات کا نزول ہوتا ہے،استغفار سے تطہیر وتزکیہ باطن ہوتا ہے۔(۷)

۲۲)جب طمع،لالچ اور خود غرضی آجاتی ہے تو برکات اٹھ جاتے ہیں،اللہ کی مدد بند ہوجاتی ہے جب بھی دین کا کام کرو،تدریس اور تصنیف کے مواقع میسر ہوں تبلیغ کا خدا موقع دے تو اپنی طرف سے حصول جاہ،منصب اور حصول مال ودولت کی تمنا تک دل میں نہ لاؤ،دیوبند کے اکابر اساتذہ اور ہمارے بزرگوں کا یہی وہ امتیاز ہے جس سے اللہ نے ان کو خصوصیت سے نوازا ہے۔(۸)

۲۳)ہماری جدوجہد اور کوششیں کسی بھی لادینی قوت کو نفع پہنچانے کے لئے نہ ہوں،نہ مغربی جمہوریت کے لئے اور نہ حکومت کے لئے،ہماری کوشش محض شریعت کے لئے ہونی چاہیئے۔(۹)

۲۴)اگر عمل سنت کے مطابق نہ ہو تو اللہ تعالی کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوتا،اگرچہ فی نفسہ وہ کتنا اچھا کیوں نہ ہو۔نیت جتنی بھی اچھی ہو،جتنا بھی خلوص سے کیا جائے جب تک اس پر سنت اور شریعت کی مہر نہ لگے وہ اللہ کی بارگاہ میں قبول نہ ہوگا۔(۱۰)

۶)۔صحبتے با اہل حق:ص:۱۸۰۔

۷)۔صحبتے با اہل حق:ص:۱۸۶۔

۸)۔صحبتے با اہل حق:ص:۲۰۵۔

۹)۔صحبتے با اہل حق:ص:۲۱۷۔

۱۰)۔صحبتے با اہل حق:ص:۲۲۴۔

۲۵) ہم شب وروز مادی سلسلہ میں دیکھتے ہیں کہ: اولاد میں جو باپ کے زیادہ قریب اور اس کے کام کو پورا کرنے والی اور خدمت بجالانی والی ہوتی ہے اسے والدین کی نگاہوں میں عزت حاصل رہتی ہے اور دنیوی ترقی کے بھی راستے کھلتے ہیں، روحانی سلسلہ میں بھی یہی اثرات مرتب ہوتے ہیں، روحانی اولاد میں جو بچے یعنی طلبہ اپنے روحانی والدین یعنی اساتذہ کی خدمت کرتے ہیں ان کی نگاہوں میں بھی وقار حاصل رہتا ہے اور علمی ودینی اور روحانی ترقی کے راستے بھی ایسوں ہی کے لئے کھلتے ہیں تو روحانی ترقی اور علمی منزلت کے حصول میں ادب واحترام اور اساتذہ کی شفقت اور دعاؤں کو خاص الخاص اہمیت حاصل ہے۔(۱)

۲۶) بھائیو! علم کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ قلب وروح اور رگ وریشہ میں رچ بس جائے اور یہ کہ اس میں ثواب وعقاب کا ذکر ہے اور جو وعدوعید ہے وہ یقینا مرتب ہونے والا ہے اور اگر یہ حالت نہ ہو تو علم فائدہ نہ دے گا۔(۲)

۲۷) (زمانہ طالب علمی میں) وظائف کی طرف کم اور کتاب ومطالعہ کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے، اصل وظیفہ تحصیل علم کا اشتیاق اور محنت ومطالعہ اور تکرار سبق ہے۔(۳)

۲۸) جس عبادت میں تکبر آجائے جس علم میں غرور ہو وہ بے کار ہو جاتا ہے، نہ دنیا کا فائدہ نہ آخرت کا۔(۴)

۲۹) صوفیا حضرات کا قول ہے: العلم حجاب، کہ علم پردہ ہے، علم سے مراد علم النفس ہے کہ میں بھی کچھ ہوں، تو حضرات صوفیا کی غرض یہ ہے کہ: اللہ اور بندے کے درمیان یہ علم

۱)۔ صحبتے با اہل حق: ص:۲۵۹۔
۲)۔ صحبتے با اہل حق: ص:۲۷۴۔
۳)۔ صحبتے با اہل حق: ص:۳۲۸۔
۴)۔ صحبتے با اہل حق: ص:۳۴۵۔

النفس اور یہ انانیت بہت بڑا حجاب ہے۔ جاہل صوفیا اس سے علم ظاہر اور علم شریعت مراد لیتے ہیں۔(۵)

۳۰) یہ عصبیت، قبائلی، قومی اور وطنی نعرے اور نفسانیت وأنانیت جب تک باقی ہو تو نہ خدا مل سکتا ہے نہ مقصد میں کامیابی ہوتی ہے۔(۶)

ملفوظات

حضرت مولانا پیر غلام حبیب قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۲۱/۶/۱۴۱۰ھ۔ بمطابق: ۲۰ رستمبر ۱۹۸۹)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ پیر فضل علی قریشی قدس اللہ سرہ

وحضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی قدس اللہ سرہ

۱) آج کل صوفیوں نے تقوی کو محض کھانے پینے تک محدود کردیا ہے، حالاں کہ تقوی کے معنی ہیں: ہر اس چیز کو ترک کرنا، جس کے اختیار کرنے سے تعلق باللہ میں فرق آئے۔(۷)

۲) تقوی ولایت کے حصول کے لئے شرط ہے۔(۸)

۳) جو سالک جسم کی طہارت کا لحاظ نہیں رکھتا، وہ قلب کی طہارت کیسے حاصل کرے گا؟ ایسے شخص کا دل تو ''بت خانہ'' بل کہ ''گند خانہ'' بن جاتا ہے، جس قلب میں غیر اللہ کی

۵)۔ صحبتے با اہل حق: ص:۳۵۵۔
۶)۔ صحبتے با اہل حق: ص:۳۵۵۔
۷)۔ حیات حبیب: شمائل وخصائل: ص:۶۲۔
۸)۔ حیات حبیب: شمائل وخصائل: ص:۶۳۔

محبت ہو وہ نجس ہے۔(۱)

۴)حقوق اللہ اور حقوق العباد کے درمیان ایک میزان ہے جس نے اسے درست رکھا وہ محبوب حقیقی سے واصل ہوا اور جس نے کوتاہی کی وہ محروم ومہجور ہوا۔(۲)

۵)پیر کو ’’چپ شاہ‘‘ نہیں بننا چاہئے۔عموماً دیکھا گیا ہے کہ مریدین جو مرضی کرتے رہیں، پیر صاحب خاموش تماشائی بنے بیٹھے رہتے ہیں۔اس سے پیری مریدی تو چمک جاتی ہے،مگر مریدین کی اصلاح نہیں ہوتی ۔یہ سراسر مداہنت ہے ،روک ٹوک کرتے رہنا چاہئے،تاکہ ضروری اصلاح ہو۔(۳)

۶)اتنی عبادت کرو کہ خالق اور مخلوق دونوں کو آپ پر ترس آنے لگے۔(۴)

۷)کسب فیض سے غفلت ایسی ختم ہو جاتی ہے کہ نیند بھی نہیں آتی،دل بے دار ہوتا ہے تو پورے جسم کو بے دار رکھتا ہے۔(۵)

۸)بعض ڈھونگی پیر عورتوں کو سامنے بے حجابانہ آنے کی اجازت دیتے ہیں،یہ سراسر گمراہی ہے،عورتیں بھی کہتی ہیں: اگر پیر صاحب ہمیں دیکھیں گے نہیں تو قیامت کے دن ہماری شفاعت کیسے کریں گے؟۔۔۔کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں دیکھا ہے؟ اگر نہیں دیکھا ہے تو قیامت کے دن وہ کیسے تمہاری شفاعت کریں گے؟ ایسا ہوتا تو حضور ﷺ بھی صحابیات ؓ کو دیکھتے،مگر وہاں تو پردہ داری کی انتہا نظر آتی ہے۔(۶)

۹)ہمارے مشائخ تو بیعت ہونے والی عورتوں کے کپڑے بھی نہیں دیکھتے

۱)۔حیات حبیب: شمائل وخصائل:ص:۶۳۔
۲)۔حیات حبیب: شمائل وخصائل:ص:۶۳۔۶۴۔
۳)۔حیات حبیب: شمائل وخصائل:ص:۷۸۔
۴)۔حیات حبیب: اشاعت دین:ص:۲۷۰۔
۵)۔حیات حبیب: خانقاہ حبیبیہ:ص:۲۹۷۔
۶)۔حیات حبیب: خانقاہ حبیبیہ:ص:۳۰۱۔

تھے،اس حد تک پردے کی پابندی فرماتے تھے۔(۷)

۱۰)عورت کو بغیر برقعہ کے دیکھنا حرام ہے، برقعہ کے ساتھ دیکھنا فتوی ہے اور برقعہ کے ساتھ بھی نہ دیکھنا تقوی ہے۔(۸)

۱۱)آج کل کے نوجوان بازار میں لڑکیوں کو للچائی نظروں سے دیکھتے ہیں، اللہ تعالی نے ایک سے بڑھ کر ایک کو پیدا کیا ہے، ہر ٹھپہ دوسرے سے مختلف ہے۔بھلا کتنے ٹھپے دیکھو گے؟ اس کی تو کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔(۹)

۱۲)سالک کو نہ صرف اپنے شیخ سے رابطہ رکھنا چاہئے بل کہ مرکز سے بھی رابطہ رکھنا چاہئے، ہم لوگ اپنے مشائخ کی عدم موجوگی میں جب ان کی خانقاہ پر جاتے تھے تو ہمیں در و دیوار سے فیض ملتا تھا۔(۱۰)

۱۳)صالحین کے چہروں پر نظر ڈالنا بھی عبادت ہے۔(۱۱)

۱۴)اجازت وخلافت آدمی کی پوشیدہ استعداد کی تصدیق ہے۔(۱۲)

۱۵)کمینی دنیا کی چمک دمک پر شیدا نہ ہوں، اس کی زینت پہ فریفتہ نہ ہوں، اس کے کرّ وفر کے باعث آپے سے باہر نہ ہوں یہ ایک شکر آلود زہر ہے اور ملمع کی ہوئی نجاست ہے، اس زہر کا مقتول دائمی موت میں اور سرمدی حیات میں مبتلا ہے، اللہ تعالی کی خفیہ تدبیر سے بے فکر نہ ہوں، ذکر و عبادت میں یکسو اور یک رو ہو جائیں۔(۱۳)

۷)۔حیات حبیب: خانقاہ حبیبیہ:ص:۳۰۱۔
۸)۔حیات حبیب: خانقاہ حبیبیہ:ص:۳۰۱۔
۹)۔حیات حبیب: خانقاہ حبیبیہ:ص:۳۰۴۔
۱۰)۔حیات حبیب: خانقاہ حبیبیہ:ص:۳۲۱۔
۱۱)۔حیات حبیب: خانقاہ حبیبیہ:ص:۳۲۵۔
۱۲)۔حیات حبیب: خانقاہ حبیبیہ:ص:۳۲۷۔
۱۳)۔حیات حبیب: خانقاہ حبیبیہ:ص:۳۴۰۔

۱۶)جس کی زندگی محمود اس کی موت بھی محمود اور جس کی زندگی مذموم اس کی موت بھی مذموم۔(۱)

۱۷)مبلغ کو چاہئے رات کو خدا سے لیا کرے اور دن کو مخلوق کو دیا کرے، جو رات کو نہیں لے گا وہ دن میں کچھ نہیں دے گا۔(۲)

۱۸)مراقبے میں نہ کچھ پڑھنا ہے نہ کچھ کرنا ہے۔۔۔فقط اپنی توجہ دل کی طرف اور دل کی توجہ اللہ کی طرف کرنی ہے کہ اللہ کی طرف سے فیض بذریعہ شیخ میرے دل میں آرہا ہے۔(۳)

۱۹)ذکر کرنے سے انسان کو دل جمعی حاصل ہوتی ہے اور اطمینان نصیب ہوتا ہے۔(۴)

۲۰)ہمیں اس سلسلہ نقشبندیہ پر فخر ہے کہ ہم نقشبندیہ مجددیہ صدیقیہ سے تعلق رکھتے ہیں، یہ وہ سلسلہ عالیہ ہے کہ جہاں پر اور سلاسل کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے اس سلسلہ کی ابتدا ہوتی ہے اور یہ سلسلہ بدعت سے پاک ہے اور اس سلسلے کے لوگ پوری سنت پر عمل کرنے والے ہیں اور اس سلسلے کے لوگ لوجہ اللہ کام کرتے ہیں جن کا مقصد اللہ کی رضا ہے۔(۵)

۲۱)قلب کو تم ہرگز جاری نہیں کرو گے، جب تک انابت الی اللہ نہ کرو گے، انابت کا معنی ہر وقت، ہر آن میں اللہ تعالی کی طرف رجوع کرنا اور جب تک قلب میں ڈر نہ ہو

۱)۔حیات حبیب:تعزیتی تاثرات:ص:۳۸۳۔
۲)۔حیات حبیب:اولاد وامجاد:ص:۴۷۹۔
۳)۔حیات حبیب:تعلیمات:ص:۴۹۸۔
۴)۔مجالس حبیب:ص:۱۰۰۔
۵)۔مجالس حبیب:ص:۱۱۸۔

تو اس کی اصلاح مشکل ہے۔(۶)

۲۲)جب اولیا اللہ کے ساتھ محبت وعقیدت نہ ہو تو اس وقت اصلاح مشکل ہے، اگرچہ لوگ اس کو امر زائد کہتے ہیں، مگر قرآن وحدیث سے صاف واضح ہے کہ علم دین کا دارومدار تزکیۂ نفس اور اصلاح نفس پر ہے اور یہ چیز اولیا کرام، صدیق اکبرؓ، نبی اکرم ﷺ سے چلی آرہی ہے۔(۷)

۲۳)مستورات کو پردہ کے پیچھے بیعت کی جاتی ہے، جو لوگ مستورات کو سامنے بٹھا کر بیعت کرتے ہیں وہ طریقہ سراسر خلاف شریعت وسنت ہے اور غلط طریقہ ہے۔(۸)

۲۴)کثرت سے ذکر کرنا چاہئے، ذکر کرنے سے رفتہ رفتہ وہ زمانہ ان شاء اللہ تعالی آئے گا کہ بدن کے بال بال سے ذکر جاری وساری ہوگا، ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میت کے اوپر کفن پڑا ہوا ہے اور اس کا قلب کفن کے نیچے حرکت کرتا ہے اور اس میت کا قلب ذکر الہی میں مستغرق رہتا ہے۔ذکر میں اس قدر مستغرق ہو جاؤ کہ ذکر کی وجہ سے قلب پر رنگ چڑھ جائے۔(۹)

۲۵)اولاد کو دین پر لگانا چاہئے ورنہ ان کی زندگی تباہ ہوگی، (اور) یہی اولاد قیامت کے دن والدین کے خلاف دعوی دائر کرے گی اور وہ عدالت بھی خداوندی عدالت ہوگی(۱۰)

۲۶)اللہ تعالی بندے سے قلب سالم لینا چاہتا ہے کہ اس کا قلب تمام امراض باطنیہ سے پاک ہو، شرک وبدعت، بغض وحسد وغیرہ سے بالکل صاف ہو، اصلی عبادت یہ ہے کہ

۶)۔مجالس حبیب:ص:۱۲۰۔
۷)۔مجالس حبیب:ص:۱۲۰۔۱۲۱۔
۸)۔مجالس حبیب:ص:۱۲۵۔
۹)۔مجالس حبیب:ص:۱۳۲۔
۱۰)۔مجالس حبیب:ص:۱۷۵۔

قلبِ عبداللہ ماسوی اللہ سے پاک ہو۔۔۔۔یہ ہے اصل توحید۔(۱)

۲۷) جسم کی ضروریات اور تقاضے الگ ہیں، اور روح کے تقاضے جدا ہیں ،جس طرح بدن کی نشوونما کے لئے غذا اور لباس وغیرہ کی ضرورت ہے اسی طرح روح عالم ملکوت سے آتی ہے، اللہ تعالی نے اس کی خوراک بھی وہاں سے بھیجی ہے اور وہ ہے قرآن۔ روح کا لباس تقوی ہے۔۔۔تقوی نام ہے بچنا ہر اس چیز سے جس کے اختیار کرنے سے تعلق باللہ میں فرق آئے۔(۲)

۲۸) متقی بنو، اللہ کے قائم مقام بنو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو، اللہ کی رضا کے لئے کام کرو، پھر دیکھو کیسے اللہ کی مدد آتی ہے۔(۳)

۲۹) ہم نکھٹو ہیں، کام نہیں کرتے اور اکابر کو بدنام کرتے ہیں، ہمارے اکابر علم وعمل کے جامع تھے، تقوی کے امام تھے، ذرا ان کی سوانح تو پڑھ کر دیکھو، پھر پتہ چلے گا کہ وہ کیا تھے۔ اور ہم کیا ہیں، ہم ان کی طرح قربانی نہیں دے سکتے تو تقوی، طہارت کو اختیار کریں، مراقبہ ومجاہدہ کریں تو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی ہم سے بھی اِعلائے کلمۃ اللہ کا کام لیں۔(۴)

۳۰) یہ دنیا دار فانی ہے، اللہ تعالی نے ہمیں یہاں کھیل تماشے کے لئے نہیں، آخرت کی تیاری کے لئے بھیجا ہے، ہر اِنسان کو چاہئے کہ وہ دیکھے کہ آنے والے کل کے لئے اس نے کیا ذخیرہ بھیجا ہے۔(۵)

۱)۔مجالس حبیب:ص:۳۸۷۔

۲)۔مجالس حبیب:ص:۳۸۷۔

۳)۔مجالس حبیب:ص:۳۸۷۔

۴)۔مجالس حبیب:ص:۳۸۷۔

۵)۔مجالس حبیب:ص:۳۸۷۔

۳۱) کامیاب بندہ وہ ہے جو اپنا ایمان سلامت لے کر دنیا سے رخصت ہو، اور وہ جونہی عالم برزخ میں جائے تو بارگاہِ الٰہی سے اِرشاد ہو کہ واہ میرے بندے تو نے حق ادا کر دکھایا۔(۶)

۳۲) اگر دوسرے کا نقطہ نظر غلط بھی ہے تو اسے دردمندی سے اپنا بھائی سمجھ کر سمجھانا چاہئے نہ کہ طنز اور طعن کی بوچھاڑ سے، اس سے اِصلاح ہوگی، مناظرہ ومناقشہ نہ ہوگا۔(۷)

۳۳) یہ دنیا آرام گاہ نہیں، سیر گاہ اور تماشا نہیں ہے، یہ امتحان گاہ ہے، ہم نے اسے چراگاہ بنالیا ہے۔(۸)

۳۴) قرآن، انسانیت کے لئے دستور حیات، ضابطۂ حیات، بل کہ آبِ حیات ہے۔(۹)

۳۵) انسان دنیا میں اللہ کا قائم مقام ہے، اس کا نائب اور اس کی تجلیات کا مظہر اتم ہے۔(۱۰)

۶)۔مجالس حبیب:ص:۳۸۷۔

۷)۔مجالس حبیب:ص:۳۸۷۔

۸)۔مجالس حبیب:ص:۳۸۷۔

۹)۔مجالس حبیب:ص:۳۸۷۔

۱۰)۔مجالس حبیب:ص:۳۸۷۔

ملفوظات

حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۱۳؍محرم الحرام ۱۴۱۲ھ۔ بمطابق ۲۶؍جولائی ۱۹۹۱)

خلیفہ مجاز

حضرت خواجہ پیر فضل علی قریشی قدس اللہ سرہ

وحضرت مولانا عبدالغفور المدنی العباسی قدس اللہ سرہ

۱) نماز دن میں پانچ مرتبہ فرض ہے اور پردہ عورت پر ہر وقت فرض ہے۔(۱)

۲) جب تک پیٹ میں حلال روزی نہ جائے، باطنی ترقی ممکن نہیں ہے۔ حرام روزی سے دل میں ظلمت پیدا ہوتی ہے اور حلال روزی سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے، عبادت میں لذت پیدا ہوتی ہے۔(۲)

۳) باطنی فیض بھی مہمانی کے اعتبار سے ہے، جس درجہ کا مہمان نواز ہوگا اسی درجہ کا فیض اس سے جاری ہوگا۔(۳)

۴) پہلے لوگ علم عمل کرنے کے لئے حاصل کرتے تھے اور اب علم شہرت اور روپیہ کمانے کے لئے حاصل کرتے ہیں، عمل مقصود ہے علم مقصود نہیں۔ علم عمل کے لئے ہے۔ عمل کی وجہ سے انسان جنت میں جائے گا، علم کی وجہ سے جنت میں نہ جائے گا۔(۴)

۵) حرام روزی کھانے سے اولاد بے حیا پیدا ہوتی ہے، وجہ یہ ہے کہ: جب حرام

۱)۔ نقشبندی کشکول: ص: ۲۳۔

۲)۔ نقشبندی کشکول: ص: ۲۴۔

۳)۔ نقشبندی کشکول: ص: ۲۷۔

۴)۔ نقشبندی کشکول: ص: ۴۸۔۴۹۔

لقمہ پیٹ میں جاتا ہے تو اس سے منی اور خون پیدا ہوتا ہے تو جو اولاد اس حرام منی سے جنم لیتی ہے اس کے اعمال بھی گندے ہوتے ہیں۔(۵)

۶) یارِ بد مارِ بد سے زیادہ برا ہے، کیوں کہ سانپ صرف جان لیتا ہے اور برا دوست ایمان لیتا ہے۔ برا دوست شیطان سے بھی زیادہ برا ہوتا ہے کیوں کہ شیطان صرف دل میں برائی ڈالتا ہے لیکن برا دوست ہاتھ پکڑ کر برے کام کی طرف لے جاتا ہے۔(۶)

۷) آج کل گندم نما "جو" فروش مشائخ بہت ہیں جو کہ بدعات ورسومات میں مستغرق ہوگئے ہیں تو ان کی ظاہری شہرت پر فریفتہ نہ ہونا ورنہ مقصد سے اور بھی دور ہو جاؤ گے۔(۷)

۸) اے برادران عزیز! کسی شیخ کامل کو تلاش کرلو، اس کے دامن کو پکڑ لو، تاکہ نفس کے شکار نہ ہو جاؤ، نفس کا ڈاکہ مؤمن کے ایمان پر ہوتا ہے اور ایمان کی حفاظت فرض ہے اور ایمان کی حفاظت کا وسیلہ شیخ کامل ہے، وہ تم کو شریعت پر چلنے کی تلقین کرے گا، کتاب وسنت پر لگائے گا اور جب کتاب وسنت دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، ایمان محفوظ رہے گا۔(۸)

۹) شیخ پر لازم ہے کہ بوقت بیعت مرید سے اتباع شریعت کا عہد لے کیوں کہ طریقت اہل اللہ کے نزدیک ایک جال ہے جس کے ذریعہ وہ مسلمانوں کو شریعت کے دائرہ میں لاتے ہیں کیوں کہ شریعت اصل ہے، طریقت اس پر عمل ہے، معرفت طریقت کا ثمر ہے، حقیقت اصل مقصد ہے، تو حقیقت تک پہنچنا موقوف ہے معرفت پر، اور معرفت موقوف

۵)۔ نقشبندی کشکول: ص: ۴۹۔

۶)۔ نقشبندی کشکول: ص: ۵۳۔

۷)۔ نقشبندی کشکول: ص: ۱۰۸۔۱۰۹۔

۸)۔ نقشبندی کشکول: ص: ۱۲۵۔

ہے طریقت پر اور طریقت فرع ہے شریعت کی، تو نتیجہ یہ نکلا کہ شریعت اصل ہے، اساس ہے، بغیر اس کے سارے مجاہدات و مراقبات اور ورد واذ کار بے کار ہیں۔(۱)

۱۰) شیخ پر واجب ہے کہ مرید کے رازوں کو کسی پر ظاہر نہ کرے، یہ ایک خیانت ہے جو کسی کے لئے جائز نہیں، چہ جائیکہ شیخ کے لئے۔(۲)

۱۱) صحیح توبہ یہ ہے کہ توبۃ النصوح کرے یعنی کئے ہوئے گناہوں پر پشیمان ہو اور آئندہ کے لئے یہ عہد کرے کہ پھر گناہوں کے قریب نہیں جاؤں گا اور اگر بہ تقاضائے بشریت پھر بھی گناہ سرزد ہو جائے تو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، دو رکعت نفل بہ نیت توبہ پڑھے اور تجدید توبہ کرے۔(۳)

۱۲) استغفار اس زنگ اور سیاہی کو جو گناہوں کی وجہ سے دل پر چھا جاتی ہے مٹا دیتا ہے اور درود شریف کی خاصیت یہ ہے کہ دل میں قوت اور جاذبیت کا مادہ پیدا کر دیتا ہے جس کے بعد کلمہ تمجید کے برکات، ذکر نفی و اثبات کے انوار و مراقبات کے آثار قلب اور دیگر لطائف میں نمودار ہو جاتے ہیں اور سالک طریقت ایک نئی زندگی میں قدم رکھتا ہے جسے ہم اسلام حقیقی سے تعبیر کر سکتے ہیں اور اسی وقت سالک کو شریعت مقدسہ کے ساتھ خود بخود محبت پیدا ہو جاتی ہے اور چاہتا ہے کہ کاش شریعت بمنزلہ ایک جام شربت شیریں و خوش ذائقہ ہوتی اور میں سب کا سب پی لیتا (یا اللہ! ہم سب کو یہ مقام بتوسل اہل اللہ نصیب فرما۔ آمین)(۴)

۱۳) مرید کو چاہئے کہ اپنے شیخ کا زیادہ سے زیادہ ادب کرے، جتنا ادب کرے گا

۱)۔ نقشبندی کشکول: ص:۱۳۳۔
۲)۔ نقشبندی کشکول: ص:۱۳۵۔
۳)۔ نقشبندی کشکول: ص:۱۳۶۔
۴)۔ نقشبندی کشکول: ص:۱۳۷۔

اتنی ہی شیخ کے دل میں اس کی محبت بڑھے گی اور جتنا محبت میں اضافہ ہوگا اتنی ہی جلدی اللہ پاک مرید کو مقامات عنایات کرے گا۔ شریعت، طریقت، معرفت، سب آداب ہی آداب ہیں۔(۵)

۱۴) مرید کے لئے نہایت ضروری ہے کہ سنت کی متابعت کرے اس میں سستی نہ کرے کیوں کہ بغیر متابعت سنت کوئی مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔(۶)

۱۵) اگر استغفار زبان ہی سے ہو اور دل میں گناہ پر پشیمانی نہ ہو تو یہ استغفار غیر مفید ہے بل کہ اس استغفار سے بھی استغفار لازم ہے۔(۷)

۱۶) صغیرہ گناہوں کو حقیر نہ سمجھو، اگر سرزد ہو جائے تو فوراً مغفرت کی درخواست کرو، چھوٹے چھوٹے گناہ جب جمع ہو جاتے ہیں تو ان کا پہاڑ بن جاتا ہے۔(۸)

۱۷) آپ جس طرح اولیا و عارفین کی تعظیم کرتے ہیں اسی طرح فقہا و علما کی بھی تعظیم کرنا ضروری ہے اس لئے کہ علما و فقہا شریعت کے وارث اور احکام شرعیہ کے محافظ ہیں۔(۹)

۱۸) شریعت طریقت سے الگ نہیں اور طریقت شریعت سے جدا نہیں۔ بعض جاہل صوفی یہ کہتے ہیں: ہم اہل باطن ہیں اور وہ اہل ظاہر ہیں، یہ بڑی غلطی اور نادانی ہے، حالاں کہ دین محمدی علی صاحبہ الصلاۃ والسلام دونوں کا نام ہے، اگر ظاہر نہ ہوتا تو باطن کا وجود کیسے ہوتا؟ چناں چہ دل بغیر جسم کے موجود نہیں ہو سکتا کیوں کہ جسم بمنزلہ مکان ہے اور دل بمنزلہ مکین۔ دل بدن کا نور ہے اگر بدن میں نور نہ ہو تو وہ مردہ اور تاریک ہوگا۔ غرض ظاہر باطن

۵)۔ نقشبندی کشکول: ص:۱۴۲۔
۶)۔ نقشبندی کشکول: ص:۱۴۴۔
۷)۔ نقشبندی کشکول: ص:۱۶۴۔
۸)۔ نقشبندی کشکول: ص:۱۶۴۔
۹)۔ نقشبندی کشکول: ص:۲۰۸۔

کا محتاج ہے اور باطن ظاہر کا۔(۱)

۱۹) عجز وانکسار کے ساتھ اللہ کے در پر آجاؤ تا کہ تمہارے لئے کرمِ خداوندی کے دروازے کھل جائیں کہ سخی کا دروازہ محتاج کے لئے ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔(۲)

۲۰) دنیا فانی ہے، بقا کسی کے لئے نہیں ہے، چند روزہ زندگی ہے اس لئے آخرت کے لئے توشہ جمع کرلو تا کہ وہاں مفلس نہ رہو، دنیا دار العمل ہے اگر یہاں کچھ نہ کیا تو پچھتانا پڑے گا لیکن اس وقت کوئی فائدہ نہ ہوگا، گزرا ہوا زمانہ ہاتھ نہیں آتا، وہ تو گزر گیا اور مستقبل کا علم نہیں کہ زندگی کتنی باقی ہے تو زمانہ حال کی قدر کرو اور زادِ راہ جو کچھ تیار کر سکتے ہو، کرلو، قبر میں، حشر میں اپنا عمل ہی کام آئے گا۔(۳)

۲۱) جب اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے گا تو تمام جہاں تمہارا ہو جائے گا۔(۴)

۲۲) عامل حضرات کی آخری عمر برباد ہو جاتی ہے، پریشان حال ہو کر مرتے ہیں(۵)

۲۳) اسلامی زندگی اور اسلامی معاشرہ کا تصور اور اس کی تشکیل قرآن مجید واحادیث نبویہ میں مندرج تعلیمات واحکام کو معمول بہا اور زندگی کا جز لاینفک بنائے بغیر نہ صرف ناممکن بل کہ محال و ممتنع ہے اور اس کے بغیر اپنی زندگی کو اسلامی اور معاشرہ کو مسلم سمجھنا صحیح نہیں۔(۶)

۲۴) برادران عزیز! اگر یہاں اچھا اور نیک عمل کرو گے تو اللہ کے فضل سے جنت کے مالک بن جاؤ گے، دائمی زندگی عیش وعشرت میں بسر کرو گے اور اگر اس چند روزہ

۱)۔نقشبندی کشکول:ص:۲۰۸۔۲۰۹۔

۲)۔نقشبندی کشکول:ص:۲۱۱۔

۳)۔نقشبندی کشکول:ص:۲۱۳۔

۴)۔اصلاح المسلمین:ص:۵۰۔

۵)۔اصلاح المسلمین:ص:۵۰۔

۶)۔اصلاح المسلمین: مقدمۃ الکتاب:ص:۱۷۔

اور عارضی زندگی کو آزادی و بے لگامی، کج راہی اور کج روی میں گزارو گے تو جنت کے داخلہ سے محرومی یا سزا پانے کے بعد بدیر داخلہ تمہارا نصیب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور بچائے۔(۷)

۲۵) یہ دنیا ومتاعِ دنیا عارضی اور فانی ہے، موت سر پر کھڑی ہے، نہ معلوم کب حملہ آور ہو اور اس زندگی کو ختم کردے، قبر کا دو گز گڑھا ہمارا مقام ہوگا، جہاں صرف عمل ہی کام آئے گا، اگر عمل اچھا ہے تو قبر ایک سرسبز وشاداب باغیچہ ہوگی ورنہ آگ کا گڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔(۸)

۲۶) خوب جان لیجئے کہ: جس ملک میں بے پردگی وعریانی اور بے حیائی وفحاشی عام ہو گئی اس ملک پر اللہ کا قہر نازل ہوا۔(۹)

ملفوظات

حضرت مولانا شاہ محمد احمد پرتاب گڑھی قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۲؍ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ۔مطابق: ۱۲؍اکتوبر ۱۹۹۱)

خلیفہ مجاز

حضرت مولانا شاہ وارث حسن کوڑا جہاں آبادی قدس اللہ سرہ

وحضرت مولانا شاہ بدر علی نقشبندی مجددی قدس اللہ سرہ

۱) آج کل ہم لوگوں کی عجیب حالت ہو گئی ہے ہم نے اپنے اسلاف کی اور صحابہؓ کرام کی سیرت کو بالکل بھلا دیا ہے اور ہم اس قدر غافل ہو گئے ہیں کہ ہم میں ان کی کوئی

۷)۔اصلاح المسلمین: مقدمۃ الکتاب:ص:۷۳۔

۸)۔اصلاح المسلمین: مقدمۃ الکتاب:ص:۷۳۔

۹)۔اصلاح المسلمین: مقدمۃ الکتاب:ص:۷۳۔

چیز باقی نہیں رہ گئی ہے، نہ ہمارے اندر وہ ایمانی جذبہ ہے نہ ہمارے ایمان میں وہ قوت ہے نہ اللہ ورسول ﷺ کی وہ محبت وعظمت ہے جو صحابہ کرامؓ میں تھی، ہم دیکھ رہے ہیں کہ: ہمارے قلوب اللہ تعالیٰ کی عظمت اور سرکار دوعالم ﷺ کی محبت سے خالی ہیں، اسی طرح ہمارے اندر نہ آخرت کا یقین ہے نہ اللہ کے کلام کی عظمت ہے نہ رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک کی اور نہ آپ ﷺ کے ارشادات کی اہمیت ہے پھر اس کا جو نتیجہ ہوگا وہ ظاہر ہے۔(۱)

۲)حقیقت میں دنیا کی زندگی فانی اور مٹ جانے والی ہے اور دنیا کی بہار چندروزہ ہے جس پر ہم قربان ہو رہے ہیں، اللہ کے بندو! اس دنیا سے دل مت لگاؤ اور آخرت کی طرف قدم بڑھاؤ، آخرت باقی رہنے والی ہے وہاں کی راحت جاودانی ہے۔(۲)

۳)اے محبت کا دعوی کرنے والو! کان کھول کر سنو! اور اگر اپنے دعوی میں سچے ہو تو اس معیار پر آؤ اور تم بھی دکھاؤ کہ تم کو اللہ ورسول ﷺ سے کتنی محبت ہے، صحابہ کرامؓ نے اپنے حالات سے جو حضور اقدس ﷺ کی محبت کا ثبوت دیا ہے قیامت تک کے لئے معیار قائم فرمادیا اب اسی معیار سے سچے جھوٹے کا فرق معلوم کیا جائے گا محض زبان سے محبت رسول ﷺ کا دعوی کرنا آسان ہے لیکن اس معیار پر اترنا بہت مشکل ہے۔(۳)

۴)سودی قرض لے کر آج مسلمان اپنے کو تباہ کرتا ہے، شادیوں میں معلوم نہیں کتنی مراسم ہوتی ہیں جو خلاف شرع ہیں، آج ہم نے حضرت فاطمہؓ کا نکاح بھلادیا، بھائی! اگر وہ نہیں کرسکتے تو کم ازکم اتنا تو ضروری ہے کہ حدود شرع میں رہیں اپنے کو اسراف

۱)۔روح البیان: حصہ اول: آخرت کی تجارت: ص: ۳۳۔
۲)۔روح البیان: حصہ اول: آخرت کی تجارت: ص: ۳۵۔
۳)۔روح البیان: حصہ اول: آخرت کی تجارت: ص: ۵۳۔

سے بچاویں۔(۴)

۵)یادکھئے! دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہوسکتی کہ آدمی اللہ کا دوست اور محبوب بن جائے۔(۵)

۶)اگر ہم کو عذاب جہنم سے اور دوزخ کے شعلوں سے بچنا اور جنت میں جانا ہے اور اللہ ورسول ﷺ کو راضی کرنا ہے تو چاہئے کہ ہم شریعت کی پابندی کریں کوئی راضی ہو یا نہ ہو اس کی پرواہ نہ کریں اگر ہم لوگ اس کی ہمت کرلیں تو دنیا کی زندگی بھی کامیاب بن جائے اور اللہ کی رحمت ہم پر نازل ہو۔(۶)

۷)ہمارا حال یہ ہے کہ اللہ والوں کی صحبت میں جی نہیں لگتا، ناچ گانوں کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں بری صحبتوں میں وقت گذارتے ہیں اور ہوٹلوں میں بیٹھ کر اخبار دیکھتے ہیں، قصے کہانیوں کی کتاب کو خوب شوق سے پڑھتے ہیں مگر اللہ کی کتاب کو نہیں پڑھتے، اللہ والوں کی مجلسوں میں نہیں بیٹھتے، ہمارے مردوں کا بھی یہی حال ہے اور عورتوں کا بھی، رہے بچے تو وہ بڑوں ہی سے سیکھتے ہیں۔(۷)

۸)مسلمان کی تو یہ شان ہونی چاہئے کہ اس کا دل بھی پاک ہو، اس کی زبان بھی پاک ہو، اس کا خیال بھی پاک ہو، اس کا ظاہر بھی پاک ہو، اس کا باطن بھی پاک ہو، غرضیکہ اس کی ہر چیز پاک ہو، آیئے! آج صحیح معنوں میں ہم مسلمان بن جائیں، فرماں بردار بن جائیں اور حضور اقدس ﷺ کے صحیح معنوں میں امتی بن جائیں، اسی میں ہماری فلاح

۴)۔روح البیان: حصہ اول: آخرت کی تجارت: ص: ۶۴۔
۵)۔روح البیان: حصہ اول: آخرت کی تجارت: ص: ۷۳۔
۶)۔روح البیان: حصہ اول: آخرت کی تجارت: ص: ۷۹۔
۷)۔روح البیان: حصہ اول: آخرت کی تجارت: ص: ۸۶۔

ہے۔(۱)

۹) کاروبار کو شریعت نے منع نہیں کیا ہے اس کو بھی کیجئے مگر شریعت کے مطابق کیجئے، قربان جائے حضور ﷺ پر کہ آپ نے ہماری ہر چیز کو عبادت بنایا، ہماری عادت کو بھی عبادت بنا دیا، ہمارا کھانا بھی عبادت، کاروبار بھی عبادت ہوسکتا ہے بشرطیکہ اس میں سنت کا لحاظ کریں، ہمارا ملنا جلنا، اٹھنا بیٹھنا، لینا دینا، اگر یہ سب اللہ کے لئے ہوجائے تو سب عبادت بن جائے۔(۲)

۱۰) حیات طیبہ کہتے ہیں: خوشگوار زندگی کو، ایک زندگی بے کیف ہوتی ہے اور ایک زندگی باکیف ہوتی ہے بزرگان دین کو دین پر عمل کرنے کی وجہ سے اسی دار دنیا میں باکیف زندگی حاصل ہوجاتی ہے اور ان کو مزہ ملتا ہے کہ دنیا ہی میں ان کو جنت کا مزہ آنے لگتا ہے، اس لئے ہمارے مردوں کو، عورتوں کو، جوانوں کو اور بوڑھوں کو غرضیکہ سب کو دین پر عمل کرنا چاہئے اور شریعت کے مطابق اپنی زندگی بنانا چاہئے اور وہ ایمانی جذبہ پیدا کرنا چاہئے جس سے ہماری زندگی باکیف ہوجائے۔(۳)

۱۱) یاد رکھو! اللہ تعالی کے راستہ میں جانی و مالی قربانی پیش کروگے تو اللہ تعالی فلاح عطا فرمائیں گے، کھاؤ پیو، تجارت کرو، کاروبار کرو، مگر سب میں اس بات کا لحاظ رکھو کہ شریعت کے مطابق چلو، کوئی قدم ہمارا خلاف شرع نہ اٹھے، اسی کے اندر فلاح ہے ورنہ گناہ اور نافرمانی کا انجام خسارہ ہی خسارہ ہے۔(۴)

۱۲) جس طرح آج کل ایک آلہ ایسا ہے جس کو لگا دیتے ہیں تو اس سے اندر کا مرض

۱)۔روح البیان: حصہ اول: آخرت کی تجارت: ص:۸۸۔

۲)۔روح البیان: حصہ اول: آخرت کی تجارت: ص:۸۹۔

۳)۔روح البیان: حصہ اول: آخرت کی تجارت: ص:۹۱۔

۴)۔روح البیان: حصہ اول: آخرت کی تجارت: ص:۹۲۔

سامنے آجاتا ہے جس کو ایکسرے کہتے ہیں اسی طرح اگر کوئی آلہ ایسا ہوتا جو کھول کھول کر ہمارے دل کے امراض کو بتا دیتا کہ تمہارے اندر نہ اللہ کا یقین ہے نہ رسول ﷺ کا یقین ہے نہ قیامت کا یقین ہے نہ جنت کا یقین ہے نہ جہنم کا یقین ہے تو آپ کے سامنے اپنے ایمان کی حقیقت آجاتی مگر ایسا کوئی آلہ ایجاد نہیں ہوا، لیکن اللہ کے جو خالص بندے ہیں جو اللہ کے ولی ہیں، صحیح معنوں میں عباد الرحمن ہیں ان کو اللہ تعالی اپنے فضل سے ایسی نظر اور فہم وفراست عطا فرما دیتے ہیں جس سے وہ باطن کے امراض کو دیکھ لیتے ہیں اور اس کی نشان دہی فرماتے اور علاج بتلاتے ہیں ان کی نگاہوں سے بچ کر کوئی شخص جا نہیں سکتا۔(۵)

۱۳) اللہ والوں کا کھانا، اللہ والوں کا پینا، اللہ والوں کا سونا، جاگنا، اللہ والوں کا ملنا جلنا، اللہ والوں کی محبت وعداوت، دوستی ودشمنی سب اللہ ہی کے لئے ہوتی ہے، وہ نفس سے نکل چکے ہوتے ہیں ان کے سامنے ہر وقت مقصد حیات ہوتا ہے، ان کے پیش نظر ہر وقت یہ بات رہتی ہے کہ ہم کو اللہ تعالی نے جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں اس کے متعلق خدا کے سامنے جواب دینا ہوگا مگر ہم مسلمانوں کا حال آج کل یہ ہو رہا ہے کہ مسلمان کہلانے کے باوجود ایک جماعت، دین کا مذاق اڑانے والی بھی موجود ہے جو قرآنی تعلیم کا انکار کرنے والے، اللہ کے محبوب ﷺ کے حکموں سے منہ موڑنے والے، دین مقدس پر اعتراض کرنے والے والے ہیں ایسے لوگ بس نام کے مسلمان ہیں، آپ خود غور کیجئے کہ جب یہ دین کا مذاق اڑاتے ہیں تو پھر ان کے دلوں میں دین کی کیا حقیقت اور اسلام کی کیا عظمت باقی رہی؟ اور ان کے پیش نظر زندگی کا مقصد کیسے آسکتا ہے۔(۶)

۱۴) مؤمن کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی بندگی کر کے بھی روتا ہے اور منافق کی

۵)۔روح البیان: حصہ اول: توحید ورسالت: ص:۱۰۴۔۱۰۵۔

۶)۔روح البیان: حصہ اول: توحید ورسالت: ص:۱۰۷۔۱۰۸۔

علامت یہ ہے کہ وہ اللہ ورسول ﷺ کی نافرمانی کرنے کے باوجود ہنستا رہتا ہے۔(۱)

۱۵)انبیا کرام علیہم السلام شرک ہی کے مٹانے کے لئے اور توحید کی دعوت دینے کے لئے دنیا میں تشریف لائے تھے اور اسی کے لئے ان پر طرح طرح کے مصائب وشدائد آئے مگر وہ ثابت قدم رہے کیوں کہ ان کی نظر اللہ پر تھی ان کا توکل اللہ ہی پر تھا، آج ہمارے قلوب میں شرک آگیا ہے، اللہ پر اعتماد نہیں، اللہ پر توکل اور بھروسہ نہیں مخلوق پر تو ہم بھروسہ اور توکل کرتے ہیں مگر خالق کا بھروسہ ہمارے قلب کے اندر نہیں رہا۔(۲)

۱۶)اللہ کا جو قرب سنت کے اندر ہوتا ہے وہ کسی چیز میں نہیں ہوسکتا، اس لئے کہ جو نماز بل کہ جو کام سنت کے مطابق کیا جائے گا اس میں اللہ کا قرب زیادہ ہوگا۔ پس ہم کو چاہئے کہ اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ ورسول ﷺ کے احکام کو معلوم کریں اور اس کے مطابق عمل کریں۔(۳)

۱۷)جس کو کوئی مرتبہ ملتا ہے اتباع شریعت اور اہتمام سنت ہی سے ملتا ہے۔(۴)

۱۸)کسی کے قول کو حجت بنانا خواہ وہ عالم ہو یا شیخ ہو کوئی بھی ہو اگر اس کا قول کتاب وسنت کے خلاف ہے تو حجت نہیں بنا سکتے، ہم بزرگان دین کو اسی لئے تھامتے ہیں کہ ہم کو اللہ ورسول ﷺ کی فرماں برداری آجائے، بزرگوں کو اس طرح ماننا تو معتبر ہے باقی ان کو رب بنالینا حتی کہ واقعی ان کی پرستش کرنے لگنا یہ کب جائز ہوگا؟ یہ کھلا ہوا شرک اور صریح گمراہی ہے کوئی اللہ کا ولی اور کوئی سچا عالم اللہ کے خلاف اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہرگز نہیں ہوسکتا، جو اپنی بات منوائے بھلا وہ ولی کہاں ہوسکتا ہے، سچے ولی تو وہی

۱)۔روح البیان: حصہ اول: توحید ورسالت: ص:۱۱۴۔

۲)۔روح البیان: حصہ اول: توحید ورسالت: ص:۱۲۰۔

۳)۔روح البیان: حصہ اول: توحید ورسالت: ص:۱۳۵۔

۴)۔روح البیان: حصہ اول: توحید ورسالت: ص:۱۳۶۔

لوگ ہیں جو اپنی رائے کو مٹا چکے ہیں، اپنی بات کو مٹا چکے ہیں۔(۵)

۱۹)اللہ والوں کی صحبت میں کوئی شخص جو بھی وقت گذارے در حقیقت وہی زندگی ہے کیوں کہ حقیقی زندگی وہیں ملتی ہے وہیں دل درست ہوتا ہے دل وہیں بنتا ہے بغیر کاملین کی صحبت کے کچھ نہیں حاصل ہوتا اور اللہ والے وہی لوگ ہیں جو کتاب وسنت پر عمل کرتے ہیں، شریعت کے مطابق زندگی گذارتے ہیں خود بھی سنت پر عمل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی سنت ہی کی دعوت دیتے ہیں۔(۶)

۲۰)اللہ تعالی سے قرب حاصل کرنے کا ذریعہ دو چیزیں ہیں: ایک ذکر، دوسرے فکر، اس لئے ہم کو چاہئے کہ اللہ کا ذکر بھی کریں اور فکر بھی کریں، فکر بھی بڑے درجے کی عبادت ہے، فکر ایک آئینہ ہے جس میں بندہ اپنے رب کو دیکھتا ہے۔(۷)

۲۱)جو عاصی اپنے گناہوں کی وجہ سے سرنگوں وشرم سار ہو اس عابد سے بہتر ہے جو مدعی ومتکبر ہو۔(۸)

۲۲)یہ خیال بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے کہ آدمی کو اپنی خستہ حالی اور گناہوں پر ندامت ہو اور اصلاح کی فکر غالب ہو، زندگی اصل سرمایہ اور پونجی ہے جو ضائع ہوتی چلی جارہی ہے۔(۹)

۲۳)ایمان کامل اسی وقت ہوتا ہے کہ نہ اپنی رائے ہو نہ اپنی پسند ہو نہ اپنی مرضی ہو اپنے تمام امور میں شادی غمی لین دین تجارت زراعت، غرض ہر چیز میں اللہ ورسول

۵)۔روح البیان: حصہ اول: شرک کی مذمت: ص:۱۸۵۔

۶)۔روح البیان: حصہ اول: شرک کی مذمت: ص:۱۸۷۔۱۸۸۔

۷)۔روح البیان: حصہ دوم: قرب الہی کے دو ذریعے: ذکر وفکر: ص:۶۲۔۶۳۔

۸)۔روح البیان: حصہ دوم: قرب الہی کے دو ذریعے: ذکر وفکر: ص:۶۸۔

۹)۔روح البیان: حصہ دوم: قرب الہی کے دو ذریعے: ذکر وفکر: ص:۶۸۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق کام کرے، احکام شریعت کے مطابق چلے، تب محبت کامل ہوگی اور ایمان کامل ہوگا۔(۱)

۲۴) قلب میں نور اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ ذکر اللہ اور تلاوت کلام اللہ کی کثرت کی جائے، اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھا جائے، اس طرح یہ نور حاصل ہوگا اور قلب میں حیات پیدا ہوگی۔(۲)

۲۵) اللہ والوں کی مجلس میں اور علماء ربانی کی محفل میں بیٹھنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے قلب کو خالی کر کے جائے اور یہ سمجھے کہ ہم کچھ بھی نہیں ہیں، اگر ہم کچھ لے کر جائیں گے تو وہاں سے بھی خالی واپس ہوں گے اس لئے کہ اللہ والے بھی دیکھتے رہتے ہیں کہ ہمارے قلب کے اندر کون کون سے امراض ہیں، وہ بھانپ لیں گے اس لئے اپنے قلب کو فارغ کر کے ان کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔(۳)

۲۶) علم حاصل کرنے کے بعد اپنی اصلاح کی ضرورت ہے دل کو دل بنانے کی ضرورت ہے علم پر عمل کرنے کی ضرورت ہے اور عمل میں اخلاص پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔(۴)

۲۷) بزرگان دین نے جو اذکار و اشغال بتلائے ہیں وہ اسی لئے کہ ہم کو قرآن سے مناسبت پیدا ہو جائے، حقیقی نماز پڑھنی آجائے، یک سوئی حاصل ہو جائے، اللہ کا تصور اور دھیان بندھ جائے، احسان کی کیفیت پیدا ہو جائے، اصل چیز تو قرآن ہی ہے، یہی اصل خزانہ ہے۔(۵)

۱)۔روح البیان: حصہ دوم: قرب الٰہی کے دو ذریعے: ذکر و فکر: ص:۸۸۔
۲)۔روح البیان: حصہ دوم: حقوق علم دین: ص:۱۱۸۔
۳)۔روح البیان: حصہ دوم: مقصد زندگی انسان بندگئ رحمن: ص:۱۴۸۔۱۴۹۔
۴)۔روح البیان: حصہ دوم: مقصد زندگی انسان بندگئ رحمن: ص:۱۵۱۔
۵)۔روح البیان: حصہ دوم: مقصد زندگی انسان بندگئ رحمن: ص:۱۶۸۔

۲۸) اللہ تعالیٰ غفور رحیم ضرور ہیں، مگر اس کی رحمت پر تکیہ کر کے بے عملی اختیار نہیں کرنی چاہئے۔(۶)

۲۹) عالم اور جاہل کے گناہ کرنے میں فرق ہے، عالم کو جلدی تنبیہ ہو جاتی ہے اور جاہل غافل رہتا ہے۔(۷)

۳۰) مرشد اور مسترشد دونوں میں جب محبت کا تعلق ہو تو کچھ فائدہ ہوتا ہے ورنہ مرشد کی یک طرفہ محبت اور دردمندی سے کچھ نہیں ہوتا اور نہ کوئی اس کا حاصل نکلتا ہے، بزرگوں سے فائدہ کے لئے ان سے محبت اور خلوص ضروری ہے۔(۸)

۳۱) بزرگوں کے یہاں جائیے تو بات صاف صاف کیجئے وہ برا نہیں مانتے، مگر دل میں کچھ ہو اور زبان سے کچھ کہیں، یہ اچھا نہیں ہے۔(۹)

۳۲) منصب ارشاد بڑا مشکل ہے، مرشد کو چاہئے کہ میں بھی کچھ نہیں ہوں، اسے ہر وقت اپنے قلب اور عمل کی نگرانی کرنی چاہئے، اسی طرح اتباع بھی بڑا مشکل کام ہے، اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی میں فنا کرنا آسان کام نہیں ہے۔(۱۰)

۳۳) رذائل کا ہونا کچھ بعید نہیں، انسان خطا و نسیان سے تو مرکب ہی ہے فضائل و رذائل کا مجموعہ ہے اور رذائل کے ہونے میں بھی بڑے مصالح ہیں ورنہ مجاہدہ کس چیز کا ہوتا؟ مگر یہ کہ آدمی اصلاح کرنے کا مکلف ہے لہٰذا اس کی سعی کرنی چاہئے اس لئے کہ یہ رذائل اگر باقی رہے اور اس میں آدمی مرا وہ جہنم تک پہنچا دیں گے۔(۱۱)

۶)۔اہل دل کی باتیں: ص:۵۴۔
۷)۔اہل دل کی باتیں: ص:۵۷۔
۸)۔اہل دل کی باتیں: ص:۶۰۔
۹)۔اہل دل کی باتیں: ص:۷۷۔
۱۰)۔اہل دل کی باتیں: ص:۸۵۔
۱۱)۔اہل دل کی باتیں: ص:۹۸۔

۳۴)فسادات کے ختم ہونے کی بہتر صورت یہ ہے کہ اپنے اندر تواضع پیدا کی جائے۔(۱)

۳۵)سلوک کا حاصل اپنے کو مٹا دینا ہے۔(۲)

۳۶)مٹکے کو پہلے نل کے نیچے خود اپنا ظرف پانی سے بھرنا چاہئے اور جب بھر کر ابلنے لگے تو دوسروں کو حصہ وہ تقسیم کرتا رہے جو بھر کر چھلکتا رہے۔اسی مثال سے سالکین کو سمجھ لینا چاہئے کہ پہلے اپنا قلب بھرے، جب بھر کر چھلکنے لگے تو دوسروں کو افاضہ کرے پس اہل اللہ کا دل جب انوار الہیہ سے بھر کر بہنے لگتا ہے تو بولتے ہیں ورنہ خاموش رہتے ہیں یعنی مبتدی اور متوسط وسکوت اور منتہی کو نطق زیبا ہے،جس کا معیار اس کا مربی اور مرشد ہے اس کی اجازت اور رائے اس امر میں کافی ہے۔(۳)

۳۷)کسی بزرگ کے پاس جاوے تو نشیب بن کر جاوے

ہر کجا پستی آب آنجا رود

یعنی پانی نشیبی زمین کی طرف بہتا ہے

پس جس قدر فانی ہوکر بزرگوں کے پاس بیٹھو گے،اسی قدر ان کا فیضان آپ کے قلوب میں آوے گا۔(۴)

۳۸)اہل اللہ اگرچہ مفلس وقلاش ہی ہوں،لیکن حرص وطمع اور تملق سے وہ تمام مخلوق سے مستغنی ہوتے ہیں اور بڑے سے بڑے رئیس کو خلاف شرع امور میں روک ٹوک کرتے ہیں یا پھر اس مجلس سے اسی وقت بے نیاز ہوکر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں یعنی جب اس

۱)۔اہل دل کی باتیں:ص:۱۰۱۔

۲)۔اہل دل کی باتیں:ص:۱۰۹۔

۳)۔اہل دل کی باتیں:ص:۱۰۹۔

۴)۔اہل دل کی باتیں:ص:۱۱۰۔

برائی اور منکر کو ترک کرنے پر اہل مجلس تیار نہ ہوں۔(۵)

۳۹)بعض سالکین مجاہدات سے گھبراتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ معاصی اور گناہوں کا تقاضا ہی ختم ہوجائے یہ نادانی ہے زندگی بھر مجاہدہ کے لئے تیار رہے۔(۶)

۴۰)جس طرح گیند کو زمین پر ٹپکا جاتا ہے وہی اوپر جاتا ہے اسی طرح جس طالب کو شیخ ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے،اسی کو باطنی ترقی بھی خوب عطا ہوتی ہے۔(۷)

۴۱)صاحب نسبت ہونے کی علامت یہ ہے کہ حق تعالی کا ذکر چھوڑنا بھی چاہے تو اسے اس کی قدرت نہ ہو مجبورِ محبت ہوکر رہ گیا ہو،بدوں ذکر اس کو اپنی زندگی موت معلوم ہوتی ہو۔(۸)

۴۲)طاعات میں عشق ومحبت کی روح شامل ہونے سے کچھ عجیب ہی قرب عطا ہوتا ہے۔(۹)

۴۳)جس طرح ظاہری اعمال میں اتباع رسول ﷺ مطلوب ہے اسی طرح باطنی اعمال صبر وتسلیم ورضا وتوکل میں بھی اتباع رسول ﷺ مطلوب ہے،آپ ﷺ کے جملہ اخلاق حسنہ میں بھی آپ ﷺ کی اتباع مطلوب ہے۔(۱۰)

۴۴)شیخ کامل کی مثال اس نالی کی طرح ہے جو کسی کھیت تک صحیح وسلامت پہنچ کر اس کو سیراب کرتی ہے اور پیر ناقص کو اس نالی کی طرح سمجھنا چاہئے جو درمیان سے کٹی پھٹی،ٹوٹی ہوئی ہو اور اس کا پانی ادھر ادھر بہہ جاتا ہو تو جو کھیت اس سے تعلق رکھتے ہیں وہ

۵)۔اہل دل کی باتیں:ص:۱۱۱۔

۶)۔اہل دل کی باتیں:ص:۱۱۲۔

۷)۔اہل دل کی باتیں:ص:۱۱۳۔

۸)۔اہل دل کی باتیں:ص:۱۱۴۔

۹)۔اہل دل کی باتیں:ص:۱۱۴۔

۱۰)۔اہل دل کی باتیں:ص:۱۱۵۔

خشک اور بنجر ہی رہ جاتے ہیں۔(۱)

۴۵)تمنائے موت علامت ولایت اس وقت ہے جب کہ وہ لقائے مولا کے لئے ہو۔(۲)

۴۶)شریعت کے حدود عاشقوں کے لئے انعام عظیم ہیں۔(۳)

۴۷)کمال تفویض اور حق تعالی کی مرضی پر راضی رہنا سلوک کا اعلی مقام ہے۔(۴)

۴۸)مرشد کامل کی باتیں ہمہ تن غور سے سنے ،جس طرح حضرات صحابہ کرامؓ سراپا ادب اور ہمہ تن گوش ہوتے تھے، کیوں کہ یہ نائبین رسول ﷺ ہیں۔(۵)

۴۹)غوث وقطب وہی ہوتا ہے جس کا ظاہر بھی متبع سنت ہو اور باطن بھی متبع سنت ہو، صبر وشکر، توکل اور استغنا وغیرہ کے صفات بھی ہوں۔(۶)

۵۰)اللہ والوں کو حق تعالی کے ساتھ ہر وقت تعلق باطنی ہوتا ہے اور کسی بھی وقت ان کا قلب غافل نہیں ہوتا، خواہ وہ احباب سے دینی باتیں یا مزاح بھی کر رہے ہوں یا خاموش ہوں۔(۷)

---

۱)۔اہل دل کی باتیں:ص:۱۱۶۔

۲)۔اہل دل کی باتیں:ص:۱۱۹۔

۳)۔اہل دل کی باتیں:ص:۱۲۰۔

۴)۔اہل دل کی باتیں:ص:۱۲۰۔

۵)۔اہل دل کی باتیں:ص:۱۲۸۔

۶)۔اہل دل کی باتیں:ص:۱۲۹۔

۷)۔اہل دل کی باتیں:ص:۱۳۸۔

ملفوظات

حضرت مولانا غلام ربانی نقشبندی مجددی قدس اللہ سرہ

(متوفی:۲۶/۱۲/۱۴۱۷ھ۔ بمطابق ۴/۵/۱۹۹۷)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ شمس الدین سید پوری قدس اللہ سرہ

۱)تصوف کے معنی ہیں: ظاہر کو شرعی طور پر ناجائز چیزوں سے صاف کرنا، صفائی باطن، دل کو صیقل کرنا، سچ کو عادت بنالینا اور جھوٹ سے نفرت کرنا۔ نیز اخلاص کو شعارِ حیات بنالینا وغیرہ۔ چند الفاظ میں تصوف کا ماحصل یہ ہے کہ بندگی کے جس پہلو میں سستی اور بے رغبتی محسوس ہو اسے چیلنج سمجھ کر مقابلہ کیا جائے اور نفس جس گناہ پر مصر ہو یا جس معصیت کا تقاضا کرے، اس کا مردانہ وار مقابلہ کیا جائے۔(۸)

۲)ایک توجہ الی اللہ ہے جس کا ثمرہ حسنات، عبادات، خوف اور امید ہے اور دوسرے توجہ الی الہوا، یعنی نفس کی طرف متوجہ ہونا جس کا ثمرہ: تکبر، عجب، ریا، سماعت، اشاعت، شخصی جاہ وجلال، بغض، حسد، نمائش، غرور اور جائز وناجائز کی عدم تمیز وغیرہ۔ پس انسان پر اس قلبی ارادہ پر قبضہ کرنا اور ناجائز امور سے بچنا اور اسے جائز امور کی طرف متوجہ کرنا لازم ہے اس کی توفیق فقط اللہ ہی سے مانگنی چاہئے۔(۹)

۳)نفس اور شیطان کا علاج بغیر فضل خداوندی ممکن نہیں۔(۱۰)

۴)نفس اپنی خوشی سے راہِ راست پر نہیں آتا بل کہ اس کو تکلیف دے کر سختی سے حق

---

۸)۔رموز تصوف:ص:۱۵۔

۹)۔رموز تصوف:ص:۱۶۔

۱۰)۔رموز تصوف:ص:۱۶۔

کی طرف لایا جاتا ہے اسے ہی قوت ارادیہ قلبیہ کہتے ہیں اور اس کا دارومدار اس نیت پر ہے جو خیر پر مبنی ہے۔(۱)

۵)طالب حق کو چاہئے کہ وہ دعا کے وقت اپنا دھیان حضور ذات باری تعالی پر رکھے اور یہ سوچے کہ اس رحمن کی رحمت نے اسے گھیر رکھا ہے اور قانون شرع محمدی ﷺ بھی یہی ہے کہ جو کام کیا جائے انسان اس کی ابتدا و انتہا اس قانون کی روشنی میں دیکھ لے، اگر اللہ کے لئے ہے تو کرے ورنہ چھوڑ دے (یہی اخلاص ہے)۔(۲)

۶)اہل حضور لوگ ہمیشہ متوجہ الی اللہ رہتے ہیں یہی ذات کا کمال ہے یہی انتہائے عبادت، جس کو حضور حاصل ہو گیا اس کے سب مراحل بآسانی طے ہو گئے۔اور جسے حضوری حاصل نہیں وہ ابھی مقام مقصود میں ہے۔(۳)

۷)تصوف کا پہلا مقام ہی مقام توبہ ہے۔اس مقام پر ناجائز کو چھوڑنے اور جائز پر قائم رہنے کا عہد کیا جاتا ہے یعنی امتثال اوامر، اجتناب نواہی، ترک لایعنی اور حسن اعمال جس کا نام ہے ''احسان'' اس کا دارومدار حضوری پر ہے اور اس کی قبولیت اخلاص پر ہے جو حصول مدارج ہذا کا سبب ہے۔(۴)

۸)تصوف میں کسی بھی چیز کو عمل میں لانے سے پہلے اچھی طرح تحقیق کر لینی چاہئے، اگر کسی چیز کی بنیاد میں ادنی سے ادنی گناہ بھی موجود ہے بل کہ اس کا شائبہ بھی ہے تو وہ چیز طالب حق کے لئے کسی طور نافع نہ ہوگی اگرچہ بظاہر مباح ہی کیوں نہ دکھائی دیتی

۱)۔رموز تصوف:ص:۱۷۔

۲)۔رموز تصوف:ص:۱۷۔

۳)۔رموز تصوف:ص:۱۹۔

۴)۔رموز تصوف:ص:۲۷۔۲۸۔

ہے، اس سے دوری ہی بہتر ہے۔(۵)

۹)مقام رضا یہ ہے کہ آدمی پر جو کیفیت خیر یا شر کی وارد ہوتی ہے وہ باذن اللہ جانے، وہ جو عبادت و ریاضت کرتا ہے، صرف اپنے آقا کو راضی کرنے کے لئے کرے تا کہ اللہ اپنے بندے سے راضی ہو جائے۔(۶)

۱۰)انسان کو چاہئے کہ ہر وقت ہر کام میں متوجہ الی اللہ رہے، ہر کام کا ہونا، نہ ہونا اللہ ہی کی طرف سے خیال کرے اور کسی بھی حالت میں بندہ کی طرف منسوب نہ کرے۔(۷)

۱۱)مؤمن کو چاہئے کہ اس نظام کائنات میں تجلیات توحید حاصل کرنے کی کوشش کرے اور تجلی سے متوجہ الی اللہ رہے۔(۸)

۱۲)مستورات کے لئے حجاب اور ستر دونوں لازم ہیں۔حجاب سے مراد گھر کی چہار دیواری میں رہنا اور اشد ضرورت کے تحت باہر جانا تو برقع میں جانا وغیرہ، عورت کو نہ ستر کھولنا جائز ہے اور نہ نمائش لباس، اور اگر کوئی محرم ہے تو اس کے سامنے ہاتھ پاؤں، منہ اور سر کھولنا جائز ہے اور نامحرم کے سامنے کوئی بھی عضو کھولنا جائز نہیں۔عورت کے لئے گھر سے باہر نکلتے ہوئے خوشبو لگانا قطعاً ناجائز ہے۔عورت جب ضرورۃً یا مجبوراً گھر سے باہر جائے تو انتہائی سادہ اور غیر دیدہ زیب لباس میں جائے، عورت کا تمام بدن عورت ہے، خواہ کپڑوں میں ہو، خواہ کپڑوں کے بغیر۔صحابہ کرامؓ اور محتاط مسلمانوں کے یہاں آواز کا بھی پردہ ہے۔ہاں! اگر انتہائی ضرورت یا مجبوری ہو، عورت نامحرم سے بات کر سکتی ہے

۵)۔رموز تصوف:ص:۲۹۔

۶)۔رموز تصوف:ص:۲۹۔

۷)۔رموز تصوف:ص:۲۹۔

۸)۔رموز تصوف:ص:۳۰۔

لیکن کوشش کر کے ایسی آواز میں کلام کرے کہ جاذبیتِ صوت مفقود ہو۔(۱)

۱۳) ایک اور چیز جس کا زہر بڑے بڑے نام نہاد جید عالموں، دین دار گھرانوں میں سرایت کئے ہوئے ہے وہ ہے تایازاد، چچازاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد بھائیوں اور شوہر کے بالغ بھتیجوں اور بالغ بھانجیوں کو اپنے قریبی سمجھ کر محرموں کی فہرست میں بزعمِ خود شامل کر لینا اور ان کے سامنے اسی طرح آنا جانا، اٹھنا، بیٹھنا، گفت گو کرنا گویا کہ وہ ان کے عین محرم ہیں، یہ از روئے قرآن وحدیث صریحاً گناہ کبیرہ ہے اور ایسا کرنے سے عورت اور مرد زنا کی مختلف صورتوں کے گناہوں اور عذابوں میں مبتلا ہوتے ہیں، ایسا کرنے والوں میں کچھ لوگ تو اپنے گناہ کا اعتراف کرتے ہیں، گویا وہ گناہ کو گناہ تسلیم کرتے ہیں، لہذا صرف گناہ گار ہیں لیکن افسوس صد افسوس اس گناہ میں ملوث اکثر حضرات اسے گناہ ہی نہیں سمجھتے بل کہ معاشرے کے عام چلن کے تحت اسے قطعی جائز سمجھتے ہیں اور پردہ کے قرآنی تصور کو عملاً دقیانوسی اور نا قابلِ عمل تصور خیال کرتے ہیں، اس نوع کے لوگوں کو کیا کہا جائے؟ مفتیانِ اسلام سے پوچھنا چاہئے۔(۲)

۱۴) طالبِ حق کو چاہئے کہ اللہ کے سوا ہر چیز کے خیال کو ذکر، فکر اور مشاہدہ سے دور کرنے کی مسلسل کوشش میں لگا رہے اور اگر طالبِ حق اپنے دل میں ماسوا کا خیال قصداً لاوے تو غفلت ہے اگر سہواً ہے تو حجاب ہے۔ اس کا علاج اللہ کے ذکر کے علاوہ کچھ اور نہیں۔(۳)

۱۵) عبادت کا ادب و دستور اور ان کی تربیت وائکل اور ان کے طرز کے متعلق قرآن پاک میں کھول کھول کر بیان کر دیا گیا ہے، اسی کا نام قانون سماوی ہے اور حدیث

۱)۔ رموزِ تصوف: ص:۳۱۔

۲)۔ رموزِ تصوف: ص:۳۱۔۳۲۔

۳)۔ رموزِ تصوف: ص:۳۲۔

نبوی ﷺ کو شرح قرآن سے زیادہ موزوں اور کیا نام دیا جا سکتا ہے اسی طرح محدثین اور فقہا کے اجتہادات اور اسی موضوع کی دیگر کتابیں شروح حدیث کے زمرے میں آئیں گی، اور ان کی کتابوں سے تربیت حاصل کرنا اور جو دستور ان سے حاصل ہوتا ہے، اس کے مطابق عبادت کرنا بس یہی فلاح کا راستہ ہے، اگر قرآن، حدیث اور فقہ کے خلاف کوئی کام ہوا تو وہ ناجائز ہے جو گناہ بھی ہے اور خسارہ بھی۔(۴)

۱۶) جن لوگوں نے شریعت کو طریقت سے جدا کیا ہے انہوں نے ٹھوکر کھائی ہے۔ انسان کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ بس یوں سمجھئے کہ: انسان کا ظاہر شریعت ہے اور باطن طریقت۔

انسان کے دل کے اندر ایک نور ہے جس کی حفاظت کے لئے جسم ہے، بالکل قندیل کی مانند، یا سورج کو روشنی سے جو تعلق ہے وہی شریعت کو طریقت سے ہے۔ ان دونوں میں معاونت ہے نہ کہ مغایرت۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو طریقت کا سرے سے بطلان کرتے ہیں، ان کی گمراہی بھی مسلم ہے کیوں کہ احسان یا تزکیہ یا تصوف یا طریقت قرآن اور حدیث سے قطعی ثابت ہے۔ یہ ایک بڑا عطیہ الٰہی ہے جس کا کسب سے کوئی تعلق نہیں، یہ خالص وہبی چیز ہے بے ظرف اور محروم اس کی بو کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔(۵)

۱۷) ذکر اللہ میں خشیت الٰہی یا خوفِ خدا وہی عمل کرتا ہے جو موافق ہوا کسی بادبانی کشتی کے لئے کرتی ہے، صاحبِ بصیرت اور عقلِ سلیم کے مالک ہمیشہ رواج سے متنفر رہے ہیں، لہذا وہ لوگ جو ذکر اللہ کو رواجاً کرنے لگتے ہیں، اللہ کی نظر میں وہ مردود ہیں اور دنیا میں ذلت ان کا مقدر ہے (اس کا فیصلہ صاحبِ بصیرت اور عقلِ سلیم کے حامل حضرات کے ہاتھ میں ہے نہ کہ جہلا اور گمراہوں کے ہاتھ میں)۔ اور ایک ذکر اللہ ہوتا ہے

۴)۔ رموزِ تصوف: ص:۳۳۔

۵)۔ رموزِ تصوف: ص:۳۴۔

خوف الٰہی سے، یہی وجہ ہے کہ اس نوع کے ذاکرین کی لوگوں پر دہاک ہوتی ہے، ذاکرین کی ایک جماعت ایسی ہے جو ذکر اللہ شوق اور محبت سے کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ لوگ ان سے محبت کرتے ہیں۔(۱)

۱۸) دین کا سیدھا سادھا اصول یہ ہے کہ توحیدِ خداوندی اور رسالتِ محمدی ﷺ پر ایمان کے ساتھ ساتھ متبعین اور صالحین کی اتباع کو بھی اوڑھنا بچھونا بنایا جائے اور زندگی کے ہر رخ کا تعین رسول مقبول ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے کیا جائے اور اگر کہیں بھی شبہ محسوس ہو تو فوراً قرآن وسنت کے سانچوں میں عمل کو بٹھایا جائے ، اگر کسی عمل کو ان سانچوں میں پورا نہ پائے تو اس سے بچے بل کہ اس سے زیادہ سے زیادہ دور بھاگے، اس لئے کہ یقیناً اس صورت میں اس کے نفس کا عمل دخل ہوتا ہے اور عابد کے لئے غرور وتکبر کے راستے ہموار ہو جاتے ہیں، عظمت خداوندی کا جلال اس پر سے اٹھ جاتا ہے اور حفاظت کے شرعی ہتھیار اس سے چھن جاتے ہیں، بس اب وہ مسلح شیطان کے سامنے نہتا رہ جاتا ہے اور ہلاکت اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت خاص سے ہر ہلاکت سے محفوظ رکھے۔(۲)

۱۹) رضائے الٰہی کو حاصل کرنے کا سب سے بڑا اور سہل طریق یہ ہے کہ: کلمہ پڑھنے والا کلمہ پڑھتے وقت صرف خدا کی خوشنودی اور اطاعت کو پیش نظر رکھے۔ اسی طرح نماز پڑھنے والا، روزہ رکھنے والا، زکاۃ دینے والا، حج کرنے والا، صدقہ ومدد کرنے والا اپنے اعمال پر نازاں نہ ہو بل کہ یہ سب کچھ رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر کرے اس صورت میں اس کا عمل عبادت ہے ورنہ تو بندگیٔ نفس ہے۔(۳)

۱)۔ رموز تصوف: ص: ۳۴۔ ۳۵۔

۲)۔ رموز تصوف: ص: ۳۵۔

۳)۔ رموز تصوف: ص: ۳۵۔ ۳۶۔

۲۰) انسان دو چیزوں کے درمیان ہے: ایک موت اور دوسری حیات۔

حیات ظنی ہے، بے اعتبار ہے، اور بے ثبات ہے مگر جتنی ہے دار العمل ہے اور اس پر آخرت کا مدار ہے۔ اور موت؟ یہ حیات کے عمل کو ساقط کر دیتی ہے ہاں! اگر مردہ صدقات جاریہ کا بندوبست کر گیا ہے تو اس کی نیکیاں مسلسل بڑھتی رہیں گی اور خیر کا عمل قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ موت یقینی بھی ہے اور ضروری بھی۔(۴)

۲۱) قرآن معارف خداوندی کا خزینہ ہے اور دعوت إلی اللہ ہے جو عالم قرآن ہے اور اس کے ساتھ ساتھ عامل قرآن بھی ہے، ایسے ہی لوگوں کے لئے آیا ہے کہ انہیں زمین پر نہیں چلنے دینا چاہئے۔ ان کے لئے دلوں کو فرش راہ کر دینا چاہئے اور جو عالم قرآن ہے اور اس کے باوجود اس کا عمل قرآن وسنت کے خلاف ہے وہ علمائے سو سے ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جو مخالف قرآن ہے وہ کافر ہے اور اللہ کا دشمن ہے اس کے لئے دردناک عذاب کی وعید ہے۔(۵)

۲۲) اگر کسی نے کوئی ایسا شیخ پکڑ لیا جس کا ناقص ہونا قرآن وسنت نبوی (ﷺ) سے ثابت ہو گیا تو اسے چاہئے کہ وہ کسی ایسے عارف باللہ سے رجوع کرے جس کی تمام تر زندگی قرآن وسنت کے مطابق ہے تجدید بیعت اس کے لئے ضروری بھی ہے اور نافع بھی اور اس لئے بھی یہ انتہائی لابدی ہے کہ قرآن وسنت کے لطائف اور حقائق اور اخلاص طالب کتابوں کی مدد سے حاصل نہیں کر سکتا وہ تو دو اچھائیوں اور دو برائیوں میں بھی بسا اوقات تمیز کرنے سے قاصر ہوتا ہے، تو ازن کا راستہ اور اس پر اخلاق سے گر جانا بغیر عارف باللہ کی توجہ کے ممکن نہیں اور عارف باللہ وہی ہے جو احوال محمدی ﷺ کے قدم بقدم چلتا ہو اور ایمان کامل اور معرفت مصطفیٰ (ﷺ) سے متصف ہو، جس کا قرب ترقی ایمان

۴)۔ رموز تصوف: ص: ۳۷۔

۵)۔ رموز تصوف: ص: ۳۹۔

کا باعث بنے اور جو مرید کی راہِ حق کے وساوس کو دور کرنے پر قادر ہو اور اس کی قربت رسول مقبول ﷺ کی محبت میں ترقی کا باعث بنتی ہو اور یہ کہ وہ بندے کو رب سے ملا دینے پر قادر ہو۔ (۱)

۲۳) جس کے دل سے غفلت اٹھ جائے اور وہ متوجہ الی اللہ رہے، وہی ذاکر، شاکر اور فاکر ہے اور اس کے ایمان کا مقام ارفع ہے اور اس کا یہ ذکر عذاب الٰہی سے سبب نجات ہے اور وہی صاحب عقل سلیم ہے جو عذاب الٰہی سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے اور اپنے دامن پر غفلت کی گرد تک نہیں بیٹھنے دیتا یاد رہے عذاب بقدر غفلت ہے اور اس کے مقابلے میں بیداری جتنی زیادہ ہوگی اسی نسبت سے وہ خوشنودی الٰہی کا مستحق ٹھہرے گا لہذا انسان کو چاہئے کہ ہر وقت بیدار رہے اور اس کی توجہ اللہ سے ہٹنے نہ پائے۔ (۲)

۲۴) عبادت کے معنی ہیں: بندگی۔ جو لوگ عبادت کی کیمیا گری سے واقف نہیں اور بزعم خود اپنے آپ ہی کو مسجود سمجھتے ہیں وہ اولیائے طاغوت ہیں اور اللہ کے دشمن، مخلی بالطبع شخص جس کا کوئی مذہب نہ ہو، کوئی دین نہ ہو، کوئی نظریہ نہ ہو، وہ بھی جب تعصب اور غیر جانب داری سے علیحدہ ہو کر سوچے گا تو یقیناً اللہ کی معبودیت اور اپنی عبدیت کا مقر ہوگا اس کائنات کا ایک ایک ذرہ اللہ تعالیٰ کی بندگی میں مصروف ہے خواہ وہ عام اصطلاح میں ذی روح ہو یا غیر ذی روح۔۔۔ پھر لوازم بندگی بذات خود ایک عبادت ہے۔ بندہ جتنا اللہ کے سامنے خود کو ذلیل، ادنی اور عاجز سمجھتا ہے اور اپنی خواہشات کو جتنا مسلتا ہے اور جتنا اپنے نفس بہیمی کو پامال کرتا ہے وہ اسی نسبت سے اپنے رب کی نظر میں عزت وقبولیت پاتا ہے۔ (۳)

۱)۔ رموز تصوف: ص: ۴۳۔
۲)۔ رموز تصوف: ص: ۴۶۔
۳)۔ رموز تصوف: ص: ۴۸۔

۲۵) صوفی کون ہے؟ وہ مومن جو آداب شریعت کی حفاظت کرتا ہو، حرام کا خیال بھی اپنے پاس بھٹکنے نہ دیتا ہو یہاں تک کہ شبہ والی شے سے بھی اپنا ہاتھ کھینچ لیتا ہو، اپنے حواس کو نواہی سے بچاتا ہو اور غفلت کے ہر حربے سے بچتا ہو اس کا ہر سانس اللہ کے نور کی خوشبو میں بسا ہوا ہو۔ اس کے اصول ضرورت اور غیر ضرورت کے وقت یکساں ہوں۔ وہ شہوات کے خلاف ہر لحہ نبرد آزما ہو۔ وہ محبوب حقیقی کی عبادت دوزخ کے خوف یا جنت کے صلے کی خاطر نہ کرتا ہو، جس طاعت وعبادت میں عام طبیعتیں سستی اور بے رغبتی محسوس کرتی ہیں، صوفی اسے اپنے لئے چیلنج سمجھتا ہے اور مردانہ وار اس کا مقابلہ کرتا ہے۔ (۴)

۲۶) یاد رہے کہ کرامت کی خواہش عبادت کی مزدوری ہے جس کا رشتہ نفس سے جا ملتا ہے۔ ہاں! اگر مالک حقیقی خوش ہو کر طالب حق کو سیف زبان کر دے اور اس کی دعائیں بارگاہ ایزدی میں مقبول ہونے لگیں تو اس میں صوفی کے لئے کوئی ضرر نہیں بل کہ یہ انعام الٰہی ہے۔ (۵)

۲۷) پیری مریدی کا بنیادی مقصد بجز اس کے کچھ نہیں کہ طالب حق کی ذات کی جملہ ظلمتوں کو دور کر کے اس کے باطن کو جلا بخشی جائے اور اس کے ماسوا اللہ سے ہر قسم کا تعلق توڑ دیا جائے اور تکبر کے احتمال تک سے بھی اس کو پاک کر دیا جائے تا کہ جب اسے سرّ الٰہی سے نوازا جائے تو وہ اس کا متحمل ہو سکے۔ (۶)

۲۸) زمانہ محمدی ﷺ کے بعد جوں جوں لوگوں کے باطن میں صفائی کی جگہ ظلمت نے لینی شروع کر دی توں توں پیری مریدی کی ضرورت شدت پکڑتی گئی اور تربیت کا عمل سخت سے سخت تر ہوتا چلا گیا۔ اقتضائے زمانہ کے ساتھ ساتھ تربیت کے کئی دبستان وجود

۴)۔ رموز تصوف: ص: ۴۹۔
۵)۔ رموز تصوف: ص: ۴۹۔
۶)۔ رموز تصوف: ص: ۵۰۔

میں آئے پھر وہ دور آیا جو ہمارا دور ہے۔جس میں حق و باطل ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح الجھ گئے ہیں کہ ان کو الگ الگ کرنا بذاتِ خود ایک مجاہدہ کبیرہ ہے۔آج کے دور میں بدعت کی گرم بازاری ہے۔قرآن وسنت کی عملی زندگی کے حاملین بتدریج عنقا ہوتے چلے جارہے ہیں۔میری نظر میں اس دور کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ تصوف کو ایک کاروباری شکل دے دی گئی ہے۔(۱)

۲۹)اس دور میں شیطنت کی گرم بازاری ہے۔اس لئے شیخ کو چاہئے کہ وہ مرید کو شریعت کے راستے سے سلوک کے مدارج طے کرائے اور مرید میں احکام خداوندی کی بجا آوری کی لگن پیدا کردے اور تدریجاً احکام الٰہی کی تکمیل کرائے۔آج کے دور میں تعمیل خداوندی کا راستہ ہی واحد بے خطر راستہ ہے۔جس پر عمل پیرا ہو کر مرید اپنے باطنی سرمائے کو ابلیسی سوسائٹی کی دست برد سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔(۲)

۳۰)جس نے اس دنیا کو تین طلاقیں دے دیں،اپنے نفس کو قتل کر ڈالا،غیر اللہ سے کلیۃً علیحدگی کا اعلان کر دیا،نیز یہ کہ جس نے رنج وغم کی کفن پہن لی،صدق وصفا کی چادر اوڑھ لی،توکل کا لباس زیب تن کر لیا،نیز یہ کہ اس نے اپنے ظاہر کو شریعت کے تالاب میں نہلایا اور اپنے باطن کو محبت کے سمندر میں غوطہ زن کیا اور یہ کہ اس کی زیست کا ہر امر اور ہر نہی مالک کے حکم کے تابع ہے،وصل کی خاطر تڑپنا اس کا وظیفہ ہے اور دارالمزید اس کی منزل،وہ اس دنیا میں بھی اللہ ہی کی ذات میں گم ہوتا ہے اور دوسری دنیا میں بھی اللہ ہی کی ذات میں گم ہوگا۔اسی کا نام معرفت ہے اور ان اوصاف حمیدہ سے متصف کو عارف کہتے ہیں۔(۳)

---

۱)۔رموز تصوف:ص:۵۱۔

۲)۔رموز تصوف:ص:۵۱۔

۳)۔رموز تصوف:ص:۵۴۔

۳۱)بندہ اگر اپنے نفس کی خواہش پر خدا بننا چاہے تو یہ اس کی گمراہی ہے اس طرح نہ وہ نبی بن سکتا ہے نہ فرشتہ اور اگر وہ ایسا بننے کی تگ ودو میں ہے تو سمجھ لو کہ یہ نفس کی بندگی ہے نہ کہ اللہ کی،اسی لئے قرآن اور احادیث میں بارہا نفس کی مخالفت پر زور دیا گیا ہے اس کی حیلہ سازیوں اور حربوں سے چوکنا رہنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔(۴)

۳۲)سب سے اعلیٰ قرب یعنی غایت قرب،اللہ جل شانہ کو حاضر وناظر وقادر مطلق سمجھنا ہے،یہی دوام حضور ہے،یہی انتہائے سلوک ہے اور یہی انتہائے ذکر ہے۔(۵)

۳۳)معلوم ہونا چاہئے کہ کمزور سے کمزور ایمان والا شخص بھی اپنی ذات پر ایمان کو پہاڑ کی طرح بوجھل محسوس کرتا ہے۔جب اس کی ذات اس بوجھ کو اتار پھینکنے کا قصد کرتی ہے تو اس نازک گھڑی میں حاصل کونین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا نور عظیم اس پر مہکتا ہے اور اس ناتواں کو ایمان کا بوجھ اٹھانے کی قوت اور حوصلہ عطا کرتا ہے۔اس بات کو خواص ہی سمجھ سکتے ہیں۔(۶)

۳۴)یاد رہے کہ جس طرح صدقہ جاریہ چھوڑنے والوں کے نیک اعمال میں مرنے کے بعد بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے اسی طرح ان بدبختوں کے برے اعمال میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے جو اپنے پیچھے کوئی ایسا برا عمل چھوڑ جاتے ہیں جس سے مخلوق گمراہ ہو رہی ہو،جیسے کوئی سینما گھر،ناچ گھر،شراب خانہ،جوا خانہ،وغیرہ۔اللہ ہر مسلمان کو اپنی پناہ میں رکھے۔(۷)

۳۵)عقل سلیم کا تقاضا اور بندگی کا حق یہی ہے کہ جب تک انسان دنیا میں رہے

---

۴)۔رموز تصوف:ص:۸۴۔

۵)۔رموز تصوف:ص:۹۳۔

۶)۔رموز تصوف:ص:۹۷۔

۷)۔رموز تصوف:ص:۹۸۔۹۹۔

اپنے اعمال کو اسوۂ رسول مقبول ﷺ کے مطابق بنائے اور رضائے الٰہی کے حصول میں ہمہ وقت لگا رہے جسے رضائے الٰہی حاصل ہوگئی اسے بروز حشر رحمت الٰہی کی قوی توقع رکھنی چاہئے۔(۱)

۳۶)مومن کے لئے لازم ہے کہ وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر دنیا کی کسی بھی چیز پر فریفتہ نہ ہو، خدا سے دوستی کرنے کے بعد کسی بھی غیر اللہ کی طرف التفات کرنا خدا کی غیرت کو للکارنا ہے۔(۲)

۳۷)حقیقت پوچھئے تو مومن کا ایمان اور توحید لا إلہ إلا اللہ محمد رسول اللہ پر ختم ہے۔ پھر اس کلمہ طیبہ کے مختلف ثمرات ، درجات اور کمالات ہیں اور انعام کے طور پر کرامات اور جو بھی کوئی نیک عمل کسی مومن سے صادر ہوتا ہے وہ اسی نیک کلمہ کی بدولت ہوتا ہے اور جب مومن سب علائق دنیوی اور ناجائز کام سے تائب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب پر خاص قسم کے علوم اور معارف کا دروازہ کھول دیتا ہے پھر وہ ایسی باتیں بیان کرتا ہے جو نہ اس نے کبھی خود ہی پڑھی ہوتی ہیں اور نہ کبھی سنی ہوتی ہیں اور یہی وہ اخلاص کلمہ طیبہ ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید اور معارف پر آمادہ کرتا ہے اور جب اس مومن پر ایمان الٰہی وارد ہوتا ہے یعنی جب اس پر غلبہ حال وارد ہوتا ہے تو اس کی زبان سے ایسے ایسے علوم نکلتے ہیں اور وہ انہیں اس شرح وبسط کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ دنیوی علوم کے ماہر اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔(۳)

۳۸)یہ بات اپنی جگہ قطعی طور پر درست ہے کہ ایمان کی دولت بھی اسی معطی کی عطا ہے وہ جسے چاہے ہدایت اور ایمان عطا فرمادے اور جس سے چاہے اس سے یہ دولت

۱)۔رموز تصوف: ص:۹۹۔

۲)۔رموز تصوف: ص:۱۰۰۔

۳)۔رموز تصوف: ص:۱۰۳۔۱۰۴۔

ایمان چھین لے، جسے چاہے اسے ایمان کی طرف آنے ہی نہ دے۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔ لیکن مشاہدہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ وہ غیور اعظم ہدایت اور نور ایمان دیتا اسی کو ہے جو اس کی دل سے خواہش کرتا ہے ہدایت اور نور ایمان سے منہ موڑنے والے کو وہ یہ نعمت غیر مترقبہ اس لئے عنایت نہیں کرتا کہ یہ اس کی غیرت کے خلاف ہے۔(۴)

۳۹)جس آدمی نے سنت نبوی ﷺ کو جتنی مضبوطی سے پکڑا اور جتنی مستعدی سے اس کے مطابق زندگی گزاری، اس نے اسی نسبت سے قرب الٰہی کا راستہ طے کیا، اور اسی نسبت سے وہ رسول مقبول ﷺ کی رحمت اللعالمیت کے انوار سے سیراب ہوا، اسی انوار رحمت کے ذریعے مومن کے درجات ، کمالات اور ایمان بڑھتا ہے اور رضائے الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ جہاں بندہ سنت نبوی ﷺ سے ایک بال بھی ہٹا، اس کا ایمان زوال کی لپیٹ میں آ گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو زوال ایمان سے بچائے۔ آمین۔(۵)

۴۰)معلوم ہونا چاہئے کہ اتباع سنت ہی میں مقام عبدیت ہے اور یہ صرف رضائے خداوندی سے ملتی ہے، یہ کمالات نبوت اور اخلاص ایمان ہے کہ جو محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لایا اور اللہ کی اطاعت کی، جیسا کہ اس کا حق ہے، وہی محبوب خدا ہے، اللہ کی محبوبیت میں آجانا معمولی مقام نہیں، اس کی بلندی کو صرف بینا لوگ ہی جانتے ہیں، اس مقام محبوبیت کا راستہ عین سنت رسول (ﷺ) ہے۔ آج تک دنیا کے ادنی ولی سے لے کر اعلی ولی تک ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی کہ وہ شریعت کے خلاف راستہ اختیار کر کے سلوک حقیقت کی دہلیز تک پہنچ گیا ہو۔(۶)

۴۱)اہل اللہ کے دنیوی کلام میں بھی نور ہوتا ہے اور غافل کے دینی کلام میں بھی

۴)۔رموز تصوف: ص:۱۱۴۔

۵)۔رموز تصوف: ص:۱۱۶۔

۶)۔رموز تصوف: ص:۱۱۷۔

ظلمت ہوتی ہے، کیوں کہ کلام میں قلب کا اثر شامل ہوتا ہے اسی طرح تحریر میں بھی، برے لوگوں کی تصنیفات مطالعہ نہ کرنی چاہئیں کیوں کہ یہ بھی ایک طرح کی صحبت ہوتی ہے۔(۱)

۴۲)بزرگی اور شخصیت کی وجہ سے بعض اوقات تکبر آ جاتا ہے یا کوئی کلمہ منہ سے نکل جاتا ہے تو اس کے لئے استغفار چاہئے، استغفار بہت ضروری ہے۔(۲)

۴۳)رات تقسیم فیض کا وقت ہوتا ہے، لہذا سب ساتھیوں کو بعد از عشا یا بوقت سحر تصوراً توجہ دیا کرو، ان شاء اللہ فائدہ ہوگا۔(۳)

۴۴)اللہ کے نزدیک دور ونزدیک کچھ نہیں۔۔۔غائبانہ توجہ (قبل از فجر اور بعد از عشا) اجتماعی ہونی چاہئے، ادھر سے ہندوستان میں کسی کو توجہ کرو ان شاء اللہ اثر ہوگا۔(۴)

۴۵)جب کسی جگہ جاؤ اور کھانا سامنے رکھا جائے اور طبیعت بایں وجہ کھانے پر راغب نہ ہو کہ شاید یہ طعام حلال وطیب نہیں ہے اس وقت شریعت پر عمل کیا جائے نہ کہ اپنے علم پر۔بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ، البتہ جب یقین کے ساتھ کھانا حرام ہو تو پرہیز کرو۔(۵)

۴۶)فیض کے معنی ہے: کسی چیز کو انڈیلنا۔انوارات اور تجلیات کو دل پر ڈالنا جس طرح پانی میں پھونکنے سے حرکت پیدا ہوتی ہے اسی طرح فیض سے دل میں اثر پیدا ہوتا ہے، یہ فیض جب حد سے زیادہ ہوتا ہے تو جسم کا وہ حصہ جہاں اس کا اثر پہنچ جائے وہ ہلنے لگتا ہے۔(۶)

---

۱)۔رموز تصوف:ص:۱۶۶۔

۲)۔رموز تصوف:ص:۱۷۰۔

۳)۔رموز تصوف:ص:۱۷۵۔

۴)۔رموز تصوف:ص:۱۷۷۔

۵)۔رموز تصوف:ص:۱۷۶۔

۶)۔رموز تصوف:ص:۱۹۱۔

۴۷)مرید کا قلب بھی متوجہ ہو اور پیر کا بھی تو تب توجہ اثر کرتی ہے۔(۷)

۴۸)پیر کے ساتھ تعلق اللہ کے لئے ہونا چاہئے۔(۸)

۴۹)حنفیت کا معنی اتباع سنت ہے۔(۹)

۵۰)طریقت میں کبھی خوشی طاری ہوتی ہے اور کبھی سکوت اور کبھی سکر، یہ سب تجلیات کا انوار ہے۔(۱۰)

ملفوظات

شیخ المشائخ حضرت سید نصیر حسین شاہ قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۲۹ شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ۔ بمطابق ۱۹/دسمبر ۱۹۹۸)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت اُقدس مولانا سید عبداللہ شاہ قدس اللہ سرہ

۱)اہل اللہ کی زندگی اور ان کے ملفوظات کا مطالعہ کرنے سے انسان کی زندگی میں ایک بہت بڑا انقلاب برپا ہو جاتا ہے گمراہ ہدایت یافتہ ہو جاتے ہیں اور ہدایت یافتہ کو قرب خداوندی میں ترقی کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔کسی کا کوئی شیخ نہ ہو تو وہ بزرگان دین کے ملفوظات کا مطالعہ کیا کرے یہ ملفوظات بزرگوں کی صحبت کا کسی حد تک بدل ہو جاتے ہیں۔(۱۱)

---

۷)۔رموز تصوف:ص:۱۹۲۔

۸)۔رموز تصوف:ص:۱۹۳۔

۹)۔رموز تصوف:ص:۱۹۳۔

۱۰)۔رموز تصوف:ص:۱۹۳۔

۱۱)۔نقشبندی کشکول:حرف اولین:ص:۱۷۔

۲) ولی کے لئے تقویٰ شرط ہے۔(۱)

۳) آج کونسا گھر ہے جس میں کسی جاندار کی تصویر نہ ہو، اِلا ماشاءاللہ۔ ہمارے گھر اللہ کی رحمتوں سے محروم ہو گئے۔ ٹی۔وی، وی۔سی۔آر نے تو رہی سہی کسر پوری کردی۔ ہمارے گھروں سے تلاوتِ قرآن اور اللہ کے ذکر کی آوازوں کے بجائے بے ہودہ اور مخرب الاخلاق گانوں کی آوازیں آتی ہیں۔ ماں، بیٹیاں، بہو، بیٹے اور باپ اپنی حیاوشرم کو بالائے طاق رکھ کر، وی۔سی۔آر پر فحش اور عریاں مناظر دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ نوجوان ٹی۔وی پر ڈاکے اور چوری کے مناظر دیکھ کر عوام کو تختۂ مشق بناتے ہیں۔(۲)

۴) افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ علماومشائخ نے بھی تصویری احکامات کو پس پشت ڈال دیا۔ منع کرنا تو درکنار باقاعدہ کھڑے ہو کر فوٹو کھینچواتے ہیں اور یہ فوٹو پھر اخبارات میں چھپتے ہیں۔ ایک عالم کے بھٹکنے سے ساری قوم بھٹک جاتی ہے جب عوام کو اس گناہ سے روکا جاتا ہے تو وہ علما کے فعل کو حجت بناتے ہیں۔ اسی لئے بدعمل عالم کے لئے سخت سے سخت وعیدیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں۔(۳)

۵) دنیا پرست پیروں نے سلسلوں کو بہت بدنام کیا ہے۔ عورتوں کو بے پردہ سامنے بٹھا کر بیعت کرتے ہیں اور ان کو سمجھاتے ہیں کہ پیر روحانی باپ ہوتا ہے اس سے پردہ کی ضرورت نہیں۔ صحابیات تو حضور اکرم ﷺ سے پردہ کریں اور ان پیر صاحب سے پردہ کی ضرورت نہیں۔ العیاذ باللہ۔ یہ عورتیں عقیدت کے جوش میں پیر صاحب کے پیر بھی دباتی ہیں۔ انہی شرعی بے ضابطگیوں کی وجہ سے کتنی جوان عورتیں اور بچیاں عصمت سے محروم

۱) نقشبندی کشکول: تقویٰ و پرہیزگاری: ص:۲۱۔
۲) نقشبندی کشکول: تقویٰ و پرہیزگاری: ص:۲۲۔
۳) نقشبندی کشکول: تقویٰ و پرہیزگاری: ص:۲۲۔۲۳۔

ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دین کے ڈاکوؤں سے ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین۔(۴)

۶) آج نام نہاد پیران طریقت کسب کو عیب سمجھتے ہیں، پیری کے خلاف سمجھتے ہیں۔ ہمارے پردادا پیر حضرت مولانا فضل قریشیؒ کھیتی باڑی کیا کرتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے خود ہل چلاتے تھے۔(۵)

۷) اولیااللہ میں جہاں اور اعلیٰ اوصاف ہوتے ہیں ان میں ایک خاص وصف مہمان نوازی کا بھی ہوتا ہے۔(۶)

۸) تمام حضرات نقشبندؒ نے عمامہ کی سنت کو مضبوطی سے تھاما اور آج تک یہ سنت ان حضرات کے یہاں جاری ہے۔(۷)

۹) کثرتِ ذکر اور تعلق مع اللہ کی وجہ سے اہل اللہ کے کلمات اور مکتوبات میں ایک نورانیت اور تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔(۸)

۴) نقشبندی کشکول: پردہ: ص:۲۳۔۲۴۔
۵) نقشبندی کشکول: مال حرام سے اجتناب: ص:۲۴۔
۶) نقشبندی کشکول: مہمان نوازی: ص:۲۷۔
۷) نقشبندی کشکول: عمامہ کی سنت: ص:۲۹۔
۸) نقشبندی کشکول: مکتوبات شریف: ص:۱۰۸۔

ملفوظات

حضرت مولانا شمس الہادی شاہ منصوری قدس اللہ سرہ

(۳رربیع الثانی ۱۴۳۰ھ۔ بمطابق ۲۹رمارچ ۲۰۰۹)

خلیفہ مجاز

حضرت مولانا عبدالغفور المدنی العباسی و دیگر قدس اللہ أسرارھم

۱) دستورِ خداوندی ہے کہ اپنے محبوبوں کا بدلہ لیتا ہے اگرچہ کچھ دیر بعد ہو۔(۱)

۲) کبھی کبھی مباح چیز بھی نیت سے عبادت بن جاتی ہے جیسے کوئی گھر بنا رہا ہو اور اس میں کھڑکی یا روشن دان اس نیت سے بنائے کہ اس میں اذان کی آواز آئے گی یہ کام مباح تھا لیکن اس نیت نے اس کو عبادت بنا دیا، اسی طرح اگر کوئی خوراک کھاتا ہو کہ میں تندرست رہوں گا خوب کھیل کود کروں گا تو اس پر کوئی ثواب مرتب نہیں ہوتا لیکن اگر یہ خوراک اس نیت سے کھائی جائے کہ صحت تندرست رہے گی، عبادت خوب کروں گا تو یہ مباح کام عبادت بن جاتی ہے، اگر کوئی کپڑے زینت کے لئے بنائے تو اس میں کوئی فائدہ نہیں لیکن اگر اس نیت سے بنائے کہ اس میں نماز پڑھوں گا وغیرہ وغیرہ تو پھر بہت اجر ملے گا۔(۲)

۳) ایک ہوتا ہے تخلیہ اور ایک ہوتا ہے تحلیہ، صفات سلبیہ بمنزلہ تخلیہ کے ہیں اور صفات ثبوتیہ بمنزلہ تحلیہ کے ہیں، تخلیہ مقدم ہوتا ہے تحلیہ پر۔(۳)

۴) اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرو، دین سیکھ لوگے، اخلاق سیکھ لوگے،

۱)۔انوار شمسیہ:ص:۲۹۔

۲)۔انوار شمسیہ:ص:۳۲۔

۳)۔انوار شمسیہ:ص:۴۳۔

اٹھنا بیٹھنا سیکھ لوگے، برے لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا چھوڑو، ان سے کیا سیکھو گے؟ اپنا وقت فضول میں برباد کروگے۔ صلحا کے طور طریقوں کو اپناؤ۔ اللہ تعالی تمہیں ان جیسا بنادے گا۔(۴)

۵) صوفیا فرماتے ہیں کہ: ہر وقت ذکر حق، فکر حق، رضائے حق کو دھیان میں رکھو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ تینوں عطا فرمائے۔(۵)

۶) کافر کا دل چوں کہ فاسد ہوتا ہے اس لئے وہ نور ایمانی سے خالی اور غضب وشہوت کا مسکن ہوتا ہے۔(۶)

۷) صوفیا زیادہ تر دل کی اصلاح کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تاکہ اس دل میں نور ایمان کے ساتھ نسبت کا نور بھی آجائے تو یہ نور علی نور کا مصداق بن جاتا ہے۔(۷)

۸) پانچ لطائف عالم امر کے ہیں اس کے لئے مادہ نہیں ہے، جب ان لطائف میں نور آتا ہے تو سارا جسم نورانی بن جاتا ہے۔(۸)

۹) کیا کریں ہماری آنکھیں کھلی ہوئی ہیں ناجائز دیکھتے ہیں اللہ تعالی کی نافرمانی کرتے ہیں منہ کھلا ہوا ہے، غیبت گوئی، فضول گوئی ہمارے معمولات میں شامل ہے، گانا بجانا سننے کے ہم عادی ہو چکے ہیں۔ ہر گھر سے یہی آوازیں آتی ہیں گھر کیا اب تو مسجد بھی ان آوازوں سے خالی نہیں رہی۔ بل کہ موبائلوں میں طرح طرح کے گانے ریکارڈ کئے گئے ہیں۔ ان چیزوں کے ساتھ لطف حق جو قلبی نورانیت ہے وہ کیسے آئے گی(۹)

۴)۔انوار شمسیہ:ص:۴۷۔۴۸۔

۵)۔انوار شمسیہ:ص:۴۸۔

۶)۔انوار شمسیہ:ص:۵۴۔

۷)۔انوار شمسیہ:ص:۵۶۔

۸)۔انوار شمسیہ:ص:۵۶۔

۹)۔انوار شمسیہ:ص:۵۷۔

١٠)زبان کو قابو میں رکھنا دین ودنیا کی نجات کا پیش خیمہ ہے اور زبان کو بے قابو چھوڑ دینا خود کو دین ودنیا کی تباہی کی طرف دھکیل دینا ہے اور دین کی عظمت وشوکت کو نقصان پہنچانے کی جڑ، زبان کو بے قابو چھوڑنا ہے۔(١)

١١)اچھے خواب دیکھنا بھی عمل کرنے کا نتیجہ ہے اچھے اور پرہیز گار لوگ اچھے خواب دیکھتے ہیں اور بے عمل لوگ برے اور شیطانی وساوس والے خواب دیکھتے ہیں۔(٢)

١٢)یہ بھی ایک درجہ ہے کہ آدمی خود متنبہ نہ ہو تو دوسرے کے متنبہ کرنے سے ہوشیار ہو جائے اور جو شخص نہ خود سمجھے نہ کسی کے کہنے پر توجہ کے ساتھ کان لگائے اس کا درجہ اینٹ یا پتھر سے زیادہ نہیں۔(٣)

١٣)ہر سنت میں بے شمار برکتیں ہیں یہ نیک لوگ اور کچھ نہیں۔۔۔خفیہ وظائف نہیں۔۔۔کرتے بل کہ ان سنتوں پر عمل کرتے ہیں اور بزرگ ونیک بن جاتے ہیں وہ بھی نماز پڑھتے ہیں اور ہم بھی نماز پڑھتے ہیں لیکن وہ سنت کی پابندی کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور ہم ویسے ہی پڑھتے ہیں تو ان میں برکتیں ہوتی ہیں اور ہم ویسے ہی رہتے ہیں۔(٤)

١٤)سنتوں پر عمل کا نتیجہ بندگی کا حصول ہے۔(٥)

١٥)اگر کوئی چاہے کہ میری زندگی سنور جائے میری موت، قبر اور قیامت، حشر بھی سنور جائے تو اسے چاہئے کہ اپنی طاقت کے مطابق سنت پر عمل کرے تو اس کے ہر کام میں برکت ہوگی، اس کے مال اولاد اور زندگی میں برکت ہوگی۔(٦)

١)۔انوار شمسیہ:ص:٥٨۔٥٩۔
٢)۔انوار شمسیہ:ص:٦١۔
٣)۔انوار شمسیہ:ص:٦٢۔
٤)۔انوار شمسیہ:ص:٧١۔٧٢۔
٥)۔انوار شمسیہ:ص:٧٢۔
٦)۔انوار شمسیہ:ص:٧٢۔٧٣۔

١٦)سلام کرنا ایک سنت طریقہ ہے اس کی بہت برکتیں ہیں لہذا ہمیں چاہئے کہ اسے اپنائیں اللہ تعالیٰ ہمیں اول سنت کا علم نصیب کریں اور پھر سنت پر عمل۔(٧)

١٧)امامت کیا کرو، اس میں بہت برکت ہے، ہمارے اکابر امامت ضرور کیا کرتے تھے، امامت کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ: اپنی نماز با جماعت ہو جاتی ہے اور آدمی وقت کا پابند ہو جاتا ہے۔(٨)

١٨)یہ لالچ نہ رکھو کہ مدرسہ بناؤں گا پھر مہتمم صاحب بنوں گا، بل کہ مسجد میں بیٹھ کر کسی کو دو تین الفاظ سکھانا تمہارے لئے ہر چیز سے بہتر ہے۔(٩)

١٩)کسی کے مال ودولت پر نظر نہ رکھو، اس کی جاہ وجلال کو نہ دیکھو ہمارے پاس جو دولت ہے یہ کسی کے پاس نہیں، اس کی قدر کرو، اپنے آپ کو علمی سرگرمیوں میں مشغول رکھو، قناعت کرو، اللہ تعالیٰ سب کچھ عطا فرمائے گا۔(١٠)

٢٠)اختلافی مسائل میں اپنا وقت ضائع نہ کرو، ان مسائل میں اگر الجھ گئے تو پھر علم اور عمل دونوں رہ جائیں گے۔دوسروں کو ہرانے، مناظرہ بازی کرنے اور جنگ وجدل میں سارا وقت ضائع ہوگا۔(١١)

٢١)پارٹی بازی سے بچو، یہ بہت فضول چیز ہے۔(١٢)

٢٢)یہ فتنوں کا دور ہے، اس میں مناظرے نہ کیا کرو، یہ مناظرے نہیں مجادلے ہیں

٧)۔انوار شمسیہ:ص:٧٩۔
٨)۔انوار شمسیہ:ص:٨٢۔
٩)۔انوار شمسیہ:ص:٨٢۔
١٠)۔انوار شمسیہ:ص:٨٣۔
١١)۔انوار شمسیہ:ص:٨٣۔
١٢)۔انوار شمسیہ:ص:٨٣۔

اپنا کام کرو اور فتنوں سے دور رہو، فتنوں میں عمل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔(۱)

۲۳)اکابر کے نقش قدم پر چلو، ہمارے اکابر بہت اچھے تھے، چاہے وہ شریعت کے اساتذہ ہوں یا طریقت کے مشائخ، سارے اولیاء اللہ تھے اور باہم متفق تھے۔(۲)

۲۴)عوام کے ساتھ نرمی کیا کرو، سخت لہجہ استعمال نہ کرو، اخلاق کے ساتھ ان کو دین کی طرف دعوت دو، شائستہ طریقے سے سخت مسئلہ بھی انسان قبول کرتا ہے اور بے ڈھنگ طریقے سے اچھی بات بھی قبول نہیں کرتا۔(۳)

۲۵)روحانی بیماریوں سے اپنے آپ کو بچاؤ، بغض وحسد، ریا، انانیت اور عجب یہ روحانی بیماریاں ہیں۔ان کا علاج کراؤ، اپنے آپ میں تواضع پیدا کرو۔(۴)

۲۶)سب سے بڑی چیز اتباع سنت ہے، سنت پر عمل کرو، سنت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے، طلبہ کے لئے سنت پر عمل کرنا اور بھی زیادہ ضروری ہے کیوں کہ یہ عوام کے لئے نمونہ ہیں۔ان کا لباس، اٹھنا، بیٹھنا، عادات واطوار سب سنت کے مطابق ہونا چاہئے۔تاکہ عوام متاثر ہو کر اپنے بچوں کو علم دین کے لئے وقف کریں۔(۵)

۲۷)تصوف کے بارے میں میری نصیحت یہ ہے کہ: کسی ایسے متبع سنت سے بیعت کرلو، جو عالم باعمل ہو۔اس کا سلسلہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام تک پہنچا ہو، بیعت عوام اور خواص (علما اور طلبہ) دونوں کے لئے مفید ہے۔علما وطلبا کے لئے تو ضروری ہے کہ بیعت کریں۔اگر مطالعہ کی وجہ سے وقت نہیں ملتا تو تھوڑا مراقبہ اور ذکر کرلیا کریں لیکن بالکل

۱)۔انوار شمسیہ: ص: ۸۳۔

۲)۔انوار شمسیہ: ص: ۸۳۔

۳)۔انوار شمسیہ: ص: ۸۳۔

۴)۔انوار شمسیہ: ص: ۸۴۔

۵)۔انوار شمسیہ: ص: ۸۴۔

ترک نہ کریں۔کیوں کہ طریقت لازم ہے اور شریعت ملزوم۔(۶)

۲۸)لوگ بیعت ہونا سب کچھ سمجھتے ہیں لیکن شیخ کی صحبت نہیں کرتے اور ملاقات بھی نہیں کرتے، حالاں کہ منازل سلوک صحبت سے طے ہوتے ہیں علما وصلحا کی صحبت کرلیا کرو، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو یہ اعلیٰ مقام حضور ﷺ کی صحبت کی وجہ سے ملا ہے۔(۷)

۲۹)افراط وتفریط سے بچو۔بعض لوگ افراط کرتے ہیں اور بعض تفریط ہم ان دونوں کے قائل نہیں۔ہمارے اکابر (علماء دیوبند) کا طریقہ اعتدال کا ہے اور ہم بھی اس اعتدال پر قائم ہیں۔قرآن وسنت ہمیں اعتدال کا درس دیتا ہے۔(۸)

۳۰)آخری سانس تک دین کی خدمت کرتے رہو، دنیا کی فکر مت کرو، دنیا اور آخرت کی بھلائیاں اس دین میں ہیں۔(۹)

۶)۔انوار شمسیہ: ص: ۸۴۔

۷)۔انوار شمسیہ: ص: ۸۴۔

۸)۔انوار شمسیہ: ص: ۸۵۔

۹)۔انوار شمسیہ: ص: ۸۵۔

ملفوظات

حضرت مولانا محمد امین اورکزئی شہید قدس اللہ سرہ

(شہادت:۱۷/۶/۱۴۳۹ھ۔بمطابق:۱۱/۶/۲۰۰۹)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مولانا سراج الیوم المعروف گڑھئی بابا جی ودیگر قدس اللہ سرہ

۱)حدیث کے لئے تین چیزیں اہم ترین ہیں: طہارت، برکت اور علو سند۔(۱)

۲)مومن کی پردہ پوشی کرنی چاہئے، گناہ سے تو حد درجہ نفرت ہونی چاہئے لیکن گناہ گار سے نہیں۔(۲)

۳)محقق و متبع سنت شیخ کی ایسی تحقیق سے تلاش کرنی چاہئے، جیسے بندہ اپنے بچے یا بچی کے رشتے کے لئے تحقیق کرتا ہے۔(۳)

۴)مرشد کے بارے میں خوب معلومات حاصل کیا کریں کہ یہ بہت حساس مسئلہ ہے۔خاص کر اس بات کی تحقیق ضروری ہے کہ شیخ متبع سنت ہیں یا نہیں؟ مرشد کے لئے متبع سنت و شریعت ہونا از حد ضروری ہے۔

دوسری بات ان سے طبعی مناسبت بھی ضروری ہے۔

تیسری بات قرب مکانی بھی ضروری ہے۔تاکہ صحبت کا موقعہ زیادہ سے زیادہ میسر ہو۔(۴)

---

۱)۔المظاہر:ص:۵۲۔

۲)۔المظاہر:ص:۶۴۔

۳)۔المظاہر:ص:۶۵۔

۴)۔المظاہر:ص:۶۵/۶۶۔

۵)کبھی اپنے اختیار سے ٹیک لگا کر مطالعہ نہیں کیا، نہ ہی بلا وضو کسی ورق و کاغذ کو چھوا ہے۔(۵)

۶)معمولی بے ادبی اور گستاخی سے بھی علم و معرفت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔(۶)

۷)جس کتاب کا مطالعہ چارپائی یا کسی گدے وغیرہ پر بیٹھ کر کرلوں، اور جس کا باقاعدہ تپائی پر بیٹھ کر اہتمام سے کروں، دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے، پہلے مطالعہ میں وہ مضامین نہیں کھلتے جو دوسرے میں کھلتے ہیں، دونوں حالتوں کے اثرات میں واضح فرق محسوس کرتا ہوں۔(۷)

۸)ہمارے علما اگر عوام کے ساتھ اختلاط کرتے تو بہت سارے مسائل کا سمجھنا ان کے لئے آسان ہو جاتا۔(۸)

۹)میں جو کچھ کرتا ہوں صرف رضائے الٰہی کی خاطر ہی کرتا ہوں، نہ میں نے سیاست کرنی ہے اور نہ ہی مخلوق کی خوشنودی مطلوب ہے۔(۹)

۱۰)میرے نزدیک صرف مسلمان نہیں بل کہ مطلق انسان پر بھی امتحان آئے گا اور خاص کر مسلمان اور امتحان تو لازم و ملزوم ہے۔(۱۰)

۱۱)جس طرح ہم ملاوٹ شدہ دودھ قبول نہیں کرتے بالکل اسی طرح خداوند قدوس ہمارے اس عمل کو بھی قبول نہیں فرماتے جس میں ظلمتِ شرک و کفر، ظلمتِ بدعت و رسم

---

۵)۔المظاہر:ص:۷۷۔

۶)۔المظاہر:ص:۷۷۔

۷)۔المظاہر:ص:۷۷۔

۸)۔المظاہر ص:۸۵۔

۹)۔المظاہر:ص:۸۸۔

۱۰)۔المظاہر:ص:۹۹۔

یا ظلمت ریا ہو۔(۱)

۱۲)میرے نزدیک اللہ تعالی کو تمام امور میں مطلوب ترین اور محبوب ترین چیزیں دو ہیں:

ایک اخلاص اور دوسری تقوی۔

حتی الوسع ان کو ہر قسم کی ملاوٹ سے پاک رکھنا چاہئے۔(۲)

۱۳)لوگوں نے اخلاص کو گپ شپ سمجھ رکھا ہے، ہر ایک اخلاص کا مدعی ہے، حالاں کہ بعض لوگوں کو اخلاص کی بو بھی نہیں لگی ہوگی۔اس کا پہچاننا اور اس کو اپنانا بہت مشکل کام ہے۔(۳)

۱۴)آج کے دور میں ڈاکٹر وحکیم کے کہنے پر جسمانی امراض سے بچنے کی خاطر مضر صحت چیزوں سے پرہیز کی کوشش کی جاتی ہے، لیکن افسوس کہ احکم الحاکمین ذات کی طرف سے روحانی امراض سے حفاظت کے لئے جن چیزوں کی ممانعت کی گئی ہے ان سے بچنا تو در کنار، بچنے کا تصور بھی نہیں کیا جاتا۔(۴)

۱۵)ہمارے بڑوں کی مضبوط دینی غیرت وحمیت کی وجہ بھی یہی ہے کہ ان کی بچپن میں اچھی تربیت ہوئی ہے۔حرام تو حرام ہے۔حلال میں بھی حد درجہ احتیاط ہونی چاہئے۔ اکل حرام کی جو چالیس دن نحوست ہے، اس میں بھی اس طرف اشارہ ہے کہ پیٹ کی زمین سے جتنی اچھی زراعت چاہتے ہو اس میں اتنی ہی اچھی تخم ریزی کرو۔(۵)

۱)۔المظاہر:ص:۱۰۵۔
۲)۔المظاہر:ص:۱۰۶۔
۳)۔المظاہر:ص:۱۰۸۔
۴)۔المظاہر:ص:۱۰۸۔
۵)۔المظاہر:ص:۱۱۰۔

۱۶)بغیر صدق واخلاص اور تقوی کے کوئی ثمرہ مرتب نہیں ہوسکتا، زمانہ بعید کو نہیں قریب میں علمائے دیوبند کے شاندار ماضی کو دیکھیں ایک ایک فرد پوری قوم کے برابر تھا، ان کے اور ہمارے مابین فرق صرف یہی ہے کہ ان کے پاس روحانیت کی قوت اور اخلاص کی دولت تھی اور وہ تقوی کے لباس میں ملبوس تھے، ان کے پاس افرادی قوت نہیں تھی، نہ ان کے پاس مال ودولت تھی اور نہ ہی ان کے پاس مادی وسائل تھے، پھر بھی کامیاب تھے، ہمارے پاس سب کچھ ہے پھر بھی شکست خوردہ ہیں۔(۶)

۱۷)جس چیز میں بھی کثرت آتی ہے، کثرت اپنے ساتھ غفلت لاتی ہے اور غفلت کے ساتھ شکست مقدر ہے، سورۂ تکاثر سے یہی مفہوم ہوتا ہے۔(۷)

۱۸)کسی فاضل دیوبند شخصیت کی زیارت کا موقع ہو تو اس کی خدمت میں ضرور جاؤ کیوں کہ ان پر کاملین کی نظریں پڑی ہیں۔(۸)

۱۹)میرے نزدیک وہ لوگ بہت مبارک ہیں جنہوں نے اکابر دیوبند دیکھے ہیں(۹)

۲۰)جب سے ہمارے ہاں قلت وکثرت کا وبال آیا ہے، تب سے ہم تباہی وبربادی کا شکار ہوئے ہیں، بدقسمتی سے آج کل یہ وبا اتنی عام ہوئی ہے کہ اس مرض سے ہمارے مدارس اور تحریکیں تو در کنار خانقاہیں بھی محفوظ نہیں، وہاں بھی یہ مقابلہ شروع ہے(۱۰)

۲۱)الیکشن کے ذریعہ سے نفاذ اسلام ناممکن ہے۔ہاں!اسلام کے تحفظ اور دین کی بقا کے لئے اسمبلی میں الوالعزم، نڈر اور بے باک علما کا ہونا ضروری ہے، ورنہ یہ بے دین

۶)۔المظاہر:ص:۱۱۱۔
۷)۔المظاہر:ص:۱۱۱۔
۸)۔المظاہر:ص:۱۱۲۔
۹)۔المظاہر:ص:۱۱۲۔
۱۰)۔المظاہر:ص:۱۱۴۔

لوگ مسلمانوں پر کیا سے کیا بجلیاں گرائیں گے۔(۱)

۲۲)عبادت میں اصل چیز ریاضت اور مجاہدہ ہے، جب یہ ہوگا تو عبادت میں لذت ہوگی۔(۲)

۲۳)یادرکھیں کہ طاعات اور حسنات شروع کرتے وقت بہت مشکل نظر آتی ہیں اور دشواری بھی محسوس ہوتی ہے پھر رفتہ رفتہ بندہ اس میں تھکاوٹ اور دشواری کے بجائے لذت محسوس کرتا ہے۔(۳)

۲۴)رمضان میں ضیاع وقت سے بچنے کی کوشش کریں، رمضان روحانیت کا مہینہ ہے لیکن بدقسمتی سے آج مسلمان اس کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔(۴)

۲۵)ہر مسلمان کو چاہئے کہ رمضان کے آغاز میں صلاۃ حاجت کا اہتمام کرے، رب ذوالجلال سے التجا کرے کہ: اے میرے خالق! تو مجھے نیکی کی توفیق عطا فرما۔ جب کسی خوش قسمت کو اعمال صالحہ کا موقع ملے تو اس کے بعد صلاۃ شکر ادا کرنا چاہئے اس لئے کہ نیکی کی توفیق من جانب اللہ ملتی ہے۔(۵)

۲۶)ایک زمانے میں اہل دین پر سخت امتحان آیا وہ تحفظ ایمان کی خاطر پہاڑوں اور جنگلوں کا رخ کر کے ایک غار میں روپوش ہوگئے، ان خوش قسمت لوگوں کو اصحاب کہف کہا جاتا ہے، اگر اس زمانے میں کوئی اپنے ایمان کو محفوظ بنانا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ مساجد، مدارس یا ان دینی مراکز کی طرف رجوع فرمائے، یہ ہمارے لئے اس غار کی مانند

۱)۔المظاہر،ص:۱۱۵۔

۲)۔المظاہر،ص:۱۲۲۔

۳)۔المظاہر،ص:۱۲۲۔

۴)۔المظاہر،ص:۱۲۳۔

۵)۔المظاہر،ص:۱۲۳۔

ہیں۔(۶)

۲۷)ہم مسلمان ہیں، مسلمان پر امتحان آنا لازمی چیز ہے، اس پر تاریخ اسلام شاہد ہے، جو بھی دین کا کام کرتے ہیں ان کے خلاف ہر دور میں قسم قسم کے حربے استعمال ہوتے ہیں۔(۷)

۲۸)موت کا وقت اللہ تعالی نے مقرر فرمایا ہے، اس میں کسی قسم کی تبدیلی ناممکن ہے، جب وہ چاہے گا تو موت آکر رہے گی، اموات میں سے بہترین موت شہادت کی موت ہے۔(۸)

۲۹)اپنی زندگی شریعت کے موافق گزاریں اور اپنے مابین صلہ رحمی سے کام لیں، امور دینیہ میں عجلت سے کام لیں، تساہل اور تسامح سے بچنے کی کوشش کریں اور امور دنیاوی میں تحمل، برداشت، عفو اور درگزر کو اختیار کریں۔(۹)

۳۰)کھانے پینے کے لئے پریشان ہونا میرے خیال میں حیوانیت سے بھی بدتر ہے، کھانا، پینا، تو ہر روز جانوروں کو بھی ملتا ہے، نہ ان کی کوئی مارکیٹ ہے اور نہ مستقبل کے لئے کوئی آمدنی، اس کے باوجود وہ اپنے کاموں میں مصروف نظر آتے ہیں، ہماری مثال تو انسانوں کی شکل میں پرندوں جیسی ہے کہ صبح سویرے اٹھ کر اپنے گھونسلوں سے چلے جاتے ہیں اور اپنے کام میں مصروف ہوتے ہیں، ہم بھی ان کی طرح اپنے مقصد اصلی جو کہ عبدیت ہے اس کے لئے متفکر ہوتے ہیں کہ ہم اس فریضہ کو کس طرح ادا کریں گے۔(۱۰)

۶)۔المظاہر،ص:۱۲۸۔

۷)۔المظاہر،ص:۱۲۹۔

۸)۔المظاہر،ص:۱۳۰۔

۹)۔المظاہر،ص:۱۳۱۔

۱۰)۔المظاہر،ص:۱۳۲۔۱۳۳۔

ملفوظات

حضرت مولانا خواجہ خان محمد قدس اللہ سرہ

(متوفی:۲۱/۵/۱۴۳۱ بمطابق:۵/۵/۲۰۱۰)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مولانا عبداللہ لدھیانوی قدس اللہ سرہ

۱)دنیا میں اپنے شیخ سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں ہوتا۔(۱)

۲)ساری زندگی کوئی سودی کام نہیں کرنا،اور نہ کبھی بنک سے کسی قسم کا قرض لینا ہے (۲)

۳)سفر اور مسافری ایک عجیب چیز ہے،بہت سے تجربے ہوتے ہیں،عجیب عجیب واقعات پیش آتے ہیں،انسان کے سب سے زیادہ خیر خواہ اس کی اپنی قابلیت اور اس کے اچھے اخلاق اور عادات ہیں،جہاں بھی جاوے گا اس کے کام،اس کی قابلیت اور اس کے اچھے اخلاق آگے کام آویں گے،اور سب سے بڑی دشمن انسان کی بری عادتیں ہیں،تمام دنیا ہمدردیاں کرنے والی ہو،لیکن اس کی بری عادتیں اس کو کہیں کا نہیں چھوڑتیں۔اس لئے عزیزان من!اپنے میں قابلیت اور اچھی عادتیں پیدا کریں،جو ہر جگہ اور ہر وقت کام آنے والی چیزیں ہیں۔(۳)

۴)نماز میں ہرگز ہرگز سستی اور کاہلی نہ کریں،اس کی پابندی بہت بہت ضروری

۱)۔ہمارے باباجی:حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ:ص:۱۳۴۔

۲)۔ہمارے باباجی:حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ:ص:۱۵۸۔

۳)۔ہمارے باباجی:حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ:ص:۱۶۴۔

ہے۔اللہ تعالی توفیق عطا فرماوے۔آمین۔(۴)

۵)نماز کی پابندی سب سے مقدم ہونی چاہئے،فارغ وقت ٹی وی اور ریڈیو پر صرف نہ ہو،اچھا انسان اپنے اچھے اعمال ہی سے بنتا ہے۔اللہ تعالی دارین کی اچھائیوں سے سرفراز فرماوے۔آمین۔(۵)

۶)نماز ہر حال میں پڑھنی لازمی ہے،وساوس کے ہجوم کے ساتھ نماز پڑھنا،اس کا بہت بڑا ثواب ہے،لہذا وساوس کی وجہ سے نماز نہ پڑھنا بہت بڑا گناہ ہے،اللہ تعالی بچاوے۔(۶)

۷)انسانیت اسی میں ہے کہ:ان عارضی رونقوں میں دل نہ لگائے اور اپنے مولائے حقیقی سے غافل نہ ہوجائے۔(۷)

۸)اس دنیا میں آنے کا واحد مقصود اللہ جل شانہ کی رضامندی حاصل کرنا ہے، اگر اپنے اس مقصد میں کامیاب ہے تو پھر دنیا کی سب چیزیں اس کے لئے راحت کا سامان ہیں،اور اگر خدانخواستہ انسان اپنے اس مقصد اصلی سے بالکل غافل ہے تو دنیا کی سب چیزیں آسائشیں اور رونقیں اس کے لئے وبال جان ہیں۔(۸)

۹)جب آدمی کلمہ طیبہ کی ''لا'' کرتا ہے تو اس سے اپنی نفی کرنی چاہئے کہ میں کچھ بھی نہیں۔اس کے بعد باقی موجودات کی نفی کی باری آتی ہے،جب تک آدمی اپنی نفی کا اقرار نہیں کرتا،اس وقت تک اللہ تعالی کے اثبات کا اقرار نہیں ہوسکتا،جب انسان پیدا نہیں

۴)۔ہمارے باباجی:حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ:ص:۱۶۶۔

۵)۔ہمارے باباجی:حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ:ص:۱۶۷۔

۶)۔ہمارے باباجی:حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ:ص:۱۶۸۔

۷)۔ہمارے باباجی:حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ:ص:۱۸۲۔

۸)۔ہمارے باباجی:حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ:ص:۱۸۲۔

ہوا تھا تو اس وقت بھی اس کا وجود نہیں تھا اور جب مرجائے گا تو اس وقت بھی اس کا وجود نہیں ہوگا۔دنیا میں چلتا پھرتا انسان اپنی مرضی سے زندہ نہیں، مرنے والا اپنی مرضی سے نہیں مرتا، موت تو در کنار، انسان کو بیماری بھی اپنی مرضی سے نہیں آتی جسم کے اندر جتنے اعضائے رئیسہ کام کر رہے ہیں، ان کے عمل میں اِنسان کو دخل نہیں ہے ،کئی مرتبہ دیکھا گیا ہے کہ آنکھ ہوتی ہے مگر دیکھ نہیں سکتی ،کان ہوتے ہیں مگر سن نہیں سکتے ،زبان ہوتی ہے مگر بول نہیں سکتی، پورے کا پورا انسان اللہ تعالی کے رحم وکرم پر چل رہا ہے اور اپنے طور پر کچھ بھی نہیں ہے یعنی ''لا'' ہے۔(۱)

۱۰)ہمارے بزرگان اپنے مریدوں کو لطائف پر انگلی رکھ کر اللہ اللہ سکھاتے ہیں، جس سے قلوب کا تزکیہ ہوتا ہے، اب مرید کا کام ہے کہ محنت کر کے ترقی حاصل کرے۔(۲)

۱۱)مرید اپنا دل شیخ کی طرف یوں ملتفت رکھے کہ حضور اکرم ﷺ اور مشائخ عظام کا جو فیض میرے شیخ کے دل پر اتر رہا ہے وہی فیض شیخ کے ذریعے میرے دل میں پہنچ رہا ہے۔(۳)

۱۲)عورت کی خصوصیت خانگی امور خوش اسلوبی سے ادا کرنا ہے، ضروری نہیں کہ حافظہ یا عالمہ اچھی بیوی بھی ہو۔(۴)

۱۳)اللہ تعالی رحیم وکریم ہیں، وہ کسی کی محنت کو ضائع نہیں فرماتے ، یہ چند روزہ محنت کا ثمرہ مستقبل کی ساری زندگی کی فرحت ومسرت، راحت وآرام اور جمعیت وسکون اور

۱)۔ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص:۲۲۸۔

۲)۔ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص:۲۲۹۔

۳)۔ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص:۲۳۱۔۲۳۲۔

۴)۔ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص:۲۳۲۔

عزت وآبرو کی صورت میں عنایت فرمائیں گے۔(۵)

۱۴)دین ودنیا اور زندگی کے ہر شعبہ میں اپنی قابلیت کے ذریعے اِنسان اپنا مقام پیدا کرتا ہے ،لہٰذا اپنی تمام تر فکر اور جدوجہد اور محنت ومشقت صرف اپنی قابلیت پیدا کرنے میں صرف کریں۔(۶)

۱۵)اپنے پاکیزہ مقاصد کے حصول میں اِنسان کو کتنی تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں، مقصد جس قدر اعلی وارفع ہوگا، اس قدر اس کے راستے میں تکلیف زیادہ پیش آئیں گی۔(۷)

۱۶)انسان کو اپنی بلند ہمتی ہی کام آتی ہے، اسی بلند ہمتی کے مطابق وہ کمال حاصل کرتا ہے۔(۸)

۱۷)درود شریف کسی بھی صیغہ سے ہو مقبول ہے۔(۹)

۱۸)سالک جب ذکر واذکار کا طریقہ اختیار کرتا ہے اور جب سالک کا باطن ذکر الٰہی سے مانوس ہوجاتا ہے تو پہلے ذکر کے دوران سالک پر عدمیت کی کیفیت وارد ہوتی ہے۔اس عدمیت کا مطلب یہ ہے کہ سالک اپنے آپ کو اور اپنے وجود کو معدوم محسوس کرتا ہے، جب ذکر کے دوران یہ کیفیت وارد ہو تو اس وقت سالک ذکر بند کردے اور اس کیفیت کی طرف متوجہ رہے، جب یہ کیفیت چلی جائے تو پھر ذکر شروع کردے، ابتداءً یہ کیفیت لمحوں کی صورت میں آتی ہے اور آہستہ آہستہ بڑھنی شروع ہوجاتی ہے ، پھر ایک

۵)۔ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص:۲۳۳۔

۶)۔ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص:۲۳۳۔

۷)ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص:۲۳۳۔

۸)۔ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص:۲۳۳۔

۹)۔ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص:۲۴۴۔

وقت ایسا آتا ہے کہ سالک ہمہ وقت اپنے آپ کو معدوم پاتا ہے اس کیفیت کو عدمیت کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔(۱)

ملفوظات

حضرت شیخ علی احمد نقشبندی قدس اللہ سرہ

(متوفی:۲/۸/۱۴۳۱ھ۔ بمطابق: ۱۴/جون ۲۰۱۰م)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ نور بخش قدس اللہ سرہ

وحضرت مولانا عبد الغفور المدنی العباسی قدس اللہ سرہ

۱) کوئی شخص کتنا ہی پڑھا لکھا، لائق، فائق اور ذہین کیوں نہ ہو، تصوف سے صحیح واقفیت اور عشق ویقین، سوز وگداز کی قلبی کیفیت کو تصوف کے حامل شخصیت کی کامل صحبت اور خدمت میں وقت گزارے بغیر نہیں جان سکتا، کیوں کہ گھر کے اندر کی چیزوں کا پورا علم گھر میں داخل ہو کر ہی حاصل ہو سکتا ہے۔(۲)

۲) بزرگ پارس کی مانند ہوتے ہیں جو دوسروں کو سونا بناتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ بزرگ ہمیشہ اچھی صحبت اختیار کرنے کی تاکید کرتے ہیں۔(۳)

۳) ہم دل کی حفاظت نہیں کرتے، چناں چہ شیطان اس میں سے محبت اور عظمت کے موتی چرا لیتا ہے اور اس میں دنیاوی خواہشات کی راکھ بھر دیتا ہے۔(۴)

---

۱)۔ماہنامہ الشریعہ: ص:۳۱۔ستمبر:۲۰۱۰۔آفتاب معرفت شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمدؒ۔

۲)۔عرفان تصوف: ملفوظات: ص:۱۴۸۔

۳)۔عرفان تصوف: ملفوظات: ص:۱۴۸۔

۴)۔عرفان تصوف: ملفوظات: ص:۱۴۹۔

۴) تم ذکر کی کثرت کرو، اس کی برکت سے نماز میں ایسا مزہ آئے گا جیسے مٹھائی کھانے سے آتا ہے، یہ تجربہ بیان کر رہا ہوں خالی باتیں نہیں۔(۵)

۵) جو خود محنت نہ کرے دوسروں سے نہیں کروا سکتا۔(۶)

۶) شیخ کے ہاتھ پر بیعت مال زیادہ ہونے کے لئے نہیں کی جاتی، بل کہ یہ تو بیعت توبہ ہوتی ہے۔(۷)

۷) جس طرح جسم بیمار ہوتے ہیں روحیں بھی بیمار ہوتی ہیں، جسمانی بیماریوں کو سب جانتے ہیں لیکن روحانی بیماریوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔(۸)

۸) محنت اس لئے کرائی جاتی ہے کہ نعمت کی قدر ہو، اگر بغیر محنت کے نعمت مل جائے تو اس کی قدر نہیں ہوگی۔(۹)

۹) بزرگ جب فیض دیتے ہیں تو ایک نظر سالکین کے قلوب پر ڈالتے ہیں، پھر جس کا برتن صاف پاتے ہیں اس کو فیض دیتے ہیں۔(۱۰)

۱۰) آدمی دوسروں پر اتنا ہی اثر کر سکتا ہے جتنی اس کے اندر قوت ہو، اس لئے بہت زیادہ ریاضت کر کے روح اور جسم میں طاقت پیدا کرنی چاہئے تاکہ تبلیغ اسلام میں آسانی ہو۔(۱۱)

۱۱) عارف پہچاننے والے کو کہتے ہیں اور عالم جاننے والے کو، عالم رنگ فروش

---

۵)۔عرفان تصوف: ملفوظات: ص:۱۴۹۔

۶)۔عرفان تصوف: ملفوظات: ص:۱۴۹۔

۷)۔عرفان تصوف: ملفوظات: ص:۱۵۰۔

۸)۔عرفان تصوف: ملفوظات: ص:۱۵۱۔

۹)۔عرفان تصوف: ملفوظات: ص:۱۵۲۔

۱۰)۔عرفان تصوف: ملفوظات: ص:۱۵۲۔

۱۱)۔عرفان تصوف: ملفوظات: ص:۱۵۳۔

ہوتا ہے اور عارف رنگ ساز۔(۱)

۱۲) اپنے اندر اخلاق، اخلاص اور استقامت پیدا کرو، اسباق کے پیچھے نہ پڑو کہ اتنے ہو گئے یا اتنے رہ گئے، اسباق تو ایک دن میں طے ہو جاتے ہیں۔(۲)

۱۳) تصوف کے احوال باطن کی سمجھ نہ پا کر بعض اہل ظاہر نے ان پر اعتراض کئے ہیں، ان کی فکر نہ کرنی چاہئے نہ تو وہ سمجھ سکتے ہیں اور نہ ان کو کوئی سمجھا سکتا ہے، یہ تو راستہ طے کرنے سے سمجھ میں آتا ہیں۔(۳)

۱۴) معلومات کے بجائے معمولات پر توجہ دینی چاہئے، اس لئے کہ قیامت کے دن معلومات کا حساب نہیں ہوگا، معمولات کا حساب ہوگا۔(۴)

۱۵) آدمی منزل پر چڑھتا تو آہستہ آہستہ ہے لیکن جب گرتا ہے تو ایک دم نیچے آتا ہے، آہستہ آہستہ نہیں آتا، اس لئے یہ کہنا کہ: اب میری اصلاح ہو چکی ہے، سخت مضر ہے۔ آدمی کو کبھی بے مہار نہیں رہنا چاہئے۔ کسی نہ کسی سے تعلق جوڑے رکھنا چاہئے (۵)

۱۶) مرید روحانی اولاد ہوتے ہیں، گلہ بان کے ریوڑ میں سو بکریاں ہوں ان میں سے ایک الگ ہو جائے تو وہ سب کو چھوڑ کر اس ایک کے پیچھے لگ جاتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ یہ کہیں چلی جائے، ایسا ہی معاملہ پیر کا ہوتا ہے۔(۶)

۱۷) ترازو میں علم نہیں تلے گا عمل تلے گا، یہ سوال نہیں ہوگا کہ کتنی کتابیں پڑھی یا لکھی

۱)۔عرفان تصوف: ملفوظات: ص:۱۵۳۔
۲)۔عرفان تصوف: ملفوظات: ص:۱۵۳۔
۳)۔عرفان تصوف: ملفوظات: ص:۱۵۴۔
۴)۔عرفان تصوف: ملفوظات: ص:۱۵۴۔
۵)۔عرفان تصوف: ملفوظات: ص:۱۵۴۔
۶)۔عرفان تصوف: ملفوظات: ص:۱۵۴۔

ہیں، یہ پوچھا جائے گا کہ علم پر کتنا عمل کیا ہے۔(۷)

۱۸) حج وعمرہ میں کسی پر غصہ اور اعتراض نہیں کرنا چاہئے، کیوں کہ جیسی وہاں طبیعت ہوگی ویسی ہی حالت بن جائے گی۔(۸)

۱۹) اللہ تعالی کے ہم پر تین حق ہیں:

۱) ان سے اتنی محبت ہو کہ کسی اور سے اس قدر نہ ہو۔

۲) ان کی اتنی عظمت ہو کہ کسی اور کی اس قدر نہ ہو۔

۳) ان کی اتنی اطاعت ہو کہ کسی اور کی اس قدر نہ ہو۔(۹)

۲۰) رضائے الہی کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے: ایک علم، اور دوسری ہمت۔ علم علما سے ملے گا اور ہمت اہل ذکر بزرگوں سے ملے گی۔(۱۰)

ملفوظات

حضرت مولانا سید عبدالوہاب شاہ بخاری قدس اللہ سرہ

خلیفہ مجاز

حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی زید مجدہ

زندگی میں بعض لوگ ایسے ملتے ہیں جو آتے ہیں، چلے جاتے ہیں، مگر اپنے انمٹ اثرات چھوڑ جاتے ہیں، وقت گذرتا جاتا ہے، مگر ان کی یادیں، ان کی باتیں، ان

۷)۔عرفان تصوف: ملفوظات: ص:۱۵۶۔
۸)۔عرفان تصوف: ملفوظات: ص:۱۵۷۔
۹)۔عرفان تصوف: ملفوظات: ص:۱۵۷۔
۱۰)۔عرفان تصوف: ملفوظات: ص:۱۵۷۔

کا انداز، ہمہ وقت ایسے ہی یاد رہتا ہے کہ جیسے ابھی کل ہی ملاقات ہوئی ہو۔انہیں لوگوں میں ایک حضرت مولانا سید عبدالوھاب شاہ صاحب بخاری علیہ الرحمہ بھی تھے جو بغیر کسی لالچ وطمع کے اکثر وبیشتر مدرسہ عربیہ معارف العلوم پاپوش نگر (سابق شاخ جامعہ بنوری ٹاؤن) تشریف لاتے، اور طلبہ کے سامنے اپنا درد دل کھول کر رکھ دیتے تھے۔

اس وقت بندہ وہاں زیر تعلیم تھا موصوف کو دیکھنے سے اوران کے بیانات سننے سے موصوف کے ساتھ اتنی محبت بڑھی کہ اگر پتہ چلتا کہ حضرت مدرسہ عربیہ اسکاؤٹ کالونی تشریف لائے ہوئے ہیں تو بندہ گھر والوں کو بتائے بغیر وہاں بھی پہنچ جاتا۔حالاں کہ اس وقت اتنی عمر نہیں تھی کہ بسوں میں اکیلے سفر کر کے اسکاؤٹ کالونی تک جانے کی گھر والے اجازت دے دیں۔ اور صحیح بات تو یہ ہے کہ ایک اللہ والا اچھا انسان بننے کا شوق انہی کی محافل میں بیٹھ کر ان کے بیانات سن کر ہوا۔(اللہ تعالی انہیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمارے مدرسہ والوں کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے کہ وہ وقتاً فوقتاً ایسے اللہ والوں کا دیدار کرانے کا انتظام کیا کرتے تھے)

آج مجھے ایک دینی مدرسہ سے فاضل ہوئے کافی عرصہ ہو چکا ہے دوران درس اگر کبھی طلبہ کو نصیحت کی تو دیکھا کہ وہ مجھ جیسے بندے کی نصیحت بھی کاپی میں نوٹ کرتے ہیں تو سوچا کہ میرے اساتذہ ومشائخ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کی باتیں قلم بند کی جائیں اور انہیں منظر عام پر لایا جائے تا کہ اللہ تعالی مجھے بھی ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو اسے پڑھے اسے بھی عمل کی توفیق ملے۔حضرت آج ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں وہ ایک ایکسیڈنٹ میں اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں اللہ پاک ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں اعلی علیین میں جگہ عطا فرمائے۔آمین۔

حضرت کے چند نصائح وملفوظات جو ذہن میں موجود ہیں اس وقت وہی لکھے

جارہے ہیں اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی موصوف کے لئے انہیں صدقہ جاریہ بنائے۔آمین

۱) جب کوئی غم و پریشانی لاحق ہوتو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: **قم فصل فان فی الصلاۃ شفاء**۔۔ابن ماجہ۔مسند احمد

۲): **ذکر الناس داء وذکر اللہ شفاء**۔

۳) **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔۔۔صبح، شام، رات۔دس دس مرتبہ پڑھا کریں۔

۴) سبق یاد نہ ہوتو دو رکعت نماز پڑھ کر الحمد شریف اور درود شریف پڑھ کر دعا مانگو۔

۵) **رب زدنی علما** پڑھا کرو۔اور **رب اشرح لی صدری** الخ بھی۔

۶) سر پر تیل لگایا کرو، خاص طور پر زیتون کا تیل اور کھایا بھی کرو، اٹلی کا بنا ہوا ڈبہ ملتا ہے۔

۷) جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔

۸) اگر کرو گے لڑائی تو پھر نہ ہوگی پڑھائی۔

۹) اگر لگا دی یاری، تو لگ گئی بیماری۔

۱۰) اللہ سے یاری، تو مل گئی سرداری

۱۱) اگر انسان انسان پر قربان ہوتا ہے تو پریشان ہوتا ہے اگر رحمن پر قربان ہوتا ہے تو اطمینان ہوتا ہے۔

۱۲) ماں باپ کی اتنی خدمت کرو کہ وہ دعا دینے پر مجبور ہو جائیں۔

۱۳) سکول۔۔۔۔فضول

١٤) کالج۔۔۔۔فالج

١٥) یونیورسٹی۔۔۔۔پستی

١٦) مدرسہ۔۔۔۔۔نبی کا ورثہ

١٧) اسکول میں بچے استاذ سے ڈرتے ہیں اور کالج میں استاذ بچوں سے ڈرتے ہیں۔(آج کل تو اسکول کے بھی نہیں ڈرتے۔راقم)

١٨) بوتلوں سے اللہ بچائے، یہودیوں کو فائدہ پہنچائے۔

یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ: کوک، پیپسی وغیرہ کا سرمایہ اسرائیل کو پہنچتا ہے۔

١٩) پہلے زمانے میں لوگ پیٹ کی گیس نکالنے کے لئے حکیموں کی دواؤں کو کھاتے تھے اور آج خود اپنے پیٹ میں گیس ڈال رہے ہوتے ہیں۔

٢٠) چائے۔۔۔۔اللہ بچائے۔

یہ اس لئے ہے کہ: انگریز جب ہندوستان آیا اور اس نے مسلمانوں کو مالدار اور صحت مند دیکھا تو اس نے یہ چائے نکالی۔

٢١) چائے گرم گرم پی جاتی ہے ٹھنڈی چائے کوئی نہیں پیتا اور گرم چیز کے کھانے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔اور گرم چیز میں پھونک سے بھی منع فرمایا ہے۔

٢٢) سگریٹ سے اللہ بچائے۔۔۔۔اپنے روپوں کو آگ لگائے۔

٢٣) پتنگ سے اللہ بچائے۔۔۔۔اپنے پیسوں کو ہوا میں اڑائے

٢٤) (اور ملٹی نیشنل کمپنی کے بارے میں فرمایا کہ:) ملٹی کو کلٹی کرو۔

٢٥) فریج کی الماری۔۔۔۔کنجوسی کی بیماری

٢٦) جو لوگوں کے گھر میں کھانا پہنچاتا ہے اللہ اس کے گھر میں کھانا پہنچاتا ہے اور

فریج آنے سے پہلے لوگ صبح کھاتے اور دوپہر کے لئے نہیں رکھتے تھے غریبوں کو دے دیتے تھے جب سے فریج آیا ہے لوگ اس میں رکھ دیتے ہیں۔اب امیروں کو دیکھو کہ باسی کھانا کھا رہے ہوتے ہیں اور غریب تازہ کھانا کھا رہے ہوتے ہیں۔

٢٧) جب کوئی بیماری ہو تو یہ درود شریف پڑھا کریں: **اللھم صلی علی محمد بعدد کل داء وبارك وسلم۔**

٢٨) پہلے لوگ دونوں ہاتھ کانوں سے لگا کر توبہ کرتے تھے اب ایک ہاتھ کان سے لگا کر توبہ کرتے ہیں (یہ موبائل کی طرف اشارہ تھا)

٢٩) جس سواری کے گلے میں گھنٹی ہو اس کے پاس فرشتے نہیں آتے تو آج ہر کسی کے موبائل میں گھنٹی ہے۔

ایک مرتبہ یہ اشعار سنائے:

اے اللہ تیری مصلحتوں سے ہوں بے خبر — یہ میری نظر کا قصور ہے
تیری راہ گذرنے کا دم بدم — کہیں عرش ہے کہیں طور ہے
یہ بجا ہے مالک بندگی — میری بندگی میں قصور ہے
یہ خطا ہے میری خطا مگر — تیرا نام بھی تو غفور ہے
یہ بتا کہ تجھ سے ملوں کہاں — مجھے تجھ سے ملنا ضرور ہے
کہیں دل کی شرط نہ ڈالنا — ابھی دل نگاہوں سے دور ہے

ملفوظات

حضرت مولانا عبدالحی پیر گیروال قدس اللہ سرہ

(متوفی:۱۸/۱/۱۴۳۷۔ بمطابق:۱/۱۱/۲۰۱۵)

ابن وخلیفہ

حضرت شیخ شمس الدین سید پوری قدس اللہ سرہ

۱)اگر دعا کی قبولیت میں کچھ دیر ہے تو یہ فرق بھی ہماری طرف سے ہے۔ہمارے خوردونوش میں حلال وحرام کی تمیز بالکل نہیں ہے،اور ہمارے تقوی وپرہیزگاری میں بھی فرق ہے،اسی بنا پر ہماری دعاؤں میں قوت پرواز نہیں ہے۔اگر ہم اللہ تعالی کے ساتھ تعلق مضبوط جوڑ کر اس کے احکام کی پابندی کرنے والے بن جائیں تو پھر ہماری فریاد سنی جائے گی اور ہماری ہر نیک دعا کو اللہ تعالی شرف قبولیت بخشے گا۔(۱)

۲)ہر زمانے میں انبیائے کرام نے مصائب کے دوران یا اولاد کی طلب کے دوران اپنی دعاؤں اور حاجات میں خدائے ذوالجلال کو ہی پکارا ہے اور اپنی حاجت روائی کی التجا کی ہے،اگر خدا تعالی کے سوا کسی اور کو بھی پکارنا اور دعا طلب کرنا جائز ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام اولاد کے بارے میں دعا مانگتے ہوئے سابقین کا نام لے کر ان سے مدد طلب کرتے یا ان کے مزارات پر جا کر ان سے بھی مدد طلب کرتے اور اپنی دعاؤں میں ان کو بھی شریک رکھتے مگر قرآن شاہد ہے کہ ایسا ہرگز نہیں کیا،انہوں نے اپنے رب کو ہی پکارا ہے اور اپنی حاجت روائی کی التجا کی ہے،پس ہم کو بھی اپنی حاجات اور مشکلات میں اپنے خالق ومالک رب تعالی کو ہی پکارنا اور اسی سے اِمداد طلب کرنا چاہئے ،اور یہ فعل،عین سنت انبیأ ہے جو اس کو وہابیت کا نام دے کر سادہ

۱)۔انوار ولایت شمسیہ:ص:۲۳۳۔

لوح مسلمانوں کے عقیدہ میں رخنہ ڈالتے ہیں،اللہ ان سب کو صرط مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشے(۲)

۳)براہ راست کسی بندۂ خدا سے حاجت طلب کرنا کہ تو میرا یہ کام درست کردے، ناجائز ہے اور اس کو پکارنا ظلم عظیم ہے یعنی کبیرہ گناہ اور شرک بالذات ہے۔ہر بات کے لئے ایک معیار ہے اور وہ معیار حضور ﷺ نے اپنی امت کو بتا دیا ہے اور صحابہ کرامؓ نے اس پر عمل کرکے دکھادیا ہے جو عمل بھی صحابہ کرامؓ کے عمل سے متضاد ہو وہ ردتصور ہوگا اور جو خود کو صاحب معیار کہے وہ بھی رد ہے۔(۳)

۴)ایک قال ہے اور ایک حال ہے۔قال ظاہری علم دین ہے جو کہ سیکھنے اور سکھانے سے تعلق رکھتا ہے اور درس وتدریس کے ذریعے ایک شخص سے دوسرے تک پہنچتا ہے،نیز نشرواشاعت کے ذریعے دوسروں تک پہنچتا چلا جاتا ہے،اس کا تعلق زبان وکلام سے ہے جسے قیل وقال بھی کہا جاتا ہے۔مگر حال اس کے برعکس ہے اس کو قیل وقال سے کوئی سروکار نہیں یہ ایک کیفیت خاص کا نام ہے جو کہ من جانب اللہ حضور نبی کریم ﷺ کے قلب مبارک میں وہبی وعکسی طور پر عطا کی گئی اور یہ کیفیت عشق ومحبت کی ایک رمز ہے جو حضور ﷺ کے سینہ مبارک سے عکسی طور پر قلوب امت میں جو کہ اپنے انداز سے جذب کرنے کی صلاحیت اور اہلیت رکھتے ہیں منعکس ہوتی چلی آرہی ہے اور یہ خاص کیفیت ہے جو کہ بندۂ خدا کے دل میں ٹھہر جاتی ہے اور اس کی وجہ سے بندے اور اللہ تعالی کے درمیان ایک خاص قسم کی محبت پیدا ہوجاتی ہے اور بندہ کے اندر صرف اور صرف اللہ تعالی کی طلب ومحبت کا ہی غلبہ رہتا ہے اور بندہ اللہ تعالی کا محبّ اور اللہ تعالی بندے کا محبوب ہوجاتا ہے اور بندہ ہر وقت اللہ تعالی کی محبت میں ڈوبا ڈوبا رہتا ہے،مگر اس کیفیت اور رمز کو سوائے اس بندے

۲)۔انوار ولایت شمسیہ:ص:۲۳۳۔۲۳۴۔

۳)۔انوار ولایت شمسیہ:ص:۲۳۴۔

اوراللہ تعالیٰ کی ذات کے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔(۱)

۵)پسندیدہ اعمال سے نورانیت میں اضافہ ہوتا ہے اور ناپسندیدہ اعمال سے نورانیت میں کمی پیدا ہوتی ہے اور یہ سلسلہ لگاتار رہتا ہے جسے عروج ونزول کا نام دیا جاتا ہے پس سالک کی ہمیشہ کوشش ہوتی ہے کہ کوئی کام ایسا نہ کیا جائے جو کہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو اوراس کی وجہ سے نورانیت زائل ہوجائے۔(۲)

۶)قال اور حال دونوں کی اصلاح لازمی ہے، تاکہ قال، قال اللہ اور قال النبی ﷺ کے عین مطابق ہو اور حال بھی، حضور ﷺ سے جو نورانیت سینہ بسینہ پہنچی ہے اس کی حفاظت کی جائے اور نفس وشیطان کو اس میں دخل اندازی کرنے کا موقع فراہم نہ کیا جائے اور دن بدن ترقی کرنے کے مواقع تلاش کرکے ان پر عمل کیا جائے۔(۳)

۷)میں حیران ہوں کہ بعض حضرات مریدوں کی کثرت تعداد پر ناز کرتے ہیں اور انہیں معلوم نہیں کہ یہ پیری مریدی کا کام کتنا مشکل اور نازک ترین ہے، کل قیامت کے دن جب ان حضرات سے باز پرس ہوگی کہ کون پیری مریدی کا اہل تھا اور کون خود ساختہ بزرگی کے بل بوتے پر پیر بن کر مریدوں کی تعداد پر فخر وناز کرتا تھا اور اسے اپنے فخر وناز کا پتہ چل جائے گا کہ مریدوں پر فخر کرنے کا کیا مزہ ہے، یہ کوئی پدری وراثت نہیں کہ ہر وارث حق دار ہے اور حق دار کو حق ملنا ضروری ہوتا ہے، یہ تو اہلیت وکاملیت پر منحصر ہے۔(۴)

۸)اللہ تعالیٰ کی بے نیازی سے ڈرتے رہنا چاہئے کہ نبوت جب اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی نبی کو عطا فرمائی ہے تو اس سے پھر واپس نہیں لی، آدم علیہ السلام سے حضور نبی کریم

۱)۔انوارولایت شمسیہ:ص:۲۳۶۔

۲)۔انوارولایت شمسیہ:ص:۲۳۷۔

۳)۔انوارولایت شمسیہ:ص:۲۳۷۔

۴)۔انوارولایت شمسیہ:ص:۲۳۸۔

ﷺ تک جو نبی بھی گذرا ہے، دنیا سے نبی اور رسول ہی گیا ہے کسی سے نبوت اور رسالت چھیننے کا واقعہ پیش نہیں آیا، مگر ولایت جب کسی کو نصیب ہوجائے تو بعض اوقات ولی کی کسی غلطی کی بنا پر اللہ چھین بھی لیا کرتا ہے اور ایسے کئی واقعات گذرے ہیں۔(۵)

۹)نبوت کے لئے دعوی ہے مگر ولایت کے لئے دعوی ہرگز نہیں ہے، کوئی شخص یہ دعوی نہیں کرسکتا کہ میں نیک ہوں، میرا شمار مقربین میں سے ہے یا میں ولی اللہ ہوں، یہ سب دعوے ہیں اور ولایت اور دیگر مومنین کے لئے اس قسم کے دعوے ان کو گرانے والے ہوتے ہیں، اعتبار انجام پر ہے۔(۶)

۱۰)عقل مندوہ ہے جسے آخری دم تک غم وخطرہ کا احساس باقی ہو اور پھونک پھونک کر قدم رکھے۔(۷)

۱۱)اگر بعض امرا کے قریب ہو کر انہیں دیکھا جائے تو وہ امرا جن کو یاد الٰہی نصیب نہیں ہے بے حد پریشان ہیں ان کی پریشانی مال کی کمی کی وجہ سے نہیں ہے، بل کہ سب کچھ سامان زیب وزینت ہونے کے باوجود پھر بھی پریشانی میں مبتلا ہیں، اور چین وسکون کی نعمت سے محروم ہیں۔(۸)

۱۲)اگر انسان کو گذارے کے مطابق کھانا پینا نصیب ہو کسی کا قرض دار نہ ہو، رہائش کے لئے اپنا معمولی سا مکان نصیب ہو اور اس کے ساتھ ساتھ یاد الٰہی نصیب ہو پھر یہی آرام ہے، اور اس کو غنیمت جاننا چاہئے۔(۹)

۵)۔انوارولایت شمسیہ:ص:۲۳۹۔۲۴۰۔

۶)۔انوارولایت شمسیہ:ص:۲۴۱۔

۷)۔انوارولایت شمسیہ:ص:۲۴۱۔

۸)۔انوارولایت شمسیہ:ص:۲۴۱۔

۹)۔انوارولایت شمسیہ:ص:۲۴۱۔۲۴۲۔

۱۳)مال وزر جمع کرنے کی ہوس نہ کی جائے ،جتنا مال وزر زیادہ ہوگا پریشانی میں اِضافہ ہوگا۔۔۔دنیا کی ظاہری زیب وزینت نہایت دل کش اوردل فریب ہے مگر حقیقت میں خطرناک اورتباہ کن ہے۔(۱)

۱۴)ہم کووقت کی قدر وقیمت اس وقت معلوم ہوگی جب آخری گھڑی قریب آجائے گی اورجب ہمیں یقین ہوجائے گا کہ اب ہم جانے والے ہیں اور پھر ہم گڑگڑا کر بھی توبہ کریں گے،قبول نہ ہوگی،توبہ قبول ہونے اورخود کودرست کرنے کاوقت اب ہے، نزع کے قریب ہم سوبار استغفار کریں،ہماری استغفار کی پھر قیمت نہ ہوگی اور پھر کچھ نہ بن سکے گا ،نیک اعمال کمانے کاوقت ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا ابھی سے ہوش میں آجاؤاورخدا تعالی کوراضی کرنے والے اعمال کرنے شروع کردو،نفس کی کوئی بات نہ سنو،خدا تعالی کی مرضی پرہی وقت گذارنے کی کوشش وسعی کرو۔(۲)

۱۵)دنیا کی کشش ومحبت بھی بڑی عجیب وپرفریب ہوتی ہے جواپنی طرف کھینچ لیتی ہے اورانسان کوپتہ بھی نہیں چلتا کہ میں کہاں کارخ کئے ہوئے ہوں بعض انسان سراسر دنیا کی محبت میں سرگرداں رہتے ہوئے زندگی گذارتے ہیں اورخود کوحق پرہی چلتے ہوئے تصور کرتے ہیں۔(۳)

۱۶)غافل اِنسان کتنا بھی مال دارہومگر بے سکون ہی رہتا ہے اورمرنے کے بعد اپنے غفلت کی زنداں میں قیدوبند ہوکرنا کام لوٹ جاتا ہے اوراپنے اعمال بد کے صلہ میں سزاوار ہوجاتا ہے۔(۴)

۱)۔انوارولایت شمسیہ:ص:۲۴۲۔

۲)۔انوارولایت شمسیہ:ص:۲۴۳۔

۳)۔انوارولایت شمسیہ:ص:۲۴۳۔

۴)۔انوارولایت شمسیہ:ص:۲۴۶۔

۱۷)اگر ہماری فکرآخرت معاش پرغالب ہوجائے ،توپھرحق پرچلنا اورنیک اعمال کرنے آسان ہوجائیں گے اوراگر ہم نے خود کونہ پہچانا توپھر بے مہار چلتے چلتے گڑھے کارخ اپنے لئے استوار کرسکتے ہیں اورصراط مستقیم سے دور ہی رہ کرنا کامی ومحرومی کا شکار ہوسکتے ہیں۔(۵)

۱۸)اللہ تعالی کی بندگی وعبادت کسی مزدوری،لالچ کی بناپرنہ کی جائے بل کہ بندگی وعبادت اس غرض سے کی جائے کہ میں اللہ تعالی کابندہ ہوں اوروہ میراخالق ومالک ہے اوربندگی کرنا میرافریضہ ہےاورشکر بجالانے کےطور پرہے،اوراللہ تعالی کی طرف سے امر ہے اورامرالہی کاحق اداکرناہم پرلازم ہے کیوں کہ مالک وخالق کے امرکی تعمیل بندہ پرلازم ہے جنت کی لالچ وطلب کرنااگرچہ جائزودرست ہے کہ اس کی رضاوالی جگہ کی طلب کرے اوربندگی سے اس کی خوش نودی حاصل کرے،مگرعشاق بندگی خالص اس کی رضاوخوش نودی حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں اورجنت کامسئلہ اس کی چاہت پر چھوڑدیتے ہیں،اوراس سے صرف اس کی ہی طلب کرتے ہیں کیوں کہ تمام نعمتوں سے اعلی وارفع نعمت رضائے الہی ہے اوراس سے اس کی معرفت طلب کرنا ہے۔(۶)

۱۹)عبادت ایسی ہونی چاہیئے کہ جوخالص اللہ کے لئے ہو،جس میں کسی قسم کی ریا کادخل نہ ہو،ریاایک باریک ولطیف تاروشعاع مضرکی مانند ہے جوکہ ہرعمل میں دخل اندازی کرتی ہے اوراس نیک عمل کواپنی کدورت سے ناپاک کردیتی ہے اورانسان کوسمجھ ہی نہیں آتی کہ اس کے نیک اعمال ناقابل قبول ہوکرضائع ہوجائے ہیں۔(۷)

۲۰)نورمعرفت یونہی ایک جملہ نہیں ہے اورنہ ہی کسی کونصیب ہوسکتا ہے ،

۵)۔انوارولایت شمسیہ:ص:۲۴۸۔

۶)۔انوارولایت شمسیہ:ص:۲۴۹۔۲۵۰۔

۷)۔انوارولایت شمسیہ:ص:۲۵۱۔

نورمعرفت عطائی اوروہبی چیز ہے جوازل سے آدمی کی مقسوم میں داخل ہوتی ہے اور نورمعرفت اس کے حصہ میں جتنا ہوتا ہے اسے مل جاتا ہے جس طرح مومن کے اپنے اپنے درجات اور مقامات ہوتے ہیں اسی طرح نورمعرفت بھی ہر سالک کو اپنے اپنے عشق ومحبت اوراخلاص طلب حق پر مرتب ہوتا ہے جتنی جس کی طلب میں شدت ہوتی ہے اسی قدر اس کی معرفت میں ترقی ہوتی ہے۔(۱)

۲۱) چاہئے تو یہ تھا کہ ہمارا قبر قیامت کو اور موت کو یاد کرنا ضرور رنگ لاتا اور اپنا اثر ظاہر کر دکھاتا مگر غفلت کے پردوں میں لپٹے ہوئے بے خوف ہی رہتے ہیں، ورنہ کسی بیان اور واعظ کی ضرورت نہ تھی، کسی دوست یا رشتہ دار کی قبر پر حاضری ہی ہماری ہدایت کے لئے اور خدا کے ہوجانے کے لئے کافی نصیحت تھی، مگر افسوس کہ ہم کورے کے کورے ہی ہیں اور قبر وقیامت کے تذکرہ پر بھی ٹس سے مس نہیں ہوتے، جب کسی کی موت کا ذکر ہوتا ہے تو ہمارا نفس ہمیں پھسلا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ: یہ موت تو اسی شخص کے لئے تھی تو توصحت مند اور چلتا پھرتا ہے بے فکرہ کر کام کاج کرتا رہ، اور دنیا میں ترقی حاصل کر کے نامور ہوتا رہ، نفس اس بندے کو اپنی جان بھلا کر اس کا خیال اپنی جانب پھیرنے ہی نہیں دیتا۔(۲)

۲۲) کوئی اپنے نیک ہونے، پیرو بزرگ ہونے پر ناز نہیں کرسکتا، اور کوئی اس بات پر ناز نہیں کرسکتا ہے کہ میں پکا نمازی ہوں، پیرو بزرگ ہوں یا پیرزادہ ہوں۔ راتوں کو اٹھ کر تہجد پڑھنے والا ہوں، عمدہ اور شیریں بیان کرنے والا خطیب ہوں یا ناصح ہوں۔ دوستو! اللہ تعالیٰ کی ذات بے نیاز اور لاپرواہ ہے ہر وقت خوف اور امید رکھتے ہوئے زندگی گذارنی چاہئے، اپنی نیکی اور پارسائی پر بھروسہ کرتے ہوئے بے خوف نہ ہوجائیں،

۱)۔انوار ولایت شمسیہ: ص:۲۵۲۔۲۵۳۔

۲)۔انوار ولایت شمسیہ: ص:۲۵۵۔

کیا خبر ہے کہ زندگی کا آخری حصہ کیسے گذرتا ہے، کیوں کہ حالات بدلتے رہتے ہیں، غفلت وسستی پیدا ہونے کا بھی خدشہ ہے، انانیت وخود بینی پیدا ہونے کا بھی ڈر ہے، اعتبار خاتمہ بالخیر پر ہے اور خاتمہ بالخیر کے بارے میں کسی کو علم نہیں کہ کس طرح ہوگا، کہاں ہوگا، خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ خاتمہ کس حال پر ہوگا۔(۳)

۲۳) عملیات اور فضول تعویذات سے جان دور رکھنی ضروری ہے، ہاں! سنت کے مطابق آیات ضرورت کے وقت پڑھ کر دم کرلینا عملیات سے باہر ہے، عملیات تو حصول دنیا کے لئے ایک طریقہ کار ہے، اور خدا تعالیٰ کی معرفت قیمتی چیز ہے اس لئے معرفت کے لئے محنت کرنی ضروری ہے، عملیات بھی کرے، اور تصوف میں بھی دم مارے، یہ کب روا ہے۔ عملیات وتصوف ایک دوسرے کے متضاد ہیں، تصوف کا تقاضا الگ ہے اور عملیات کی راہ الگ ہے۔(۴)

۲۴) نفس بڑے میٹھے انداز میں کہتا ہے کہ: اب تو پیرو بزرگ ہے، خطیب شیریں بیاں ہے، تیرے بہت مرید ہیں اور تیری خدمت میں کمر بستہ ہیں، تیرا سارا خاندان بزرگ گذرا ہے اور تیرے آباؤ اجداد کے چرچے اور شہرت ہے، پھر تجھے کیا فکر ہے، تیری ہر طرف سے عزت ہی عزت ہے لوگ تیرا احترام کرتے اور جھک کر سلام کرتے ہیں، اور تیری شہرت کا چرچا عام ہے، یہ سب خرابیاں نفس وشیطاں کی جانب سے پیدا ہوتی ہیں، ان کو خوب بھانپ لینا ضروری ہے، اور اپنے آپ پر اترانے کے بجائے خود کو بے کار تصور کرنا چاہئے نہ کہ معیار جتلاتا پھرے۔(۵)

۲۵) دوستو! شہرت چاہے جس جگہ بھی ہوجائے خطرناک ہے جس شہرت میں ضمیر

۳)۔انوار ولایت شمسیہ: ص:۲۵۹۔

۴)۔انوار ولایت شمسیہ: ص:۲۶۰۔۲۶۱۔

۵)۔انوار ولایت شمسیہ: ص:۲۶۵۔

خوشی محسوس کرے مہلک ہوتی ہے اور نیکی کو برباد کرنے والی چیز ہے۔(۱)

۲۶)دنیا کی ظاہری زیب و زینت پر فریفتہ نہیں ہونا چاہئے کہ اس کے حصول کے لئے ہاتھ پاؤں مارے، تعویذ گنڈوں کا سلسلہ ایجاد کر کے یا پھونک جھاڑ کے ذریعے جیب گرم کرنے کا پیشہ اختیار کر بیٹھے اور ساتھ ساتھ ہر دھندے کی طرف دوڑتا پھرے یہ اس کے لئے ناکامی کا ذریعہ اور آخرت میں محرومی کا ذریعہ بنے گا، بل کہ خدا تعالیٰ کی محبت کو اپنے دل میں دائمی جگہ دے اور اس پر مکمل بھروسہ رکھے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی سمجھ دے۔آمین۔(۲)

۲۷)اگر انسان کی اپنی ابتدائی پیدائش پر نظر ہو تو پھر تکبر و غرور ہرگز نہیں کر سکتا، اور اسے ہرگز عجز و مسکینی کا دامن نہیں چھوٹ سکتا۔(۳)

ملفوظات

حضرت مولانا محمد شیرین المعروف مرغزار باباجی قدس اللہ سرہ

(۱۷رجمادی الثانیہ ۱۴۳۷ھ۔بمطابق ۲۴مارچ ۲۰۱۶)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مولانا کریم داد المعروف انزو ملا دیگر قدس اللہ أسرارھم

۱)ذکر اللہ کا مزہ اگر کسی کو لگ جائے تو وہ دنیا و مافیھا سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔

۲)ہمارا اصل ذخیرہ یہ ہے کہ مہمانوں پر خوب خرچ کرو اور آخرت کا توشہ بناؤ۔

۳)ایک اللہ کو راضی کر کے اپنا بنالو تو ساری مخلوق خود بخود تابع ہوگی۔اللہ تعالیٰ کی

۱)۔انوار ولایت شمسیہ:ص:۲۶۵۔

۲)۔انوار ولایت شمسیہ:ص:۲۶۸۔

۳)۔انوار ولایت شمسیہ:ص:۲۶۹۔

خوشنودی کے حصول کے لئے محنت کرو۔

۴)کلمہ کی کثرت ذکر سے روحانی ہاضمہ کی صحت اور استقامت علی الدین نصیب ہوتا ہے۔

ملفوظات

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد اسفندیار خان قدس اللہ سرہ

(متوفی:۱۸/اکتوبر ۲۰۱۹)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مولانا خواجہ عبدالمالک صدیقی و دیگر قدس اللہ أسرارھم

۱)سارے کمالات رات کے اٹھنے میں ہیں۔رات کو اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت متوجہ ہوتی ہے وہ اپنے بندے کو تلاش کرتے ہیں کہ: ہے کوئی مانگنے والا۔دشمن کے سامنے سینہ تان کر رکھو، لیکن اس ذات کے سامنے رات کی تنہائی میں خوب گڑگڑا کر مانگو۔(۴)

۲)اپنے ساتھیوں کو خدا اور اس کے حضور ﷺ سے جوڑنا چاہئے نہ کہ اپنی ذات سے، کل قیامت کے دن بہت سے پیروں کو زنجیروں میں جکڑ کر لایا جائے گا، مرید تو کامیاب اور پیر ناکام۔(۵)

۳)اگر ساتھیوں کی صحیح رہنمائی نہ کی تو قیامت کے دن یہ مرید شیخ کا گریبان پکڑے گا اور کہے گا کہ: یا اللہ! اس نے مجھے گمراہ کر دیا تھا اگر ایک طرف اس کام میں خیر ہے تو دوسری طرف اس پہلو کو بھی یاد رکھنا چاہئے، لہذا ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہئے۔(۶)

۴)۔داستان درد دل: ملفوظات: ص:۱۰۱۔

۵)۔ارشاد المرشدین: ص:۶۰۔

۶)۔ارشاد المرشدین: ص:۶۰۔

۴)شیخ اور مرشد وہ ہوتا ہے جو راستہ دکھاتا ہے اس کی مثال یوں سمجھو جیسے ایک فقیر بادشاہ کے دربار میں گیا، اس کو بادشاہ نے بہت عطایا دیئے، واپسی پر اسے دوسرا فقیر ملا اور پوچھا کہ: یہ عطایا کہاں سے لائے ہو؟

اس نے جواب دیا کہ: بادشاہ نے دیئے ہیں۔

دوسرا فقیر بولا کہ: اچھا! مجھے بھی بتاؤ کہ بادشاہ سے کس طرح لیا جاتا ہے کہ: میں بھی جا کر اس کے سامنے ہاتھ پھیلاؤں۔

پہلا فقیر بولا کہ: تم اپنے کپڑے پھاڑ دینا، بال بکھیر دینا، سر پر مٹی ڈال دینا، روتے ہوئے جانا، پھر بادشاہ نے تو مجھے اتنا دیا، لیکن وہ کریم ہے تمہیں اپنی شایان شان مجھ سے بھی زیادہ دے دے گا۔

بس یہی کام شیخ و مرشد کا ہے کہ راستہ دکھائے اللہ کے در کا، اللہ اس آنے والے کو شیخ سے بھی زیادہ نوازنے پر قادر ہے۔(۱)

۵)اپنے بارے میں کبھی اپنے نفس سے رائے نہیں لینی چاہئے بل کہ کسی اور سے پوچھنا چاہئے کہ میں کیسا ہوں۔(۲)

۶)اللہ تعالی کی طرف آہستہ آہستہ قدم بہ قدم بڑھنا چاہئے، دین انسان پر غالب آجاتا ہے، یک دم صوفی نہیں بننا چاہئے کہ ایک ہی دن میں ساری چیزیں پوری کرنا شروع کردیں۔ایک وقت اللہ کے لئے خاص کرو، بھلے دس منٹ سے شروع کرو، اس میں کسی اور کی دخل اندازی نہ ہو۔۔۔پھر دیکھو اللہ کے ساتھ بیٹھ کر کیسا رنگ چڑھتا ہے، کیسی خوشبو اور نورانیت آتی ہے، جب ضمیر مجبور کرے تو وقت کو آہستہ آہستہ بڑھانا شروع کردو، اس

۱)۔ارشاد المرشدین:ص:۶۰۔۶۱۔

۲)۔داستان درددل:ملفوظات:ص:۱۰۱۔

طرح سے ایک دن آئے گا کہ بہت آگے پہنچ جاؤ گے۔(۳)

۷)ولایت کو خوب اچھی طرح چھپانا چاہئے، فقیری بیچنے کی چیز نہیں ہے۔(۴)

۸)انسان جتنا بھی گناہ کو چھپائے، اپنی حقیقت کو چھپائے لیکن حقیقت کھل ہی جاتی ہے۔(۵)

۹)اگر کوئی بڑا کام کرنا ہو اور استغنا کے ساتھ رہنا ہو تو مدرسہ یا ادارہ نہ بنانا، زیادہ سے زیادہ مدرس بن جانا اس میں عافیت ہے۔(۶)

۱۰)اپنے متعلقین کو عبدیت کا مراقبہ سکھاتا ہوں، کمالات و کرامات کا نہیں، نسبت سے قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے۔(۷)

۱۱)تمام کمالات علوم و معارف کے حصول کے لئے تہجد کا اہتمام ضروری ہے۔(۸)

۱۲)اپنے پاس کوئی ایسا عمل جمع رکھنا چاہئے جو مرنے کے بعد کام آئے۔(۹)

۱۳)مجھے تکلفات سے بہت تکلیف ہوتی ہے، آگے پیچھے پہرہ داروں کا ہجوم، بندوقوں کی نمائش، یہ درویشی نہیں ہے۔(۱۰)

۱۴)تعویذات و عملیات سے بچنا چاہئے، اس کی وجہ سے مستورات سے میل جول

۳)۔داستان درددل:ملفوظات:ص:۱۰۲۔۱۰۳۔

۴)۔داستان درددل:ملفوظات:ص:۱۰۳۔

۵)۔داستان درددل:ملفوظات:ص:۱۰۳۔

۶)۔داستان درددل:ملفوظات:ص:۱۰۴۔

۷)۔داستان درددل:ملفوظات:ص:۱۰۵۔

۸)۔داستان درددل:ملفوظات:ص:۱۰۵۔

۹)۔داستان درددل:ملفوظات:ص:۱۰۵۔

۱۰)۔داستان درددل:ملفوظات:ص:۱۰۶۔

ہوتا ہے۔(۱)

۱۵)بڑوں کی نقالی نہیں کرنی چاہیے، ہرایک کا اپنا اپنا مقام ہوتا ہے۔(۲)

۱۶)اسرار الٰہی، معرفت الٰہی اور قرب الٰہی کے لئے قرآن سے تعلق ضروری ہے(۳)

۱۷)فقر، خشوع وغیرہ قلب میں ہو اور ظاہر بادشاہوں جیسا ہو تو اللہ کا مقرب ہے۔(۴)

۱۸)در سے درد ملتا ہے اور درد سے در ملتا ہے، یعنی اللہ والوں کے در سے درد ملتا ہے اور اس درد سے اللہ کا در ملتا ہے۔(۵)

۱۹)سیرت کو خوب بیان کریں، خوب غور وفکر اور مطالعہ ہو۔(۶)

۲۰)فقیر دو طرح کے ہوتے ہیں: بعض ایسے ہیں کہ جتنی تکلیف بھی دے دو وہ معاف کرتے ہیں لیکن بعض ایسے ہیں جن کو چھیڑنے سے انسان کی پوری زندگی چھڑ جاتی ہے، ہرایک کے ساتھ کھیلنا نہیں چاہیے۔(۷)

۲۱)علم وعلما شریعت کے محافظ اور اس کی بقا کا ذریعہ ہیں۔(۸)

۲۲)کبھی جھوٹ نہ بولنا، کیوں کہ جھوٹے کو یاد نہیں رہتا، کہ میں نے کیا کہا تھا، اس سے حافظہ خراب ہو جاتا ہے، اللہ کی لعنت جھوٹے پر، سچ نجات دیتا ہے، جھوٹ ہلاک

۱)۔داستان درددل: ملفوظات: ص:۱۰۶۔

۲)۔داستان درددل: ملفوظات: ص:۱۰۷۔

۳)۔داستان درددل: ملفوظات: ص:۱۰۷۔

۴)۔داستان درددل: ملفوظات: ص:۱۰۷۔

۵)۔داستان درددل: ملفوظات: ص:۱۰۸۔

۶)۔داستان درددل: ملفوظات: ص:۱۰۹۔

۷)۔داستان درددل: ملفوظات: ص:۱۰۹۔

۸)۔داستان درددل: ملفوظات: ص:۱۱۰۔

کر دیتا ہے۔(۹)

۲۳)سورہ یاسین قرآن پاک کا دل ہے، سحری کا وقت رات کا دل ہے اور بندے کا دل ہے، جب تین دل جمع ہوں، اس وقت دعا کریں۔(۱۰)

۲۴)کلمہ طیبہ کے ذکر کی خوب مشق کرنی چاہیے، اس حد تک کہ رگ وریشے میں یہ کلمہ اتر جائے تا کہ موت کے وقت کلمہ جاری ہو۔(۱۱)

۲۵)لوگ سمجھتے ہیں کہ پیر کی نگاہ سے انسان کا کام بن جاتا ہے، ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں، یہ خیال سراسر غلط ہے۔(۱۲)

۲۶)پیروں کو گمراہ کرنے والے اصل مرید ہوتے ہیں۔(۱۳)

۲۷)تصوف تسبیحات کا نام نہیں ہے کہ چوبیس ہزار مرتبہ تسبیح ہوگئی، نہ تصوف وظائف کا نام ہے، بل کہ یہ تو دل کے اللہ اور حضور ﷺ سے تعلق کا نام ہے، دل سے پوچھنا چاہیے کہ: اللہ اور رسول ﷺ سے کتنا تعلق ہے؟۔۔۔(۱۴)

۲۸)نیکی کو جتنا بھی چھپاؤ وہ چھپتی نہیں ہے بل کہ اس کا اظہار ہو کر رہتا ہے، جب کہ برائی اور گناہ پر قہر خدا ہے تو اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو قہر خدا سے بچائیں اور ان کو نیکی کی طرف راغب کریں۔(۱۵)

۲۹)بد قسمتی سے آج کا مسلمان جب اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اس کے مقاصد ہوا کرتے

۹)۔داستان درددل: ملفوظات: ص:۱۱۰۔

۱۰)۔داستان درددل: ملفوظات: ص:۱۱۱۔

۱۱)۔داستان درددل: ملفوظات: ص:۱۱۱۔

۱۲)۔داستان درددل: ملفوظات: ص:۱۱۱۔

۱۳)۔داستان درددل: ملفوظات: ص:۱۱۲۔

۱۴)۔داستان درددل: ملفوظات: ص:۱۱۲۔

۱۵)۔داستان درددل: ص:۱۱۶۔

ہیں اور جب ذکر کے بعد مقاصد بر نہیں آتے تو وہ اللہ کے ذکر کو چھوڑ دیتا ہے جو کہ نری جہالت ہے اگر انسان اللہ کا ذکر اس مقصد کے ساتھ کرے کہ اللہ اس سے راضی ہو جائے تو پھر آپ دیکھیں گے یہ زمان و مکاں آپ کے ہی ہوں گے اور اللہ کی مخلوق آپ سے محبت کرے گی اور آپ لوگوں کے قلوب میں جگہ کر لیں گے۔(۱)

۳۰) نیکی انسان کے ظاہر کو متاثر کرتی ہے جو کہ اس انسان کے چہرے پر نمودار ہوتی ہے، اللہ کے نور کی صورت میں، اسی طرح انسان کے باطن کو بھی متاثر کرتی ہے اور اس کے قلب کو جلا بخشتی ہے اور انسان کا دل مطمئن ہوتا ہے۔(۲)

۳۱) نیکی اور اچھے عمل انسان کے رزق پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں اور اچھے اعمال سے ہی انسان کو رزق کے معاملے میں پریشانی نہیں ہوتی ہے اور رزق کی تنگی بھی نہیں ہوتی ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ اس انسان کے رزق میں کشادگی عطا فرماتے ہیں۔(۳)

۳۲) سنت کے مطابق عمل ہو تو عبادت ہے ورنہ بدعت ہے۔(۴)

۳۳) دل صحیح ہو تو انسان صحیح ورنہ انسان کی موت واقع ہوتی ہے، چاہے جسمانی ہو یا روحانی،۔۔۔دل ہی اصل چیز ہے۔(۵)

---

۱)۔داستان درد دل:ص:۱۱۶۔

۲)۔داستان درد دل: حضرت شیخ الحدیثؒ کی ایک مجلس:ص:۱۱۸۔

۳)۔داستان درد دل: حضرت شیخ الحدیثؒ کی ایک مجلس:ص:۱۱۸۔

۴)۔داستان درد دل:ص:۱۲۰۔

۵)۔داستان درد دل: سانحۂ ارتحال:ص:۱۲۲۔

ملفوظات

حضرت مولانا محمد امیر علوی زید مجدہ

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مولانا نور محمد قریشی زید مجدہ

وحضرت شیخ سعید بن ہانی الکحیل الشامی قدس اللہ سرہ

۱) جب مولوی دنیادار ہو جائے تو اسے واپس دین داری کی طرف لانا بہت مشکل ہوتا ہے۔

۲) حضرت مولانا عبدالغفور المدنی العباسی قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ:

میں اڑانے والا پیر نہیں ہوں، ہمارے ہاں (سلسلہ نقشبندیہ میں) سنت کی پابندی ہے۔

۳) اب اپنی اصلاح کا جذبہ و شوق نہیں رہا، اب جذبہ یہ ہے کہ دوسروں کی اصلاح ہو جائے، میری ہو یا نہ ہو، میری خیر ہے۔۔۔میری کیوں خیر ہے؟ میری بھی اصلاح ہو جائے، میں بھی تو محتاج ہوں۔

۴) تصوف نام ہے اندر کی ایک کیفیت کا، جس کو یہ حاصل ہوتی ہے وہ اسے چھپاتا ہے، جس طرح خواتین حیض کے کپڑے چھپاتی ہیں۔ آج وہ کیفیت ہی نہیں ہے تو کوئی کیا چھپائے گا۔

۵) درود شریف پڑھیں محبت کے ساتھ، استغفار کریں ندامت کے ساتھ اور تیسرا کلمہ پڑھیں اللہ تعالیٰ کی عظمت اس کی بڑائی اور کبریائی کو سامنے رکھتے ہوئے۔

۶) اللہ رب العزت نے تین مخلوقات کو پیدا کیا:

(۱) انسان (۲) فرشتے (۳) شیطان

دو (فرشتے اور شیطان) میں اللہ تعالی نے ایک ہی مادہ رکھا، اور انسان کے اند دو مادے رکھے: خیر کا بھی اور شر کا بھی۔

۷) خدا تعالی کا کتنا بڑا فضل واحسان ہے کہ اس نے ہمیں انسان بنایا، اللہ چاہتا ہمیں ڈھورڈنگر بنادیتا، کتا، بلی بنادیتا، سانپ، بچھو، کنکھجورا بنادیتا۔۔۔۔اللہ کا سب سے بڑا فضل یہ ہوا کہ اس اللہ نے ہمیں آپ کو انسان بنایا اور دوسرا، اللہ نے یہ فضل فرمایا کہ: حضرت جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی امت میں سے پیدا فرمایا۔

۸) ہر چیز کو انتقال ہے ہر چیز ختم ہوجانے والی ہے۔ سوائے حضرت انسان کے، انسان میں انتقال مکانی ہوتا ہے، انتقال زمانی ہوتا ہے، ماں کے پیٹ سے منتقل ہوکر زمین کی پیٹھ کے اوپر، اور پھر وہاں سے زمین کے پیٹ میں منتقل ہوجائے گا، زمین کے پیٹ میں کب تک رہے گا جب تک قیامت قائم نہ ہوجائے۔

۹) حضور ﷺ آخری نبی اور یہ امت آخری امت۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ ﷺ کے امت کے بعد دوسری امت نہیں۔ تو قیامت تک میرے دوستوں انسان آتے رہیں گے مگر نبی کوئی نہیں آئے گا کیوں کہ نبیوں والا کام اللہ پاک نے ہمیں آپ کو نصیب فرمادیا۔ نبی والا کام دعوت والا کام اللہ پاک نے ہمیں آپ کو نصیب فرمادیا۔

۱۰) تمہارا دنیا میں آنے کا مقصد کھانا اور کمانا اور ڈھور ڈنگروں کی طرح زندگی گذارنا اور کتے بلی کی طرح مرجانا نہیں ہے۔ تیرے دنیا میں آنے کا بہت عالی مقصد ہے ایک اللہ کے احکامات کی پابندی کر اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی لائے ہوئی مبارک زندگی کے مطابق اپنی زندگی گذارے۔

۱۱) تن پر کپڑا نہ ہو، من پر ٹکڑا نہ ہو، اور نان شبینہ کا بھی محتاج ہو۔۔۔ اگر تیری زندگی میں حضور ﷺ والی زندگی ہے تو خدائے پاک یہاں کی بھی کامیابی نصیب فرمائے گا

اور وہاں کی بھی کامیابی نصیب فرمائے گا۔

۱۲) ارے دنیا کیا ہے؟ یہ تو دنیہ ہے۔۔۔۔۔۔۔چھوڑ جانے والی ہے۔ اس نے تو پہلے والوں کا ساتھ نہ دیا تو بعد والوں کا کیا ساتھ دے گی۔ کل ہمارا بچپنا تھا، آج جوانی ہے، اب پتہ نہیں اس نوجوان کو بڑھاپا پہلے آئے یا موت پہلے آئے۔

۱۳) آج ہمارے دلوں کی کوئی کھڑکی ایسی نہیں جہاں سے ہمارے اندر دین کی بات داخل ہوجائے، اس دنیا نے دل پر ڈاکہ ڈال دیا ہے۔

۱۴) صبح سے لے کر دوپہر تک اور دوپہر سے لے کر شام تک اور رات تک دنیا کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، تو اللہ والوں کا دامن کیوں پکڑتے ہیں کبھی سوچا؟ تا کہ دنیا کی محبت دلوں سے اتر جائے۔ دنیا میں رہنا ہے مگر کیسے رہنا ہے جیسے ایک کشتی پانی کے بغیر چل نہیں سکتی مگر وہ پانی کشتی کے اندر داخل ہوجائے تو کشتی ڈوب جائے گی۔

۱۵) دنیا کیا ہے اور دین کیا ہے؟ بغیر پانی کے کشتی چل نہیں سکتی، بغیر دنیا کے ہم جی نہیں سکتے، ہم فرشتے نہیں کہ: ہوا کھانے لگ جائیں۔ کھانا، پینا، رہنا، سہنا، خوراک، پوشاک ہماری ضرورت ہے۔ اگر دنیا، دین میں داخل ہوگئی تو نہ یہاں کا رہے گا نہ وہاں کا رہے گا۔

۱۶) چار قسم کے طبقات ہیں دنیا میں:

ایک طبقہ وہ ہے جس کے پاس دین ہے لیکن دنیا نہیں۔

وقتی زندگی ہے، مرنے کے بعد مزے ہی مزے۔

دوسرا طبقہ: اس کا عکس ہے کہ: دنیا تو ہے مگر دین نہیں، مزے کر لئے، دین نہیں تو کیا ہوا، جب مرے گا تو قبر میں جوتے پڑیں گے۔ اور دین ہے تو قبر جنت کا باغ بنے گی۔

تیسرا طبقہ وہ ہے: جس کے پاس دین بھی ہے اور دنیا بھی ہے، یہاں کی بھی کامیابی ہے اور وہاں کی بھی کامیابی ہے۔

چوتھا طبقہ: نہ دین نہ دنیا

تن پر کپڑا نہیں، من پر ٹکڑا نہیں، نان شبینہ کے بھی محتاج ہیں، سر چھپانے کی جگہ نہیں، نماز کے نہیں، قرآن کے نہیں، دین کے نہیں نہ ایمان کے نہ اعمال کے۔ خسر الدنیا والآخرۃ۔ دنیا کے اندر بھی خسارہ اور مرنے کے بعد بھی خسارہ، دنیا کی بھی ذلت مرنے کے بعد کی بھی ذلت۔

۱۷) آج ہم میں سے ہر مسلم اپنے گھر کے دروازے پر ایک موٹا سا ڈنڈا لے کر کھڑا ہوا ہے، اس گھر کے اندر ہر غیر کا طریقہ آسکتا ہے، مگر میرے نبی ﷺ کا کوئی طریقہ نہیں آسکتا۔

۱۸) اللہ مجھے اور آپ کو یہ بات سمجھا دے کہ: میں دنیا میں آیا کیوں ہو، میرا دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے؟ میرے اللہ نے مجھے کیوں پیدا کیا ہے؟ یہ چھوٹی سی زندگی ہے صبح و شام چٹنگ پٹنگ کا بازار ہے۔ صبح اپنے پیروں پر جاتے ہیں اور شام کو لوگوں کے کاندھوں پر سوار ہو کر آتے ہیں۔

۱۹) کسی پر ظلم نہ کریں، قطع رحمی نہ کریں، کسی کا حق نہ ماریں، کسی پر جھوٹ نہ بولیں، بد دیانتی نہ کریں، جہاں تک ہو سکے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی جائے۔

۲۰) اپنی دین داری کے گھمنڈ میں نہ آئیں کہ یہ بے دین ہے، یہ نماز نہیں پڑھتا، قرآن نہیں پڑھتا، کسی کو برا نہ سمجھو۔ پتہ نہیں کس کا کیا مقام اللہ کے ہاں ہے۔

۲۱) بندہ حفظ کرتا تھا عمر تقریبا پندرہ سال ہوگی شیخ العرب والعجم حضرت مولانا عبدالغفور المدنی العباسی قدس اللہ سرہ سے شرف بیعت حاصل ہوا (غفوریہ مسجد سولجر بازار میں) حضرتؒ نے مجھ ناکارہ کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ: داڑھی مت کٹانا، سگریٹ اور حقہ نہیں پینا، اس طرح کی اور نصیحتیں فرمائیں، جس پر بندہ آج تک عمل پیرا ہے۔

مصادر و مراجع

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ: حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب قدس اللہ سرہ۔ ناشر: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز: اشاعت جدید: دسمبر: ۲۰۱۲۔

زبدۃ المقامات: از خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ۔ مترجم: حضرت ڈاکٹر غلام مصطفی خانؒ وغیرہ۔ ناشر: مکتبہ نعمانیہ: سیالکوٹ۔ سن اشاعت: شعبان: ۱۴۰۷۔

اردو ترجمہ کتاب چہل مکتوب: از حضرت شیخ عثمان جالندھری قدس اللہ سرہ۔ مترجم: مولانا مولوی محمد الہ دینؒ۔ نولکشور پرنٹنگ پریس، لاہور۔ سن طباعت درج نہیں۔

مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مترجم: حضرت مولانا محمد فاضل صاحب دار العلوم کراچی۔ ناشر: مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی۔

تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان وخلفا: مرتبہ: مولانا نسیم احمد فریدی امروہیؒ۔ ناشر: الفرقان بک ڈپو، لکھنؤ۔ سن اشاعت: مئی: ۱۹۸۶۔

مکتوبات معصومیہ: مترجم: حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب قدس اللہ سرہ۔ ادارہ مجددیہ۔ ناظم آباد کراچی۔

انوار معصومیہ: مؤلف: حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ قدس اللہ سرہ۔ ناشر: ادارہ مجددیہ۔ ناظم آباد۔ کراچی۔

مکتوبات شریفہ: خواجہ سیف الدین نقشبندی سرہندی: مترجم: ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا۔ ناشر: خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ۔ کندیاں۔ ضلع میاں والی۔ اشاعت اول: ۱۴۳۶۔ ۲۰۱۵۔

تاریخ و تذکرہ خانقاہ مظہریہ: مرتب: محمد نذیر رانجھا۔ اشاعت دوم: جولائی: ۲۰۱۰۔

مقامات مظہری: تالیف: شاہ غلام علی دہلوی قدس اللہ سرہ۔ ناشر: اردو سائنس بورڈ

لاہور۔سن اشاعت:۲۰۰۱ء۔

معمولات مظہریہ: مصنف: محمد نعیم اللہ بہڑائچی۔مترجم: محمد الطاف نیروی۔ ناشر: کرمانوالہ بک شاپ۔لاہور۔

مکتوبات میرزا مظہر جان جاناں شہید: مترجم: خلیق انجم۔مکی دار الکتب لاہور۔سن اشاعت: دسمبر: ۱۹۹۷ء۔

تحفۃ المرشد اردو: احوال: حضرت جیوشاہ فضل احمد معصومی پشاوریؒ۔مرتب: سید نظام الدین بلخی مزاریؒ۔ ناشر: ادارہ نقشبندیہ محلہ حضرت خیل، تھانہ ملاکنڈ ایجنسی۔سن اشاعت: رجب: ۱۴۱۴ھ۔

تذکرہ علماء حق: مرتبہ: مولانا اعجاز احمد خاں سنگھانویؒ: ناشر: مکتبۃ الحی والمدنی۔ اشاعت ثانی: اگست: ۲۰۰۸ء۔

در المعارف: ملفوظات حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ، جامع: حضرت شاہ رؤوف احمد رأفت مجددی۔ترجمہ: ابوالنصر انس فاروقی مجددی۔ناشر: حضرت شاہ ابوالخیر اکاڈمی۔چتلی قبر، دہلی۔سن اشاعت: ۱۴۲۰۔۲۰۰۸ء۔

مکاتیب شریفہ: ترجمہ: محمد نذیر رانجھا۔ناشر: خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ۔کندیاں شریف، ضلع میانوالی۔طباعت اول۔سال طباعت: ۱۴۳۰۔۲۰۰۹ء۔

ہدایت الطالبین و مرقاۃ السالکین: حضرت شاہ ابوسعید فاروقی نقشبندیؒ۔مترجم: پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفی خاں صاحبؒ۔ادارہ مجددیہ۔کراچی۔

حیات شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ سرہ: از: مولانا حکیم سید محمود برکاتیؒ مع اضافہ: ارشاد پیر: مجموعہ افادات و ارشادات: حضرت شاہ محمد اسحاقؒ۔مرتب: مولانا عبدالرب دہلویؒ۔الرحیم اکیڈمی۔کراچی۔باراول: (پاکستان میں) ۱۴۱۸۔۱۹۹۷ء۔

تحفہ زواریہ: مکتوبات حضرت شاہ احمد سعید مہاجر مدنی قدس اللہ سرہ۔ناشر: زوار

اکیڈمی، ناظم آباد کراچی۔سن اشاعت: ۲۰۱۱ء۔

تحفہ ابراہیمیہ: مکتوبات حضرت مولانا حاجی دوست محمد قندھاری قدس اللہ سرہ۔ مترجم: صوفی محمد احمدؒ: ناشر: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، سن اشاعت باردوم: ربیع الاول: ۱۴۱۹ھ/جولائی ۱۹۹۸ء۔

تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادیؒ: مرتبہ: سید ابوالحسن علی ندوی۔ ناشر: مکتبہ دار العلوم ندوۃ العلما، بادشاہ باغ لکھنؤ۔ باردوم: ۱۰۰۰ء۔

تحفہ زاہدیہ: مکتوبات حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی و حضرت مولانا خواجہ سراج الدین دامانی قدس اللہ سرہما۔ناشر: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز۔طبع دوم: شوال: ۱۴۲۰۔ جنوری: ۲۰۰۰ء۔

مجموعہ فوائد عثمانیہ: ملفوظات، مکتوبات، معمولات، حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی۔ تصنیف: سید اکبر علی دہلوی، ترجمہ و تحقیق: محمد نذیر رانجھا۔اشاعت اول: ۲۰۰۶ء۔

تحفہ زاہدیہ: مکتوبات حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی و حضرت مولانا خواجہ سراج الدین دامانی قدس اللہ سرہما۔ناشر: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز۔طبع دوم: شوال: ۱۴۲۰۔ جنوری: ۲۰۰۰ء۔

مواہب رحمانیہ فی فوائد و فیوضات حضرات ثلاثہ (مقامات سراجیہ) مؤلفہ: الحاج خواجہ محمد اسماعیل سراجی مجددی قدس اللہ سرہ۔ناشر: مکتبہ سراجیہ مجددیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسی زئی شریف۔طبع اول: ۱۴۱۰ بمطابق ۱۹۸۹ء۔

مقامات: یعنی مجموعہ مقامات ارشادیہ و مناقب عنایتیہ: مؤلف: مقصود احمد عمری نقشبندی مجددی رام پوری قدس اللہ سرہ۔

فیوضات فضلیہ: سوانح حیات و ملفوظات: حضرت مولانا فضل علی قریشی قدس اللہ سرہ۔مرتب: حضرت مولانا سید محمد شاہ قریشی زید مجدہ۔ناشر: خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ فضلیہ

مسکین پور شریف۔سن اشاعت درج نہیں۔

انوار ولایت شمسیہ: حالات وتعلیمات حضرت خواجہ شمس الدین سید پوریؒ آزاد کشمیر۔تالیف: حبیب الرحمن حبیب۔گاؤں گیروال ،ڈھوڈیال،تحصیل وضلع مانسہرہ۔ بارسوم:۲۰۰۹۔

حیات سعیدیہ: سوانح حیات: حضرت خواجہ محمد سعید قریشی قدس اللہ سرہ۔ مؤلفہ: حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ نقشبندی مجددی قدس اللہ سرہ۔ناشر: ادارہ مجددیہ : ناظم آباد کراچی۔

امام اہل سنت حضرت علامہ محمد عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ حیات وخدمات: پروفیسر محمد عبدالحی فاروقی۔ادارہ تحقیقات اہل سنت۔لاہور۔

فیوضات حسنیہ: سوانح حیات حضرت خواجہ غلام حسن پیر سواگ قدس اللہ سرہ۔ ناشر: مکتبہ حسنیہ مجددیہ۔دربار عالیہ سواگ شریف (لعل عیسن کروڑ) ضلع لیہ۔ بار چہارم: ۱۷ جمادی الاخری ۱۴۲۵ھ۔ ۴ راگست ۲۰۰۴۔

سوانح حیات حضرت مولانا سید احمد شاہ بخاریؒ: رشحات قلم: ملک عبدالقیوم اعوان۔ ترتیب وتلخیص: مولانا سید محمد قاسم شاہ بخاریؒ۔ناشر: القاسم اکیڈمی،نوشہرہ،تاریخ اشاعت اگست: ۲۰۰۷ ر رجب المرجب: ۱۴۲۸ھ۔

مجالس غورغشتوی: جمع کردہ: حضرت مولانا محمد امیر بجلی گھر قدس اللہ سرہ۔ترتیب: مفتی محمد قاسم بجلی گھر۔ناشر: مدرسہ فاروقیہ۔پشاور۔پاکستان۔سن اشاعت:۲۰۱۱۔

مکتوبات غفوری: جمع وترتیب: مولانا روح اللہ نقش بندی۔ناشر: ادارہ نقشبندیہ۔ کراچی۔سن اشاعت:۲۰۱۸۔

مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: افادات حضرت مولانا خواجہ عبدالمالک صدیقی قدس اللہ سرہ۔مرتب: حضرت مولانا احمد بخش قدس اللہ سرہ۔مکتبۃ الفقیر :

اشاعت اول:۲۰۱۸۔

ملفوظات بہلوی: ناشر: تالیفات بہلویہ نقشبندیہ۔شجاع آباد،ملتان۔سن اشاعت درج نہیں۔

مقامات زواریہ: سوانح حیات: حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔از: محمد اعلیٰ قریشی۔باہتمام: ادارہ مجددیہ۔کراچی۔

مکتوبات افغانیؒ: بنام حضرت مولانا قاضی عبدالکریمؒ۔مرتب: مولانا عبدالقیوم حقانی۔القاسم اکیڈمی،جامعہ ابوہریرہؓ۔ضلع نوشہرہ۔پاکستان۔سن اشاعت درج نہیں۔

صحبتے با اہل حق: افادات وارشادات حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ۔جمع وترتیب: مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ۔ناشر: مؤتمر المصنفین،اکوڑہ خٹک پشاور،سن اشاعت: جمادی الثانیہ:۱۴۱۰ھ۔جنوری:۱۹۹۰۔

حیات حبیب: سوانح حیات مرشد عالم حضرت مولانا پیر غلام حبیب نقشبندی مجددی قدس اللہ سرہ۔ناشر: مکتبۃ الفقیر: سن اشاعت: اپریل 2017

مجالس حبیب: ملفوظات حضرت مولانا حافظ غلام حبیب نقش بندی مجددی قدس اللہ سرہ۔مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی پنج گوری قدس اللہ سرہ۔مطبع: ایجوکیشنل پریس، کراچی۔ باردوم: ۱۴۱۲ھ۔

نقشبندی کشکول: (سوانح حیات حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ صاحب بونیریؒ) مرتبہ: نصیر حسین نقش بندیؒ۔ناشر: ادارہ غفوریہ۔کراچی۔سن اشاعت درج نہیں۔

اصلاح المسلمین: مؤلفہ: حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ نوراللہ مرقدہ۔ناشر: مکتبہ غفوریہ۔کراچی۔سن اشاعت: باردوم: شعبان ۱۴۳۳ھ رجولائی ۲۰۱۲م۔

روح البیان: (مواعظ) مولانا محمد احمد پرتاب گڑھی قدس اللہ سرہ۔مکتبہ دار المعارف الہ آباد۔بارپنجم: محرم الحرام: ۱۴۳۳ھ۔مطابق دسمبر ۲۰۱۰۔

اہل دل کی باتیں: مرتبہ: مولانا مجیب اللہ ندوی، شائع کردہ: دبیر احمدؒ۔ رفاہ عام سوسائٹی کراچی۔

رموز تصوف: فرمودات: حضرت مولانا غلام ربانی قدس اللہ سرہ۔ مرتب: صاحب زادہ ابوذر غفاری دامت برکاتہم۔ ناشر: اِدارہ بلاغ الناس۔ سن اِشاعت درج نہیں۔

انوار شمسیہ: ملفوظات و معمولات حضرت مولانا شمس الہادی شاہ منصوری قدس اللہ سرہ۔ ناشر: مکتبۃ الہادیہ۔ طبع: بار سوم۔ سن اِشاعت درج نہیں۔

المظاہر اشاعت خاص: بیاد حضرت مولانا محمد امین اورکزئی شہیدؒ

ہمارے باباجی حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: تالیف: محمد حامد سراج۔ ناشر: خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ: سن اِشاعت: ۲۰۱۵۔

عرفان تصوف: صاحب زادہ محمد ساجد مقبول نقشبندی مجددی۔ ناشر: ادارہ مقبولیہ نقشبندیہ مجددیہ۔ ٹنڈو آدم، سندھ۔ ایڈیشن: اول: سن اِشاعت: ۲۰۱۸۔

مرغزار باباجی: سوانح حیات حضرت مولانا محمد شیرین المعروف مرغزار باباجی قدس اللہ سرہ۔ مرتب: حضرت مولانا نظام الدین سواتی زید مجدہ۔

داستان درد دل: سوانح حیات: حضرت مولانا محمد اُسفندیار خان نور اللہ مرقدہ۔ مرتب: حضرت مولانا مفتی عدنان احمد صاحب زید مجدہ۔ ناشر: مکتبۃ الحسنی۔

اِرشاد المرشدین: مرتب: حضرت مولانا مفتی عدنان احمد حفظہ اللہ ورعاہ۔ ناشر: مکتبۃ الحسنی۔